

ریاض افکار (دیوان پنجم)

تصنیف

استاذ الاساتذہ نواب مولانا سید اصغر حسین نقوی فخر اجتہادی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

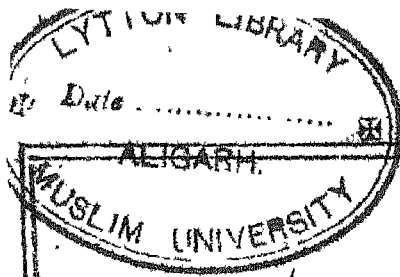
Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808



۲۵۱۰۵۲ ۲۵۱۰۵۲

اعلان

ماہرین باتکین کی خدمت میں گزارش ہے کہ دیوان مسیحیہ بہ ریاض افکار میں جو غلطی ملاحظہ کریں انکو ضرور صحت نامہ سے صحیح فرمالین تاکہ کوئی شک

باقی نہ رہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۰	بھی	ہی	۷۷	۶۶	ایشان	باغبان
۹	۹	ایکدم	یکدم	۸۲	۳	کرنا	کرلی
۱۳۱	۸	بیکس پر	بیکس پر	۸۹	۱۱	و	
۱۷	۳	ایسے	اس ہے	۱۲۷	۷	نہیں	لہرین
۲۲	۵	مری	میری	۱۲۸	۱۰	شیدیلے	نالہ دل
۲۹	۵	یہی	یہی	۱۳۲	۵	پہ	نہ
۳۸	۸	بت	بہت	۱۳۳	۴	اکر	کر
۵۱	۴	چلنے	چلینی	ایٹا	۷	ہے	بہی
۵۲	۷	ہیں	ہی	۱۳۵	۷	بیکسنگی	بیکسنگی
۵۶	۶	تجھپے	تجھپے	۱۳۶	۴	سفر	سفر

۱۴۹	۵	نا	یا	۱۷۰	۵	کر	گے
۱۴۹	۱	کی	مئی	ایضاً	۷	د	ہے
ایضاً	۶	نا	نا	۱۷۳	۷	دید	وصل
۱۴۹	۷	گل کو گون	گل کو گون	ایضاً	ایضاً	وصل	دید
۱۵۰	۲	تن	بن	۱۷۴	۹	گر	گرد
۱۵۳	۳	ہے نہ	ہے نہ	۱۷۸	۵	بکھراؤ	بکھراؤ
۱۵۴	۹	تھی	ہے	۱۸۷	۵	ہین	ہی
۱۵۵	۱۰	پھر	ہے	۱۹۵	۳	ہین	ہے
ایضاً	ایضاً	۷	ہے	۲۰۰	۱۱	۷	نہ
۱۵۷	۱	ہے	۷	۲۰۱	۱۱	کو تو	کچھ تو
۱۶۶	۱۰	۷	ہے	۲۰۲	۳	کیسے	مجھیسے
۱۶۷	۳	مشو	مزا	۲۰۶	۶	لون	کون
۱۶۸	۶	ہے	ہے	۲۲۰	۵	بال	جال
ایضاً	۷	عیش	عشق	۲۲۲	۶	دلپر	دلپر
۱۶۲	۵	کہین	کہلین	۲۲۵	۲	ماہر	راہر
ایضاً	۵	نہین	ہین	۲۲۶	۶	تسلیم	تسلیم

۲۵۱	۳	ابر	ابر	۲۹۳	۴	یہ	وہ
۲۵۲	۲	رو	رو برو	۲۹۵	۱	سیہ	سیاہ
۲۹۷	۲	جھانکین	وفاکین	ایضاً	۳	قتل	مثل
۲۹۸	۱	خاک	جاکی	ایضاً	۹	منصوب	شکوہ
۲۹۲	۴	کے	کا	۲۹۴	۲	سکتے	رکتے
۲۹۳	۳	کہ لیتے وقت وہ	کہ لیتے والی ہے	۳۰۷	۳	سے	پہ
۲۷۹	۱۰	داسن	دانہ	۳۱۱	۸	+	ہین
۲۸۰	۱	دل	دن	۳۱۳	۹	تھی	نبھی
۲۸۱	۴	تھکوا	تھکوا	۳۱۴	۱۱	ہمسی	ہمسی
۲۸۳	۱۱	مٹھسی	خوشی	۳۲۳	۹	سے	مین
۱۸۵	۲	نور	نگاروں	۳۲۳	۱۱	سے	تھی
۲۹۰	۱	سینجانی	سینجانی	۳۲۴	۱۰	مین	کے
۲۹۱	۰	جیہی	کیرن	۳۲۷	۲	دوہا	صدہا
۲۹۲		پر	کے	ایضاً	۳	خاک	خار
۲۹۳	۲	بھی گری	ہن گری	۳۳۰	۹	+	ہٹا
ایضاً	ایضاً	ہین	ہین	۳۳۰	۹	گھٹا	گھٹا

۳۵۶	۲	کرتے	کرتی	۲۳۹	۷	دل	دن
۳۵۷	۴	دہی لٹکے	دہا لٹکے	۲۴۰	۴	مجھکو	مکھن
۳۶۰	۲	کیا	کھا	۲۴۴	۳	جہان	جہان
۳۶۴	۱۰	سے	سے	۲۵۹	۳	سے	وہ
۳۶۸	۴	بھی	بھی	۲۶۷	۳	نشان	فشان
۳۷۳	۳	خ	نہ	۲۷۰	۱۰	انجسم	بخم
ایضاً	۱۰	لو	دھ	۲۷۹	۷	بادہ توبہ	بادہ توبہ
۳۷۸	۳	خ	ہرے	۲۸۸	۵	بھی	سے
۳۸۱	۵	جلا	جلاو	۲۸۹	۸	ساتھ	ہاتھ
۳۸۴	۱	تری	ترشی	ایضاً	۸	ترا	مرا
۴۰۱	۱	سنا	سنان	۴۹۰	۵	جباب	حیات
۴۱۳	۱	یا	یاد	ایضاً	۱۱	دندان	دندان
ایضاً	ایضاً	مچی	مہچی				
۴۱۷	۹	درو	دود				
۴۲۲	۳	سکھن	وطن				
۴۳۹	۴	کی	لی				
۴۴۸	۵	نہ ایک دن	ایک دن				

نظم گوهر بارِ سباقِ غیاثِ کمالِ طلاع
 انجنِ علومِ پیشِ سالِ صدرِ العلماءِ اکرامِ فخرِ انجمنِ
 العظمیٰ یا فوخِ الاساتذہِ اکرامِ راسِ المحققینِ
 سلطانِ المتقینِ الحاصلِ کالغمامِ لکن
 صیغہٴ بینِ الانامِ مجدِ طواریسِ عالمِ دینِ
 مصباحِ مشرقِ منہاجِ شرعِ متینِ
 النورِ الششانیِ و بحرِ العلومِ الثانی

ثالث الحافظ والاصمعی عدل البیعی وحبیب

جناب المولوی محمّد صاحب

لازالہ شہر فادائہ بازغہ

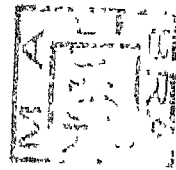
فاحر ذیوقار و عالی قدر	مایہ نازش کمان و مہمان
آردی صبح گاہ زنجیر	از پی خواندن بدیع و بیان
گشتہ شادمان ز دیدارش	ای دریغ آترمان و اندولان
ہم غزل سلم خود میخواند	گاہ محزون نمود و گہ شادان
یافتیم نظم او چو باغ بہار	یافتیم طبع او چو آب روان
طبع صافیش سطح آئینہ رواں	بامضامین چو گوہر عنایتان

دستِ حسرتِ فزا آخاطر من	دلِ عبرتِ نمانے لَویدہ کمان
گر زواید ز تپشِ چہ عجب	کلفِ چھڑے مستربان
بچم تپش اگر کند چہ عجب	چشمِ خوشید وینِ حیران
نیستم مردِ فارسی گویم	تو پندار مردِ این میدان
من کجا شعورِ سیرِ زبنا	فاثرِ اماہرِ فسیحِ زبان
عربی گفت من کلامت	از برایست کم چینِ چنان
ننگِ خود شمرم چو نشان	دہرِ درجِ شاعرِ شروان
کفونِ در فنونِ این صنعت	وہلِ دستِ دو گر حُستان
دلِ محزون و گنجِ محزون	لبِ شک و کنا بحرِ عمان
طبعِ من خندہ زنِ بخندہ گل	کلاکِ من رشکِ دیدہ گریان
باغِ طبعِ مطافِ حورِ پرشت	گلِ من زینتِ سرِ غلغان

<p>ز آنکه در خاطر مدح علیست هیچ مضرب نباشد شش مانند مَهْدِ پا بعد ازین تم کشت شده دیوان نجیب مطبوع</p>	<p>چشم دار و شمع من خوان هیچ یوسف نبود در زندان هست در این محل سکوت بیان باغ افکار فاخته نشان</p>
--	--

بعض اجاب گفت تاخیر
 گشته مطبوع و طبع شد دیوان

۱۳۰۳ هـ



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U25103

بے و دنیا کی بدولت آپ کی زمین ملین	خضر سے بڑھ کر جہان میں نہما پیدا ہوا
کافرین مشرکین کے موت سر پر آگئی	جرات و قوت میں مثل مرتضیٰ پیدا ہوا
جان کی قالب بیجا نہیں نام پاک سے	مثل عیسیٰ بارہوان بجز نہما پیدا ہوا
کاروان شہ کی آمد کا ہوا رب شور یوں	گرد اوٹھی وہ نالہ بنگ دراپیدا ہوا
نیرہ شجیان کو شیعہ شاد و لے کیون	آج عالم میں شہنشاہ ہلا پیدا ہوا

دوست تو کی حاجتیں فائزہ نکلیں سطح
 غم بھیلے ایسا اہل املا شک سے غرق سفینہ لیا جانہوا

مہورت مشکلاں حاجت روا پیدا ہوا

کیون نہک پاش جرات مرزا قائل نہوا	زخم کایز کا مزاج مجھی حاصل نہوا
ماہ دو ہفتہ بھی اوس خلی مقابل نہوا	رو بروی شہ خاور مہ کامل نہوا
زل مضطربین مگر جذبہ کامل نہوا	پاسن سبل کے ترپا کوئی سبل نہوا
ایون سبک و نکی نگاہوں میں ہوا بعد فنا	لاشہ کا ندھ پہ اوٹھانا اونچین کل نہوا

الفت ابرو قاتل میں جو دینی تھی جان

خود نمائی کو دیتی ہے یہ خود او میں سے کی

گالیاں شکو میں سنتا ہوں پٹین غریبہ

کس نشانی پہ دم حشر کرونگا دعوی

جھوٹے آہونکے گئے تو سو کوریا لیکن

سہل کے تن سرگاہ رہتا جھگڑا

بے حجابانہ ملے دو نو بھری مٹھلین

رہے کچھ درد میں تسکین تو ہوتی شاہ

نالہ مای دل عشاق سینہ کیونکر

گالیاں ساتھ رقیبوں کو مجھے دین تے

تھکین جا جا کے لڑاتے ہیں ہین قاتل

سر کا کٹنا نہ بنجر مجھے مشکل نہوا

آئینہ کبریا روشن کے مقابل نہوا

شکر کرتا ہوں کہ میں تو سر محفل نہوا

کچھ بھی آلودہ خون دامن قاتل نہوا

خیر یہ ہو گئی طوفان لب ساحل نہوا

تیرے کچھ اور مگر بنجر قاتل نہوا

شع و پر و انہ میں پردا کوئی حال نہوا

دل پر درد تہ زانوئی قاتل نہوا

گوشت زد گل کے کبھی شور عداوت نہوا

اک ذرا بھی تمھیں پاس حق و باطل نہوا

ورنہ کوئی صف مرگائے مقابل نہوا

خلق میں کیوں نہ وہ قاتل عالم مشہور
 عید قربان کو بھی عشاق پھیری چھری
 قبر میں آکے تھے نالہ دل یوں میرے
 درد و رنج و الم و غم نہ بسے دلمین میرے
 قبر مجھ کشتہ حسرت کو بیستہ نہوئی
 سیلاب کو گیسو میں بھنپایا نہ کبھی
 عجم جھیل کے او بھرا دل بتیا برا
 اک زمانہ کف رنگین تہانکے ہاتھوں
 بان قیس نہ پھر گرد بھی پاتا او کی
 کہتا تھا کہ بھون ہی میں تہی لیلی

کون تیرنگہ ناز سوسو بسمل نہوا
 شل بازار میں آکھہ قاتل نہوا
 جس طرح شور جرس کا سر منزل نہوا
 کاروانِ لونی داخل منزل نہوا
 حیف مر کر بھی پہونچنا سر منزل نہوا
 دام میں صید کوئی طائر بسمل نہوا
 شکر ہے غرق سفینہ لب ساحل نہوا
 خون تھو کا کیا کسکو مرض سل نہوا
 تیز صر صر سا لگنا قہر محمل نہوا
 پردہ چشم مرا پردہ محمل نہوا

قبر میں آکے فرشتوں کے ستایا فاتح

غزل چین اکدم بھی ہو چکر سرتل نہوا تعداد شمار

رسن زلف میں ہستہ مادل نہوا	سدا کھمک گرفتار سلاسل نہوا
دولت عشق سے کچھ بھی مجھے حاصل نہوا	پاس ک درہم داغ جگر و دل نہوا
تا کہ کے جھانک کے لیلی کو بخوبی سمجھتا	حیف مجنون کی طرح میں بس محمل نہوا
قیس کہتا تھا کہ اس طرح تم ہی تھا لیلی	میری آہوں سے بھی واپردہ محل نہوا
جام بھی خاک سے میری نہ بناوا نصیب	شکے بھی میں لب جان بخش کے قابل نہوا
شرم آتی ہے طلب کرتے ہو کول مجھ کو	چھین لینا اونچیں کاک کوئی شکا نہوا
چھوٹ کر اپنے وطن نہیں رہتا کمال	قطع ہو کر کوئی ناخن مرے کمال نہوا
افکے کو نچر میں میں کیونٹھو کر کھلنے دیتا	میرے قابو میں یہ کم نجت مادل نہوا
مرغ مذبح ہے کیا ماہی بے آب کیا	مشل لکے مرے بتیب کوئی دل نہوا
دیکھتا غیر کو بیٹھے ہوئے اور ہوا میں	سدا کھمک اور ولسا مادل نہوا

نہ مزاج کا پایا نہ ٹرسنے کا مزہ
 دل عشاق میں سنتا ہوں ہر ہنسی میں
 بیچ میں گیسو کا ناکے یہ اوجھائی رہا
 دریا کا مزہ میں ہی چکھتا ہوں اسکو
 جانکر شانہ کبھی تو وہ بنائے زلفین
 شک کی خاک صفا کی نظر آئے مجھے
 دو نو ہاتھوں سے وہ سینہ تو دباتے میرا
 ہے یہ رفتار اونچین کی جو پسے جان
 ترچھی نظروں ہی دیکھا کیے ہر روز مجھے
 پہاڑے پیار اور ونکے گیا پہلو میں
 قہر میں آپ مرالاشہ تڑپ کر آیا

کند گردن پہ پروان خنجر قاتل نہوا
 آج کو باغی غضب میں بہت نل نہوا
 اوسکی رفتار سے پامال مراد نہوا
 کسی معشوق کی مٹھی میں مراد نہوا
 تیغ بیداد سے صد چاک مگر دل نہوا
 صاف اونکا تو کبھی آئے نہ دل نہوا
 ایک دن بھی مجھے درد جگر دل نہوا
 کبک کی چال سے پامال کوئی دل نہوا
 ایک دن بھی ہر تیرنگہ دل نہوا
 بی وفا اونکا بھی کم بخت مراد نہوا
 شرکت غیر سے میں داخل متزل نہوا

<p>مثل گل یک ہی شہد کھتے آ پہلو میں خوف دشمن کا نہیں بل توسع کو ذرا پاؤں پھیلا کے تو آنکھوں میں کسی کی ہوتا اسکے جانے سے پھرے رنج و غم و درد آسے وائے قسمت کہ ملی ولٹی سزا دشمنین ہنسکے کہتے ہیں وہ ملے گلوں کو مجھ سے</p>	<p>جیٹ پھولونکے برابر بھی مراد دل نہوا چاک خاروں کے کبھی دامن نہ ترل نہوا سر مرہ زقار سے پس پس کے مراد دل نہوا آگے پہلو میں مرے پھر گزر دل نہوا ہمیں مجرم ہوئے خونِ مہ قاتل نہوا میری مٹھی میں سیطرح ترا دل نہوا</p>
<p>غزل</p>	<p>برق میرے دل بیتاب کے آگے نہ تھے ابر و نیمین بھی فاجر کے مقابل نہوا</p>
<p>تعداد اشعار</p>	<p>سب سے بڑھ کر مرے پہلو میں دشمن میرا کاش ہو جا کہیں خاک بھی ہر فن میرا کنے برباد کیا آج دشمن میرا</p>
<p>جان لگا ہی میری دل پر فن میرا آج جو یا ہے مری قبر کا دشمن میرا باغمان ہی نہوا ہو کہیں دشمن میرا</p>	

ان سینوئین زلیخا سا کوئی عاشق ہو
 زہر چٹکا ہے گل زخم جگر نیلے میں
 طالع سوزان کو نہ کیوں پردہ دلیں گے
 دم داؤد کا نالو نہیں اتر ہے میرے
 سر کے بھی سوزش غم نے یہ اثر دکھلایا
 میری آہوں کے حلقہ میں بھی یہ خنہ ڈالے
 زنج کی قوت کا قاتل کی جیسے تاکد
 ساتھ اشکو کے بہنے لخت جگر آنکھوں سے
 علامتِ کیم کی نشانی بس مدفن کی بھی
 چمن دلپہ پڑی اوس یہ کیسی یارِ
 شمع سایہ بھی ہمیشہ کہیں رویا نہ کرے

شعلہ سفت کے کہیں چاک ہو دامن میرا
 ان دنوں خوب ہی سرسبز گلشن میرا
 گل کہیں ہو نہ چراغ تہ دامن میرا
 سو م پتھر کو کرے نائے وشیون میرا
 خاک جل چکے ہو آتختہ مدفن میرا
 چھن کے غریباں ہو آتختہ مدفن میرا
 خونسے دیکھ نہ آکودہ ہو دامن میرا
 بھر گیا گوہر و یاقوت سے دامن میرا
 ہو حباب لب جو گنبد مدفن میرا
 تروتازہ نہوا پھر کبھی گلشن میرا
 کیوں یہ نہتا ہے چراغ سر مدفن میرا

نہو اچاک گریبان سحر تو شب ہجر	ٹکڑے ہو دست جنوے کہیں دیر میرا
آہن کم نجات لحد میں بھی نہیں تھمتی ہیں	گل کہیں ہو نہ چراغ سر دفن میرا
رو کا جاتے ہوے مینے جو شہ پہ لڑا	اٹھکے جھنجھار کے کما چھوڑ دو دہن میرا
کیون نہ بیباختہ آنکھوں سے ہوں آنسو جاری	دل میں کرتا ہے اثر نالہ و شیون میرا

غزل	نرنگی میں ہوں کہیں پر یہ دعا کر قاخر	تعداد اشعار ۱۱
	مر کے ہو روضہ شبیر میں مدفن میرا	

ٹوٹھو بڑے پھر تے میں گھر وہ پس دریا	بے نشانی تو ہی بتلا اونھیں میں دفن میرا
ہم صغیر و تھا کبھی باغ میں مسکن میرا	اب جکل کچ نفیس میں ہے نشیمن میرا
وہ تو آئے نہ شب ہجر اجل کی مری	مہربان و سبک بڑھکر ہوا دشمن میرا
سوزش دلسے جو چلا میں لحد کے تختے	خاک روئیدہ ہو پھر سترہ دفن میرا
ہم صغیر و کوئی صیا و سے اسنا چھو	اب بھی دیکھا ہے گلستان میں نشیمن میرا

او چھی تلوار وہ نہیں نسکے لگا تہ مجھے
 دیکھیں اب گردش تقدیر دکھائی کیا
 اتنی مدت ہوئی صیاد نفس میں مجھ کو
 سرواہین مری تربت پہ کوئی بھرتا
 یا علی کملکے وہ ہاتھوں سے کیجئے تھا
 آئینہ دیکھکے کہتے ہیں وہ پاؤں سے
 آئے تو لاش پہ میت نہ اٹھائی تھی
 مرگ مجنونی خبر سنکے یہ لیلیٰ نے کہا
 شمع کہتی ہے مقدم ہی میں عیاں ہے
 پاک کیون قبر پہ کرتے ہو گریبان اپنا
 خود مری خاک سے زینت مری تربت کی

رحم کرتا ہے مرے حالیہ دشمن میرا
 اوڑکے جاتا ہے گولے میں نشین میرا
 یاد اتنا نہیں کسجا تھا شیمیں میرا
 ٹھنڈا ہوتا ہے چراغ سرد دفن میرا
 ہو کھوٹے چوٹے نالہ شہیوں میرا
 خط نکلنے سے مٹا تو نہیں جو بن میرا
 کچھ خیال و نکو ہوا تو پس مردن میرا
 کوئی لیجائی کفن کے لیے دامن میرا
 نہ چھپا پر وہ فانوس سے بھی تن میرا
 دل ہوا جاتا ہے ٹکڑے تہ دفن میرا
 شامیانہ ہے غبار سرد دفن میرا

<p>زلیست میں آپ جسے پیار کیا کرتے تھے دورِ دل کی مجھ پر دلی نشست و برخاست اور خمسای دل سوزان جو کہ منتہی ہو گیا کھیل یہ اوس طفل کو آئے جاتے ملکیا خاکین وہ دل تہِ مدفن میرا اٹھکے بیٹھا جو غبارِ سرِ مدفن میرا خندہ زن کیا ہے چراغِ سرِ مدفن میرا ہر قدم پاؤں سے ٹھکراتا ہے مدفن میرا</p>	<p>زلیست میں آپ جسے پیار کیا کرتے تھے دورِ دل کی مجھ پر دلی نشست و برخاست اور خمسای دل سوزان جو کہ منتہی ہو گیا کھیل یہ اوس طفل کو آئے جاتے ملکیا خاکین وہ دل تہِ مدفن میرا اٹھکے بیٹھا جو غبارِ سرِ مدفن میرا خندہ زن کیا ہے چراغِ سرِ مدفن میرا ہر قدم پاؤں سے ٹھکراتا ہے مدفن میرا</p>
--	--

غزل	عندلیبِ چمنستانِ علی ہون قاطر پاس ہے بلبیلِ سدرہ کے نشیمن میرا	قدمِ اشار
-----	---	-----------

<p>غزوہ کس کو صفتِ سروِ صنوبر نہ رہا نہ توانی سے بین کب بیکسِ بے پر نہ رہا شغلِ سونکا کلب وں مست کو اکثر نہ رہا ولیمین ارمان رہا دردِ کبھی گر نہ رہا کون تھا باغین کھینچے ہو جو ستر نہ رہا اب تڑپنے کی بھی قابِل مضطر نہ رہا کب قریب و سکے لبونکے لبِ ساغر نہ رہا خالی مہمان سے اکدن بھی مرا گھر نہ رہا وں کو مہتاب تو شبکوشہ خاور نہ رہا ایک بھی اوس رخ روشن کب برابر نہ رہا</p>	<p>غزوہ کس کو صفتِ سروِ صنوبر نہ رہا نہ توانی سے بین کب بیکسِ بے پر نہ رہا شغلِ سونکا کلب وں مست کو اکثر نہ رہا ولیمین ارمان رہا دردِ کبھی گر نہ رہا کون تھا باغین کھینچے ہو جو ستر نہ رہا اب تڑپنے کی بھی قابِل مضطر نہ رہا کب قریب و سکے لبونکے لبِ ساغر نہ رہا خالی مہمان سے اکدن بھی مرا گھر نہ رہا وں کو مہتاب تو شبکوشہ خاور نہ رہا ایک بھی اوس رخ روشن کب برابر نہ رہا</p>
--	--

<p> دعویٰ اب یار سے مجھ کو دم محشر نہ وصل میں کون تھا جو جاسکے باہر نہ آج پہلو میں مرے وہ دل مضطرب نہ وقرو عظم کا کوئی اب سرمہ نہ کب مری عمر کا چھلکا ہوا ساغر نہ آئینہ دیکھ کے حیران سک نہ میرے قابو میں مگر یہ دل مضطرب نہ خالی رہنے پہ بھی ویران مرا گھر نہ سر جھکائے ہو کب میان میں خیر نہ نہ قابل پرواز کو تر نہ جب ہوا تھم گئی طوفان سمندر نہ </p>	<p> عوین ظلم و ستم ایک دیا بوسہ مجھے شمع پروانہ سے کیوں ملے نہ توئی عریا جس نے کل برق جہنم کو کیا تھا محبوب کہلے اک وعظ میں چار اسنے سنی زردی خالی کبے کا دیا جام نہ ساقی نے مجھے اپنی صنعت پہ تعجب نہیں کرتا صلح صدمہ دروسے بیتاب نہوئے ویتا ہوا تنہا تو بلاؤں نے پھر اگر گھبرا قتل کر کے کسی ہیکس کی ہوا کتب نجل اور کسے ہو خچر کا خط شوق مری آنسو ٹھہری اسکا ہوا شکا نکھوں میں چو کین </p>
--	---

واوی عشق میں گمراہ میں ہوتا کیونکر
 کیا ہوا خاک و ڈالی جو بہت ناقہ نے
 کسی زانو کے تصور میں سر و مختار
 ہوں وہ درویش کہ چھوڑا نہ درویش کو
 وصل کی رات گھٹا کی تو بڑھائی شمع
 آج کیوں حشر کے انوہ میں اہل ہوتا ہے
 دعویٰ ہر ایک کو یوں ہے غزل کہنے کا
 دل عشاق کے کشور کو بھی لپیٹ چکا
 دامن ابر میں یہ چاند چھپا رہتا ہے
 کیا لگی دلی سمجھے چاہ و قن میں اس کے
 دوش پر بار نہ کیونکر ہو شب فریقین

کب قرار راہ نما خضر مست در نہما
 قیس کب محل لیل کے برابر نہما
 ہجر کی شب کبھی تکیہ پہ مرا ستر نہما
 کب ماسایہ دیوار میں بستر نہما
 کو نسا ظلم فلک کا تھا جو ہم پر نہما
 کسی ہنگامے میں ہیں تو کبھی غم نہما
 مثل ناسخ کے مگر کوئی سخنور نہما
 صف مرگان بتائے کوئی ہمسر نہما
 سنہ پہ اوسنہ کے کب گوشہ چادر نہما
 تشنہ کب چشمہ حیوان پہ سکندر نہما
 سروہ کیا زانوئی دلدار پہ چوسر نہما

کب شب وصل بھی پر گشتہ مقدر نہ رہا	ساتھ سوئے بھی تو وہ منہ کو پھر کھجے
منہ پہ کب غم میں سر گوشہ چادر نہ رہا	اونکی آنکھوں سے روانِ خیز نہ کب شکا
ایسے ویران غریبوں کا کبھی گھر نہ رہا	درد و غم آکے بسا رہے دلوں میرے

غزل	وان بھی آیا نہ اسے صورتِ سیما بقرارہ	تعداد اشعار ۲۱
	اوسکے پہلو میں بھی فاجر دل مضطر نہ رہا	

حرم میں دیر میں جلو کی آرزو میں رہا	غرض جہان میں رہا تیری جستجو میں رہا
تیشہ میرے رگ دلی جستجو میں رہا	ہمیشہ تشر غم خون آرزو میں رہا
اودھرو متیغ لیے قتل آرزو میں رہا	اودھریہ دل فراڈ و باہوا ہو میں رہا
پے شباب خمیدہ یہ جستجو میں رہا	ضعیف عمو و جوانی کی آرزو میں رہا
زمین کو چہ جاتا کی خاک چھاننا کیا	میں اپنے کھوسے ہو دلی آرزو میں رہا
سنا تھا قبر میں ہوتی ہے دیدار نصیب	عدو میں جان کا منہ کی آرزو میں رہا

وصال دختر رزیون مجھے نصیب ہوا
 پس قناتو وہ شانہ مرا ہلا سینگے
 کبھی کبھی جو سطور میں بھی جا نکلا
 چمن میں بلبلین صیاد نے حلال جو کین
 اجل کو میں نہ ملا اور مجھے اجل ملے
 کبھی جو مینے کیا وصف زلف پچا نکلا
 بجا ہے اب جو کون اسکو نافہ آہو
 یہ وسوسہ بھی بلا شک ہے کا شیطانی
 تمھارے ناخن پک کا ہلال آبا تھ
 جگر کا داغ جلا دل جو کھو گیا میرا
 میں گلستان پہ بھی ونکی نہ منہ سے کچھ بولا

مدام ہاتھ مرا گردن سبو میں رہا
 تمام عمر اسکی مین آرزو میں رہا
 جناب حضرت موسیٰ گفتگو میں رہا
 مہینوں خون عنادل کا آجھو میں رہا
 وہ میری فکر میں مینا و سکی جستجو میں رہا
 بیان او بڑھ گیا کچھ طول گفتگو میں رہا
 بسا ہوا مر دل زلف مشکبو میں رہا
 قضا نماز ہوئی اور میں وضو میں رہا
 فلک پہ ماہ دو ہفتہ جو جستجو میں رہا
 چراغ لیکے بھی مینا و سکی جستجو میں رہا
 ہمیشہ پاس دب مجھ کو گفتگو میں رہا

کمان کمان نہ پریشان مین جستجو مین رہا ہمارا رشتہ جان دست آزر و مین رہا	کحد مین جسر مین پایا کب مین نہ مینے تجھے امید وصل پہ جیتے رہے فراق مین ہم
تعداد شعرا	غزل
ملی نہ وادی عرفان کی حد مجھے فاخر مین ساتھ خضر کے برسوں پہی جستجو مین رہا	
اکہی نام ہی سٹ جاؤ آسمانوں کا چلا نہ زور کچھ اون سے نگا ہبانوں کا عصا سے زور پڑھے جیسے نا تو ان کا پتا کہیں کا نہ پایا نشان مکا تو ان کا ہے زور یار کی انگڑائی مین کما تو ان کا پتا لگانہ عناد دل کو تشیا تو ان کا عدم وجود برابر ہے نا تو ان کا	ہر ایک انہیں ہے برابر کن جواںوں کا گزر نظر سا ہوا گھر مین نا تو انوں کا دل ضعیف کو قوت ہے براہ کیوں سٹے ہووے کے سٹائے فلک نے نام تک ہوا ہے دیکھ کے دل تیر عشق سے سہل چمن مین آئی جو مدت کے بعد ہو کے رہا انہیں تو آمد و رفت نفس بھی شکل

<p>تو اک زبان پہ پبل یہ غل مچاتی ہے قفس میں کیوں نہ پریشان جواس میں صبا جو اسنے خواب کو آنے دیا نہ تادریشم سٹے ہوونکی بنانا نہ ہمد موقسریں کسی سچ کا شاید ہے انتظار نہیں دل وجگر میں کھلائے ہیں بھولانغونکو یزیر غم نے کیا حسرتوں کو دل میں قتل ضعیفی انکی ہوئی طولان سیت کا ہاش ہم اوس محل میں گئے ہیں انھیں کی سارک</p>	<p>سکوت دیکھ تو سوسن کی دس باونکا اوڑا رہا ہے مجھے شوق بوستا نوکا ہے پاسبان بھی مگر شویا سببا نوکا نشان ہی ہے فقط ہے بے نشانو کا رکا ہے آنکھوں میں دم آکے نیم جا نوکا نمونہ غم نے دکھایا ہے بوستا نوکا بہا یا خون ہے کبے میں میہا نوکا کہ دم نکل نہ سکا تن سے نا تو انو کا ہمارے سر پہ ہے حسان پاسبا نوکا</p>
---	---

تعداد اشعار
۱۲

ملاؤ درد و الم شوق سے پرین فاش
 مکان دل ہے مرا ایسے میہا نوکا

غزل
۹

ضعیف پیرگارگی کیا جو انوکھا
 بلند نام ہوا آہ سے جو انوکھا
 عروج پر بھی نہ تو جھوڑا کسار
 کبھی وقار دیا اور کبھی ذلیل کیا
 رقیب آپکے کئے کو ٹال ٹال گئے
 شکستہ قلب و ہجرین خوشی ہے کیونکر
 نہ چھیڑوشت نور و ہمین غول صحرا تو
 ملے کدین بھی یاران رفتگان مجھے
 قبول کیا ہوں دعائیں گناہگار بھی
 عصا لیے ہوئے ساتھ لے کر بھی چلتا آ
 ہلاکے سر کو کہے باتیں شمع محفل میں

کبھی نہ زور چلا ہے آسمانوں کا
 کلیجہ چھپا نہ یا اسے آسمانوں کا
 جھکا ہے خاک پر سر دیکھ سہماؤں کا
 طریقہ آپ نے سیکھا ہے آسمانوں کا
 کبھی جو ذکر ہوا اونسے متخانوں کا
 یکین ہو کیا کوئی ٹوٹے ہوئے مکانوں کا
 میں اک غریب ستایا ہوں آسمانوں کا
 پتا لگا سر منزل نہ کاروانوں کا
 اثر و ثوب سجھاتا رہا زبانوں کا
 ضعیف ہوتا ہے سایہ بھی ناؤوں کا
 اشارہ نطق ہی گویا ہے بے زبانوں کا

<p>چراغ و شمع سے یہ بات مجھ کو ماتھے آئی مزار کو بہن و قیس کا مجھ اور بہن دل و جگر کے لیے جستجو ہے داغوں کی ملی زبان سے زبان ایسی بوسہ یا نہیں بلا میں آفتیں لاکھوں پہنشین می</p>	<p>خموش ہونا ہے لازم جلی زبانوں کا مین رہنے والا ہوں مجھ کو مکا تو نکا بسانا ہے مجھے اور جڑے ہوئے مکا تو نکا یقین ہو غیر کو خامے کی دوزبانوں کا لیکن ہوں جیسے میں اور جڑے ہو مکا تو نکا</p>
<p>غزل</p>	<p>سناؤں کو لے پر دین حال دل فاجر وہ شوق ہی نہیں کھتے ہیں داستانوں کا</p>
<p>تعداد اشعار ۱۸</p>	<p>پتہ نہ باغ کا ہو گاہ باغبا تو نکا معین پیر ہمیشہ ہے جو انوکھا و عائن ہے ضعیف و نکی کس طرح قبول بنانہ خاک کا درہ نہ کو کب افلاک</p>
<p>مٹانا ہے اسیر و نکلے اشیا تو نکا لگائیں تیر نکیلوں سر امکا تو نکا اثر تو لیگی تاب و توان زبانوں کا زیٹو نکا نہو امین نہ آسما تو نکا</p>	

ہے راستی بھی عدو ظالم خمیدہ کی
 بھونچکھنچین تو بڑھی یونہی تندر تیز نظر
 دبار ہے ہیں یہ سب ملکے ایک بیکس کو
 ہجوم حسرت و حرمان میں ل بھی جاگا
 اوڑا میں دھجیا طوفان شک و گمان یوں
 کیسے سبزہ خط کا مجھے خیال آیا
 کشیدہ رہتی ہے خاطر بشر کی پرین
 کرو نقوش قدم میں تم اپنے دفن نہیں
 پڑے ہیں ساتھ چھو لکبائش غم سے
 وہ رحم دل ہوں کہ دید و نہن نصف ہوتی
 دم فشار زمین سے علی نے فرمایا

درست تیر ہوں نکلے جو بل کمانوں کا
 کہ جیسے تیر روان ہو کڑی کمانوں کا
 آئی زور گھٹا دے تو آسمانوں کا
 ایسے قافلہ یوسف ہے کاروانوں کا
 پتالگانہ سفینوں کے بادلوں کا
 ہر ابھرا کوئی دیکھا جو کھیت جانوں کا
 دلیل رکھتا ہے کھینچنا یہی کمانوں کا
 مزار چاہیے ایسا ہی نا تو انوں کا
 مقام ولیم ہو اہفت آسمانوں کا
 تڑپنا دیکھ نہیں سکتا نیم جانوں کا
 ذرا خیال ہے اسکے استخوانوں کا

خدا پہلے دم نزع اولیٰ سا سوئے	کلیجہ منہ کو ہے آگیا جوا نو نکا
زمین قبر نے ایسا دیا فشار مجھے	ہوا ہے سفر پر گندہ استخوانوں کو

غزل	غزل کو سنکے وہ تعریف حد کی کرتے ہیں	تعداد اشعار ۲۲
	مہین لطف ہوں فاخر بہن قدر دانوں کا	

محر و مہ آج بھی رہے یہ بادہ نوش کیا	فاخر کو جام دیگانہ امی فروش کیا
اس خاکسے اور آہیں میکیش کے ہون کیا	ہے ورد بادہ گرد در می فروش کیا
بیل نے زمزمہ نوئے ٹھیا یا خروش کیا	کر ہو گئے مگلوئے گلستانین گوش کیا
نا سمجھی سے وہ میت عاشق پہن کیا	آہیگا اس مریض کو میرے نہ ہوش کیا
تھا شوق دید آپ کو لیکن ہی نہ تاب	جاتے رہے کلیم نظر ایسے ہوش کیا
مست شراب ناز نہ ہوں ہشیار خاک ہوں	بیہوشی و غنیمت عشق کی آہیگا ہوش کیا
کیون بند کر رہے ہیں نکیرین بختین	سیری زبان جو امین ہوگی خموش کیا

فصل بہار آئی ہے سودیکازور ہے
 پر فراغ دل کے سینہ زخمی کے سامنے
 سنتی نہیں ہے یہ بھی تو پروا تو کئی فغان
 مثل کلیم وید سے محسوس رہ گیا
 قاتل تو کھینچتا نہیں کیوں تیغ میاں سے
 کہتے ہیں بخود دین جو ہوتا ہوں مرقا
 لو دے رہا ہے فراغ جگر بعد مرگ بھی
 اٹھلا کے جس طرح سے وہ باتیں بجا ہیں
 بیچ کچا ادا کیا نہیں چٹان بست کی
 ٹکڑے ہوا جو آئندہ دل تو غم نہیں
 نازان عبت فروغ ضیا پڑاے فلک

کھاتا ہے اوندھا وند کے خون تہن جوش کیا
 گلہ ستہ کیا ہے اور سب گلفروش کیا
 گل کی طرح شمع کے بھی کرہیں گوش کیا
 گم ہو گئے ہیں دیکھتے ہی دسکو گوش کیا
 ویر و نگا اپنی جان نہیں سرفروش کیا
 آیا ہے تجھ کو آج محبت کا جوش کیا
 شمع مزار ہو گی ہماری خموش کیا
 بجے گا او سطر سے کوئی بادہ نوش کیا
 پھر تیرے میں جھومتے ہو دو بادہ نوش کیا
 لے لینگے اوسکو مولے خوردہ فروش کیا
 شمع قمر سحر کو نہو گی خموش کیا

تصویر کی طرح سے ہونیکا خموش کیا	نقشہ سراق کا جو نظر آئیگا مجھے
طوفان بھراوٹھائیگا رقت کا جوش کیا	بڑتا ہوں اپنے گریہ بے اختیار سے
یوسف کا حسن آپ ہے بردہ فروش کیا	لے آیا بچنے کو یہ بازارِ مصر میں

غزل	فاخر نے جو کہا وہ جھرو کونسے کھل گیا	تعداد اشعار ۲۲
	رکھتی ہے اونکے گھر کی بھی یوا گوش کیا	

آیا ہے مثل قیس کے وحشت کا جوش کیا	مانند آ ہووئے رمیدہ ہیں ہوش کیا
پونچا مری فغان کا فلک پر زرش کیا	ہے آسمان سحاب کے پنبہ گوش کیا
واعظ سین کے پند نہ یہ دیکے گوش کیا	رند و نین کوئی ہوتا نہیں حق نیش کیا
سوس سے عندلیب تو کرتی ہو کیوں سوال	تیرا جواب دے گی زبان خموش کیا
کشتہ ہوں ایک تیغ تعافل کا و ہرین	ایک گام بکو شور قیامت سے ہوش کیا
کہتا ہے یاس دم تلقین مرا سچ	شانہ ہلا تیسے بھی نہ آئیگا ہوش کیا

چپ ہوگی عندلیب جھونکے آصبا	مانند شمع ہوگی زبان یہ خموش کیا
پیریکلی سانسین چلتی ہیں شل نسیم صبح	شمع حیات اب بھی نہوگی خموش کیا
ساقی نہ تو خاک ہو ورنہ یہ کیوں ہے	جام حساب کے کرین بادہ نوش کیا
اون کا کلون نے یار کو ضحاک کر دیا	لہر ہے ہن سانپ سے بالادوش کیا
محشر میں ہوگا پردہ عصیان کبھی فاش	ڈھانپے گا میرے عیب نہ وہ پردہ پوش کیا
پیمانہ حیات چھلکنے کو ہے مرا	دیگانہ اب بھی جام تو امیر فروش کیا
ملتا ہے کیا عروج بشر کو پس فنا	جاتا ہے ماتھوں ہاتھ جنازہ بردوش کیا
مثل عبا رجا سکونت ہوا پہ ہے	ہوگا مری طرح کوئی خانہ بردوش کیا
سنتا نہیں یہ بادہ پرستوں کی ایک بھی	ساقی بھی مثل شیشہ ہر پنبہ بگوش کیا
کیون جلوہ گر یہ عقد ثریا ہے آفلک	اوس ماہ دوش کا ہوگا یہ دریا گوش کیا
قاتل گلے لگاؤن کیوں وقت قتل سے	مثل عروس تیغ نہیں سرخ پوش کیا

ہے انتظار دوست کی بلوانی کا بہت	دیکھوں بشارت آگے مجھے دیکر دوش کیا
لائے ہیں وہ جلا کے مرے دلی طرح	شمع لحد رقیب کی ہوگی خموش کیا
ہر اک بشر کے کا تب اعمال کی طرح	ہو گا جہان بین یوں کوئی خانہ بدوش کیا
سیت مری اوٹھا نہیں کہتا ہوا فے نا	تا بوت تم اوٹھاؤ گے بالاس دوش کیا

غزل	نشہ میں بھی ذرا میں بہکتا نہیں کبھی	تعداد اشعار ۵۴
	فاخر مے ولای علی کا ہے جوش کیا	

جلوہ مری مجھے آدوست تر کیا ہوتا	بچ گیا ورنہ تصور سے غش آیا ہوتا
قتل کر کے مجھے جلا دیکھی رسوا ہوتا	خون ناحق کا جو تلوار میں دھبیا ہوتا
وادع عشق میں مرتا نہ تو رسوا ہوتا	ہر زہ پوشی کے لیے دامن صحرا ہوتا
وہ خم حسن نہانے کو جو آیا ہوتا	خون عشاق کا میلالب دریا ہوتا
تم سے بیمار تب ہجر جو چھپا ہوتا	نام دنیا میں تمہارا بھی سیجا ہوتا

تیس نے چشم تصور سے جو دیکھا ہوتا	ہر حباب لب جو محل لیلی ہوتا
بحر خون جوش پہ قاتل گرا ہوتا	سر ہر اک بیکے حباب لب دریا ہوتا
ایسے پھائے سے کلیجہ مرا ٹھنڈا ہوتا	دماغ سودا کے لیے سینہ مینا ہوتا
دیدہ ترکو اگر جوش بجا کا ہوتا	بھیر کوئی نوح کا طوفان بھی آتا ہوتا
انقلاب آہ سے مجھونکے جو لیلی ہوتا	ناقہ محل پہ تو محل پہ یہ نایا ہوتا
گرتا کیوں خاک پہ قابو میں ہر اک ہوتا	گر عصا کا تختین میخوار کے مینا ہوتا
زور آہو نہیں مری اور بھلا کیا ہوتا	ورق دفتر ہستی ہی کو اولٹا ہوتا
نو نہ روتا نہ مری روح کو صدا ہوتا	کاش ہمراہ جنازہ کیے نہ آیا ہوتا
زندہ رہتا تو تری زلف کا سودا ہوتا	جان نہ دیتا جو شب ہجر تو رسوا ہوتا
مرد فرقت سے ہر اک یون والہ ہوتا	دل کلیجے پہ تو اس لیے کلیجا ہوتا
خود تڑپ کر سکو قدر چروانا ہوتا	تیرے بسمل پہ نہ احسان کیسا ہوتا

اونے مسلول محبت جو نہ اچھا ہوتا
 وار اوچھا کوئی قاتل جو لگایا ہوتا
 اسکے جانیکا مجھے رنج نہ اصلا ہوتا
 مثل سوزن کے اگر میرا نصیب ہوتا
 آپ نے ہاتھ جو سینے سے ہٹایا ہوتا
 زور آہونکا اگر اور زیادہ ہوتا
 حوصلہ نام بڑھانیکا مجھے کیا ہوتا
 انقلاب اور جہانین کوئی ایسا ہوتا
 حشرین قتل کا قاتل کو کلا کیا ہوتا
 چھو جو لیتا میں رنج تیشین اچھا ہوتا
 ہاتھ اپنو سپہی کانٹوں نے اوٹھایا ہوتا

برسوں ہی خون جگر بھر میں تھوکا ہوتا
 رقص بسمل کا ذرا دیر تماشا ہوتا
 ایک تعادل جو مر پاس نہوتا ہوتا
 ہر قدم چاہ میں قسمت نے گرایا ہوتا
 درد میرے دل مضطربین زیادہ ہوتا
 منہ کے باہر شب فترتین کلیجا ہوتا
 دل ہی اتنا وہ بڑھاتے کہ کلیجا ہوتا
 تیج اولٹا ہوا کشکول گدا کا ہوتا
 کون سی بات تھی جسکا مجھ کو شکوہ ہوتا
 ابلہ ہاتھ میں پڑتا یہ بیضیا ہوتا
 چاک مانند مرے دامن صحرا ہوتا

<p> قلمِ اشک اگر جو شین آیا ہوتا ماہِ کفنائے نہ گر عشقِ زلیخا ہوتا ہوں وہ مجنون کہ مجھ و شمعین دھوکا ہوتا جشیونکے لیے اک سہل سارستا ہوتا بختِ نختہ سے جو را تو نگو نہ سونا ہوتا جوشِ زن بحرِ فنا کا کوئی مویا ہوتا چھوٹے والا جو تری زلفِ رسا کا ہوتا اور الطاف و کرمِ مجھپہ خدا کا ہوتا فیضِ برکرم یار تو ایسا ہوتا بادہ خواروں کا کوئی پھرنہ سہارا ہوتا کنجِ عزلت میں اگر باد یہ پیا ہوتا </p>	<p> ڈھیلدا آنکھوں کا حباب لبِ دریا ہوتا آپکے دامنِ عصمت میں نہ دھبہ ہوتا دور کا نخل ہر اک محلِ لیلیٰ ہوتا چاکِ دامن جو مرا جاوہِ صحرا ہوتا خشک کیونکر نہ دماغِ سرِ سودا ہوتا ساغرِ عمر حبابِ لبِ دریا ہوتا دستِ مشاطہ کو حاصلِ بدِ طولا ہوتا اے بتو تم جو بگڑتے تو مرا کیا ہوتا بار آور جو مرا نخلِ تمنا ہوتا موتِ انکی تھی تہیہِ دست جو مینا ہوتا خانہٴ مور بھی مجھ زار کو صحر ہوتا </p>
--	---

فرش آنکھوں کا تری راہ میں نہ بیا ہوتا	حلقہ چشم مرالغش کف پا ہوتا
زخم جوع دل درویش کا پھا ہوتا	نان جو کا جو یسر کوئی ٹکڑا ہوتا
سبک اعمال حسن سے جو نہ لاشا ہوتا	دوش احباب پہ پھر بار جنازا ہوتا
گرم آہوں کا مری اور اثر کیا ہوتا	خلق میں چلے سرا میں بھی گرا ہوتا
جوش زن گریہ احباب کا دریا ہوتا	مثل کشتی کے رواں آب جنازا ہوتا
مس البونکو در دولت پہ نہ روکا ہوتا	بھیڑ ہوتی تو قیامت کا تماشا ہوتا

غزل ۸	چھد کے ترکش کی طرح میرا کلیجا ہوتا	تعداد اشعار ۲۵
	تیرا ونکا دل فاشترین تمنا ہوتا	

میری تربت پہ پئے اجر ہی آیا ہوتا	فاتحہ کو تو ذرا ہاتھ اوٹھایا ہوتا
تھا جو دلسوز تو مرقہ پہ تو آیا ہوتا	صورت شمع کوئی اشک بہلایا ہوتا
تیرا ناز سکو دل کوئی آیا ہوتا	اوکما نذر نشانہ یہ اوڑایا ہوتا

<p>شور اتنا مرے نالوں نے پجایا ہوتا مسکرا کر سوی عشاق نظر کی ہوتی شل شبنم تو رولاتے رہے برسوں مجھ کو مانگتے گر کے نہ پانی بھی یہ زخمی تیرے جانتا نخل ہمارے بھی کہیں بڑھکا اوستہ جا کے عقیقی تین ساف تھا اسی کا مجھ کو نہ سہی خط کوئی ملتی تو خبر قاصد سے دیدہ تر مر اسکو نہ بھاتا نہ اگر نازاؤ ٹھوٹے رہے اپنے ہمیشہ مجھ سے دیکھ سکتے نہ کہیں آپ نظر بھر کر تین تنکو منظور اگر تھا نہ مرا شو و نما</p>	<p>طالع خفتہ عاشق کو جگایا ہوتا صاعقہ خرمن ہستی پہ گرایا ہوتا صورت گل بھی کبھی تنہا ہنسایا ہوتا ہاتھ قاتل کوئی ایسا تو لگایا ہوتا سر پہ سیکر تری دیوار کا سایا ہوتا ہاتھ دنیا کی محبت کا اٹھایا ہوتا کاش پیغام زبانی ہی سنایا ہوتا آتشین آہ نے گھر دکھلایا ہوتا تنہا لاشہ بھی مر سجا دی ٹھایا ہوتا مہر خدیکھنے والو کو دکھایا ہوتا نام بھی دفتر ہستی سے مٹایا ہوتا</p>
---	--

کاش اس کو تجھے رحم نہ آیا ہوتا	تین رُک رُک کے نہ گردن پہ پھرتا تھا
چرخ نے خاک پہ پھر سر نہ جھکایا تھا	خاکساری نہ اگر ہوتی دلیلِ نفوت
بیکسو نگو نہ اگر تو نے ستایا ہوتا	ظالمون میں صفتِ چرخ نہ ہوتا مشہور
غیر کو بھی جو اسی طرح ستایا ہوتا	حالِ کھلتا مری برداشت کا ابھوت تھا
مشک سودہ مرے زخموں میں لگایا تھا	عشق کی سیوین یہ گل کھا پین تنِ جراح
لیکن اس بھوڑے سے دلوں نہ دکھایا تھا	اس سے بہتر تھا چھری پھیرے تم گردن
ہم غریبوں پہ کبھی رحم بھی دکھایا ہوتا	اے فلک بغضِ حسد کی بھی آخر کوئی حل
تو نے اک رازِ انا الحق کو چھپایا ہوتا	پھر کبھی واس کی ملی نہ سزا اے منصور
پھینٹے دے دیکھے مجھے ہوشیمن لایا ہوتا	مے کے پینے سے غش آیا تھا اگر اے ساقی
سکہ عاشق کے دل پہ بھی بٹھایا ہوتا	آپِ قلیمِ محبت کے اگر تھے سلطان
آپ نے شانہِ لحد میں تو ہلایا ہوتا	اُنکے محلِ جاتی مری خوابِ جل سے شاید

خونِ ناحق کا مرے راز چھپایا ہوتا	آپ افشا سے بنا حشر میں مجرم قاتل
خانہٴ دل میں کوئی باغ لگایا ہوتا	زخمِ تیرنگہ ناز کے گل کھلاو اتے
اب چراغِ سرِ دفن بھی جلایا ہوتا	زندگی میں تو مرے دکھ جاتے تھے سدا

غزل	ہوک اوٹھتی نہ کیلجے میں تھارے بھی کبھی	تعداد اشعار ۱۸
	تمنے فاجر کا اگر دل نہ جلایا ہوتا	

کو کب بخت بیا یا نہیں درخشان نکلا	قیس ماتم سحر چاک گریبان نکلا
ریگِ مقتل سے تپانِ بالِ خندان نکلا	خود ہر اک زخمِ بدن شکلِ نمکدان نکلا
وست و حشت میں جنوں سلسلہٴ خندان نکلا	جب تو کانٹوں سے اولجھکر مراد امان نکلا
حوصلہ کچھ بھی نہ اے شمعِ شبستان نکلا	رختِ فالوس میں بھی تنِ تراعرمان نکلا
زلفِ پیچا نکلی ثنائیں رہی اولجھنِ شب بھر	کوئی مضمون بھی جو نکلا تو پریشان نکلا
گردِ صحرائیں کوئی تھا کہ شمیم گل تھا	دشت و گلشن سے جو نکلا تو پریشان نکلا

لے گیا کھینچے عشاق کو تاملک عدم

طاہر آنکھوں سے بکامین ہوئی بتیابی

وشت وشت کی نیکیوں ٹھوکر کھیا کرین

مجھ سے کہتے ہیں دم وصل و بے دیکر

سبزہ خطارخ یار نیکیوں نکر و کیوں

دل گم گشتہ کو اپنے بھی تڑپتے دیکھا

وردلدار پہ جانیکی کچھ اسید ہوئی

لائی اوس دشت پر آشوب ہیں دشت بیکو

آتشیں آہوں بگرنے نہ دیا شہر نین

گدہ ابر بہاری جو چمن پر آیا

غم نکلنے سے نہ کیونکر ہو مراد غموم

عشق جوازہ کس قافلہ جان نکلا

اشک ہر اک صفت گوہر غلطان نکلا

گھر سے مین پہلے پہل بے سوسا مان نکلا

اب تو تیرے دل شاد کا اریان نکلا

جمع پر آج ہلال مہ شہبان نکلا

ناگہان مین چوڑے گنج شہیدان نکلا

دوست مدت کا مرا بار کا دربان نکلا

جس مین حیوان نہ کوئی نام کو انسان نکلا

گاہ جلنے لگی جس بن مین مین نالان نکلا

شور موروں مین ہوا سخت سیلماں نکلا

مدتوں ساتھ رہا جب کا وہ مہمان نکلا

کام منقلح کا آہونے اسیری میں لیا	اسطرح کھوکے قفل در زندان نکلا
تم کہو مصحفِ عارض سے ہٹائی ہر نقا	میں سمجھتا ہوں کہ جزدان سے قرآن نکلا
ستر کچھ خاک کفر ہے نہوا مرد و نکا	حشر میں قبر سے جو نکلا وہ عمران نکلا

غیر اٹھا	کیون نہ ہنستا ہوا نکولن میں وطن سے فاخر	تعداد اشعار ۲
	باغ سے ہر گل تر بال بختدان نکلا	

بختِ خفتہ سے نہ میر کوئی ارمان نکلا	جو خیال آیا مجھے خواب پریشان نکلا
زلزلِ شبیر گت سے کب عارض جان نکلا	پردہ لیل سے خورشیدِ درخشان نکلا
کیا ترے دلے کوئی ناکہ سوزان نکلا	کیون دھوان سے سر تر شمعِ شبستان نکلا
جوشِ وحشت میں جو اک غنجہ دہان آیا	مثل گل باغ سے مین چاک گریبان نکلا
نیر و بختی مری فرقت کی شب بھیلی	کوئی تارا بھی فلک پر نہ درخشان نکلا
قمریان دیکھ کے بولیں پس یو اراو سے	آج بیرون چین سر و گلستان نکلا

آرزو مر کے جو نکلی بھی تو پھر کیا نکلی	زندگی میں تو میرا کوئی ارمان نکلا
قبر میں جا کے میسر ہوا دیدار ترا	سدا احمد کہ جان دیکے تو ارمان نکلا
اسے کماندار خدا اور رے قوت تجو	دل کے اوس پار ترے تیرا پیکان نکلا
خاک و رتی ہوئی مجھ کوئی نظر آئی مجھے	جوش و حشرت میں جو میں سو کیا بان نکلا
غیر کرتا ہے عداوت تو کرے خوف نہیں	شکر اتنا ہے کہ وہ دشمن ناوان نکلا
اپنے انجام پہ پیساختہ آنسو نکلتے	جب کبھی میں طرف گور غریبان نکلا
جگمگٹا ماہ چینو نکا نہیں گلشن میں	بہر گلشت پرستان کا پرستان نکلا
سخت دامن نہ جب تک ہوں کھٹکتے ہیں	گل کے تلوے سے مرے خار غیلان نکلا
ابر آب آب ہوا نوح کا طوفان آیا	حوصلہ اب تو ترا دیدہ گریان نکلا
نکلے یوسف جو کنوین سے کوہ اشور پہا	مہ نشیب کی طرح سے مہ کنعان نکلا
آکے دم بھر کو دم نزع چلے گھر سے	سیران جب کو میں سمجھنا تھا وہ مہان نکلا

ہو کیا عشق مجاز سے حقیقی محبو	دشت الفت سے سو وادی عرفان نکلا
جامہ زلیست کیسے کا نہیں ہوتا ستر	بطن مادر سے ہر اک طفل ہے عریان نکلا

غزل ۱۶	بخت خستہ نے مرے اون کو سلا یا شب بھر	تعداد اشعار ۲۵
وصل میں بھی کوئی فآخر کا نہ ارمان نکلا		

خال و س عارض بازا گہر روشن کیسا	ماہل دید ہے ہر شیخ و برہمن کیسا
بلبلو گھر کے لیے نالہ و شیون کیسا	باغ بھی ہونہ خزانے تو نشیمن کیسا
شرم کا اون کی تقاضہ ہر پیشیوں کیسا	شور و رونیکا کیسے سر دین کیسا
زلزلہ لایا مرا نالہ و شیون کیسا	دور کے تھامے ہونہ بن کوہ کا دامن کیسا
کفر کرتا ہے گلا کاٹ کے کیوں قاتل	حق سے اقرب ہے مقام رگ گردن کیسا
لاٹ و رایہ بنا چشم جرات کامرے	خونے سرج ہوا رشتہ سوزن کیسا
نام کو بھی نہ مانا کوئی سوا خار و ن سکے	خالی پھولوں سے ہوا دامن گلشن کیسا

چارہ کرنے مرے زخموں کو سیار و در

گھوڑا آنکھوں کو پھر کر تو ہوا دل زخمی

وہ جو لاتے ہیں لحد پر تو ہوا کہتی ہے

اپنے قبضے میں جو دشمن ہو تو کچھ خوف نہیں

جادو سجن بن گئے یہ راہروں کی خاطر

اوج منظور فرما بھی نہیں مر کر مجھ کو

چار ہونے نہیں دیتا ہی یہ نہ بچھل دے

شعلہ بنکے اثر سوز جگر سے میرے

غمزدہ ہونے نے کیا رنگ دکھایا مجھ کو

شہسوارِ فلک حسن نے بخشا جو عروج

ایک نے بھی نہ کسی دل پہ ذرا کی تاثیر

تارا شکو نکا بنارشتہ سوزن کیسا

ڈھیل آنکھوں کا بنا سنگ فلاخن کیسا

میں بجا دوں گی چراغ تہ دامن کیسا

ملکے خار دے بچا دامن گلشن کیسا

چاک خار و تے ہوا دشت کا دامن کیسا

خاکسار و شکے لیے گنبدِ مدفن کیسا

پر دامرگان کا ہوا دامن چشمِ چلن کیسا

اوڑ گیا دو چراغِ سر مدفن کیسا

دل پر چراغ بنا غنچہ سوسن کیسا

مہ نو بن گیا نعلِ سیم تو سر کیسا

آہ کیسی یہ ہماری تھی پیشیوں کیسا

نخل و شرانگیز چونکلا ملکہ
 آسیا بنکے یہ پھرتا ہر مری قسم سے
 اور بے ہمت ہے اس کے نکل جاہن
 تمام لیتے ہیں جگر ہاتھ سے سنے والے
 جانتے ہیں مسی المیدہ و مہین ہر گل

مثل ساکھو کے جلا تختہ مدفن کیسا
 پستیا ہر مجھے سنگِ سر مدفن کیسا
 خشک بیسا کھ کے ماتہ ہر ساون کیسا
 دل دکھاتا ہر مرانا لہ و شیون کیسا
 رنگ لایا ہے لب غنچہ سوسن کیسا

غزل
 مرگِ عاشق کی خبر گل سے جو مشہور ہوئی
 آج بشاش ہے فاختہ دل و شہن کیسا
 تعداد اشعار

قبر پر شکو پھرتا ہر وہ تو سن کیسا
 جلکے قاتل کا درہ ہو گیا دامن کیسا
 رنگ لایا ہے او دھرتی تختہ سوسن کیسا
 رشتہ تیغ تبسم کا اثر باقی ہے

بھڑکا جاتا ہر چراغِ سر مدفن کیسا
 شرانگیز تھا خونِ رگ گردن کیسا
 لعلہا تا ہر او دھرتی سبزہ گلشن کیسا
 نہسے دیتا ہے چراغِ سر مدفن کیسا

راحت اس سے نہ ملی و س نہ این پائی
 قتل کر کے تو پشیمان ہو عیث و قاتل
 خون ناحق کو چھپائیگا تو کس پر دین
 ابھی قاتل نہ گیا تھا کہ کماندار آیا
 آجکل باغ میں شمشاد بھی کیا پھولا
 مر گیا کیا کوئی زندان میں سیر وحشی
 رنج دیتا ہے مجھے خندہ بجا اسکا
 یہ بھی چونکے گا قیامت میں ہا کہ ہوا
 بارش اشک کیوں ہر جگہ ہو مر
 رخ روشن پہ شب وصل جو پروا نہ ہوں
 دل ہی میرا ہر مرے قتل کے در قاتل

دوست کہتے ہیں کہ خلق میں دشمن کیسا
 خون بہائے گا تا سفت پس مردن کیسا
 آستین بھر گئی قاتل ترا دامن کیسا
 اک زمانہ ہو مری جا لگا دشمن کیسا
 پاس قمری کے ہر بلبل کا نشیمن کیسا
 آج ہے خانہ نہ شیریں شیون کیسا
 دل جلا تا سب چھوڑ کر سر زنی کیسا
 خواب غفلت میں جا گیا ہنر فیرن کیسا
 ابرسان چین گیا تیرے دست و پا کیسا
 صورت شمع ہے جلتا دل دشمن کیسا
 دوست اپنا ہر عدد و جانکار دشمن کیسا

پنجین لڑل کو جو وہ طفلان کیا دھچکے	وہ جوانوں سے زیادہ ہر لڑکپن کیسیا
پس دیوار میں لٹکے ہی سر تہا ہوں	وہ کچھ لیتا ہے اس سے دیر ہر روزن کیسیا
شکل ہر عضو میں دشنے کی آتی ہر نظر	آئینہ جوش صفائی سے ہوا تن کیسیا
باغ ہی میں رہی گئی لٹکے مکھڑکی	گل رسیاں سے بھرا دامن گلشن کیسیا
بیخاری مری کہتی ہر کونچہ چین مارو	ضبط کرتا ہے کہ یہ نالہ و شیون کیسیا
یابلہ آبِ خجالت سے بھجاؤ اسکو	آتش گل سے بھڑکتا ہے نشیمن کیسیا
شیر و بختی نے مری کیا اسے بھڑکایا	جھللاتا ہے چراغ سر دھن کیسیا
کیا جگر پٹ گیا کہتے ہیں لاکھ پرے	خون نکلتا ہے دھن سے پس دن کیسیا
جلوہ گر کون ہوا قبر میں میری یارب	آج یہ خانہ تار یک ہو روشن کیسیا

خسرو	دشت پر غار میں دلچسپ کا کوئی کیا فاختر	تقدیر و اشعار
	جامہ بھی پاس ہمارے نہیں دامن کیسیا	

دھیان آیا جو صبح ہجران کا
 خط ہے گردن پہ کب گریبان کا
 چاک دامن میں ہو رفو کیونکر
 بعد مرنے کے یہ دیا خلعت
 داستان جو کتنی ہونگن
 تیس کہتا تھا دیکھ کر محفل
 بت کافر فریب کرتا ہے
 گو ہر افشان ہیں خود مری آنچن
 برق جا کر فلک پہ بنتا ہے
 پروا فالوس کا بھی ہے بیکار
 دلین کیونکر جبکہ نہ دون غم کو

چاک پروا کیا گریبان کا
 ماہ نو ہر یہ عید قربان کا
 ہمار ممکن نہیں گریبان کا
 اپنی چادر سے منہ مرا ڈھانکا
 درس بلبیل پڑھے گلستان کا
 کسے پروا اوٹھا کہ یہ جھانکا
 دین جاتا ہے اک مسلمان کا
 کام اب کیا ہے ابر نیسان کا
 ہر شرارہ اس آہ سوزان کا
 کب چھپا جسم شمع عریان کا
 پاس لازم مجھے ہے مہمان کا

ہے علی سے مجھے امید نجات
سارے مضمون دلچھ کر رہ جائیں
سیر کرتا ہوں دل کے زخموں کی
صرصر آہ ہے مری بس مین
گل مضمون کھلے ہیں رنگارنگ
آہ اسیر و نکی ہو گئی مفتاح
غیر لوسہ لین خط عارض کے
چشم بیل کے واسطے سرسہ
وہ جو آئے بہار کی صورت
نیشتر اوتنا ہو گیا لائے
دل نازک کو لیکے پھولے تم

ہے سارا انھیں کے دامان کا
وصف لکھوں جو زلف چپان کا
چاک سینہ ہے در گلستان کا
محک و ربہ ملا سلیمان کا
باغ پھولا ہوا ہے دیوان کا
کھل گیا قفل باب زندان کا
سبزہ بیگانہ ہے گلستان کا
ہو غبار در گلستان کا
رنگ و ونا ہوا گلستان کا
خون جتنا پیار گ جان کا
یہی شیشہ ہے طاق نسیان کا

تعداد اشعار ۲۲	ہے یہ ظاہر شگفتگی خبر جیب کا ہے نشان نرومان کا	غزل ۱۹
----------------	---	--------

<p>نام بسمل ہے طائر جان کا کوئی ٹکڑا ملے گریبان کا عزم بالبحزم ہے بیابان کا دل میں چھتا ہے خارِ مرگان کا صاف میدان ہوا بیابان کا اوٹھا طوفان چشم گریان کا کھیل گیا دل کے زخم کا ٹانگا خون بہاؤنگا دشمن جان کا رتبہ فضل ہے سب سے انسان کا</p>	<p>توڑا ایسا ہے تیر مرگان کا درِ مجنون پہ دی صدا جا کر تلوے مشتاق خارِ ہتھین کلٹے تلوونکے یہ نہیں شایان خاکِ مجنون نے یون اوڑائی ہے کشتی تن کی خیر ہو یارب یا دآلی ہے ایک مہر کی مہندی ملکر وہ مجھے کہتے ہیں جن و حور و ملک سے بہتر ہے</p>
--	--

<p> خلق کہتی ہے جسکو ابڑ سیر کیوں نہ سر پر بلائیں وز آئین کیوں کلیجے چھدریں نہ عاشق کے وار پر طفل اشک کو کھینچا بال بکھرے ہیں پشت جانان پر چاک یون کر تو پنجہ جوش ہے مڑا سوز شون کا اوج جراح زخم دل کے گلون کا کیا کسا خون نکلتا ہے اشک کی صورت تیرے وحشی پہ اونگلیاں اٹھیں ہونگے محشر میں یون علیٰ کوسا تھ </p>	<p> اک ننہ نہ ہو چشم گریان کا عشق ہے ایک آفت جان کا نیزے تانے پر ہے مڑگان کا ظلم سب سے بڑا ہے مڑگان کا تختہ یا ہے سینہستان کا تارا و لچھا رہے گریبان کا کام زخمون میں ہے ٹکراں کا رنگ انہیں ہے باغ رضوان کا رگ میں شتر دیا جو مڑگان کا ماہ نو بگیا گریبان کا ہاتھ میں ہو گا گوشہ دامن کا </p>
--	---

تعداد اشعار ۲۳	<p>غزلان ہر صبا جاتا ہے شہر میں حفقان عزمِ فنا خیر کرو بیابان کا</p>
<p>جلگیا اور تے ہی شہر طائرِ ادراک کا دشتِ نعتِ بٹھے ہے کرنا سید لولاک کا غارِ منہ پر وہ لگاتے ہیں ہمار خال کا خون بہانا کیل ہے اور کو دیکِ سفاک کا ہو مبارک وقت ہر تبدیلی پوشاک کا کچھ انوکھا ہر طریقہ خنجرِ سفاک کا خاکین بلجائیں گا اک روز پہلا خاک کا چو کڑی بھولے ہرن ہر دشتِ خوشاک کا گنبدِ دستار کو بس کھس مسواک کا</p>	<p>حال کیا معلوم ہو وہی کتبہ ذاتِ پاک کا وقت آیا گرم سیر تو سن ادراک کا حسن چکا اور غم سے رُخِ آتشناک کا ہو لہو پانی نیچو نیچو اسلِ صد چاک کا شورِ میت پر دم بچھین ہو اولاک کا خون پیا مسکا لاجبکے گلیسے جھکے یہ خاکسار می شہرِ تکر ضروری چاہیے ہوش دیکے یادِ میدانِ قیامت میں گئے اور زینت کا ارادہ تنجواں ہر عبت</p>

ٹوہ نہ سو کشتی تنکو بچا یا رب مرے
 صورتِ نچہ قاتل تو نے لٹکایا کسے
 سب لیا بوسہ جھپٹ کر مسکرا کر یہ کہا
 بعد مردن منہ کفن سے کیون چھپا ہیں غم
 اگر کہ شمع کی خبر تو اوڑائی کیوں نہیں
 لا توئی کا بس مردن بھی اندر اثر
 یوں ہم فرقت کو جھینسا صبر غم سے دل
 باد یہ گردیے مجھوں کی یہ حالت ہوئی
 پوششِ محال وڑائی آہ سے مجھوں تو کیا
 جذب ہو جاتی ہے اس میں تو جو بھرتا ہے شرب
 صف اولٹ دی عاشقوں کی چشم قاتل تری

آج پھر طوفان اوٹھا ہر ذیہ نہ نکلا
 سر یہ کس کشتی کا زینت وہ ہوا کر کا
 تو نے سیکھا ہر طریقہ یہ کسی بیباک کا
 پردہ پوشی کے لیے کافی ہو دہن خاک کا
 اے صبا آتا ہے تجھ کو اک وڑنا خاک کا
 اوٹھ نہیں سکتا بگولہ بھی ہماری خاک کا
 دست و پا سے کام نہ لگے جس طرح پیر کا
 گردن پر یا جمی ہو یا ہر پتلا خاک کا
 ہو گیا حائل تری لیلی کے پردہ خاک کا
 جام ساقی کیا بنا ہر میکشون کی خاک کا
 طور کیا سیکھا ہوا سنے گردنِ فداک کا

چشم بد کا خوف کیا نام خدا او شمشیر کا	خال ہر اسپند او کے روئے تشناک کا
یون تصور سے مزا ملتا ہر مجکو وصل کا	خدر ہوتا ہر خیالی جب سطح تریاک کا

غزل ۲	آگ سینے کی بجائی آنسو کے آب سے دل سے ہوں ممنون فآخر دیدہ نمناک کا	تعداد اشعار ۲۲
-------	--	----------------

کیا عارف اور کوئی تیری ذات پاک کا	ماہر فنا قول جب ہو صاحب لولاک کا
بڑ گیا عکس لبِ لعین جو اوس سفاک کا	شاخِ مرجان کا سا عالم ہو گیا مسو کا
اندیا ہر یہ تمہارے روئے تشناک کا	لال مجبور نگ بھایا ہر تری پوشاک کا
دل نہ کیونکر ہو غریق اس دیدہ نمناک کا	سیح ہو قابو کیا چلے گردابین سیراک کا
اس میں کوئی جو انا سے جو تو ملتا نہیں	کیا نہیں قائل ہر ایل گردنِ فلاک کا
مڑھو ٹھو کرو یا پر پاؤ بادِ تندین	کیا تکرر تھا کہ دشمن تھا وہ میر خجاک کا
شرم کیسی خود لیے بو سے ہمارے حجاز	دل سے بھاتا ہر چین از انون سیاک کا

دو تو شانوں پر پڑے رستہ میں افیم لکھ
 قیس آ کر میرے واو بین یہ کرتا تھا دعا
 گرد پاؤں سکی ہوا تک بھی کبھی پانی نہیں
 کر دیا چلتی لگا کر ناوک مرگان آ
 رشک سکا ہے کہ وہ جاہن قبر غیر پر
 ہو صبا تو آبِ شبنم سے اسے دھوئی نہیں
 قبر پر یارب یہ آیا کون شکِ قناب
 پھر کے یانِ شہرِ خموشانے کوئی نہیں
 قبر عاشق کے نشان کو تم مٹاتی ہو عبث
 خود تعاقب میں ہوا موت برباد کی ہے
 طبعِ فاضل میں ملا ہو نورِ حُبِ حیدری

مرتبہ پایا ہوتے بھی مگر خاک کا
 سامنا اب ہونہ یاربِ ثبوت و شکیں کا
 دوڑ میں آندھی قدم ہو تو سن چلا لگا
 دل کو سمجھا کیا تو تیرا نذر تو وہ خاک کا
 اوسکے پہلے کاش میں ہونڈ ہوتا خاک کا
 عارضِ گل پر پڑا ہے و کچھ دہن خاک کا
 صورتِ خورشید چمکا آج ذرہ خاک کا
 کیا پتہ معلوم ہو و خفتگانِ خاک کا
 کھیل سمجھ ہو گھر و ندیا یہ نہیں ہے خاک کا
 کیا بھروسہ ہے جہان میں ایک شخاک کا
 جب بنا پتلا ازل کو روز میری خاک کا

صبحِ فرقتِ اوج کی سادست و جنت ہے	سرفراکِ جملا تیرے گریبانِ چاک کا
کر وٹیں لیتے ہی گزری درِ فرقت سے اسے	مال کی بات سے کہوں اپنے دل غمناک کا
اس زمین دینا سمجھ کر اک راہِ مجھ کو فشار	ساتھ میری قبر میں صُترہ ہو خاکِ پاک کا

غزل ہے	چندر وزہ عمر یون قاترِ فقیرِ مہین کٹی	تعداد اشعار
	خشت کا تکیہ سر بالین ہو بسترِ خاک کا	

خونِ جگر میں نگہ ہے پیدا شراب کا	ہے نختِ دل جلا ہوا ٹکڑا کباب کا
سنہ پر نہیں ہر پار کے گوشہ نقاب کا	رخِ ماہ کا چھپا ہی ہو داہنِ سحاب کا
سوئے سیہ سے حُسن ہو فرضی شباب کا	آیا ہو فضلِ شیب میں بزمِ خضاب کا
ہمنام یہ جہان میں ہوا آفتاب کا	طلع گیا یہ اوج پہ اوچی شباب کا
دکھلا دے مجھ کو شیب میں عالمِ شباب کا	ساغر دے سا قیام مجھ کو کمی شباب کا
واعظ جو با اثر پڑھو آ یہ عذاب کا	ساقی او ڈھاک چھینکد بزمِ شیب شباب کا

خط سے غدار یار کی کیونکر بڑھ نہ قدر	کرتا ہر وزن چکن ٹٹا گلاب کا
جھونکے جو آہ سرو کے پہونچ ہو اکو سا	گل ہو گیا فلک پہ کنول آفتاب کا
یہ کون تشنہ کام ہر ساحل پہ پتھرا	پانی بھرے ہوئے ہر کٹورا حباب کا
تا شیر فیض صحبت نیکان ضرور ہے	خوشبو سے ہر بسا ہوا کا ٹٹا گلاب کا
اسمین سیکا کیا دل سوزان شریک ہے	انگارہ ہو گیا ہر ہر آنسو کہاب کا
خطا و طے کے مثل برق تڑپتا ہوا گیا	لکھا جو جال کچھ دل پر اضطراب کا
دیوار عاشقان سے کیونکر چھپے وہ رخ	پر داہجوم تار نظر ہے نقاب کا
کھا غور وید عارض جانا کی ہے طلب	ہے مشک زخم دلو سوا دوس نقاب کا
اہمانہ منہ کو کھوکے محشر کی بھیڑ میں	اک حشر ہو گا اور اولٹنا نقاب کا
بجلی تڑپ کے چرخ پہ نکلی سحاب سے	چھوٹا جو پچھا ایں ل پر اضطراب کا
او کھلا دو وقت نزع تو دیدار اک نظر	اولٹو خدا کی واسطے پر وہ نقاب کا

اونکی کدورتوں سے یہ برباد ہو گیا	کھر خاک میں ملا دل خانہ خراب کا
رخ او سکا بند ہو تو مری آنکھ بند ہو	نقشہ دکھا ترہ مجھ او سکی نقاب کا
اے زور شیب فکر جوانی دکھا مجھے	پیری میں بھی نمود ہو عالم شباب کا
او سکی جوانی دیکھ کے کیونکر نہ میں پس	دل چٹکیوں سے ملتا ہے جو بن شباب کا
آنسو نہیں ہیں دیدہ میگوں یارین	پانی سے ہے بھرا ہوا ساغر شراب کا
کشتی ہو کشتی یم کی طرح تباہ	ساقی جو سیکدہ میں ہو دور نقاب کا
کدے کوئی مسیح سے نہیں پہچانتا	آخر ہوا یہ حال مرے اضطراب کا
ساںسو نہیں آ رہی ہے دل سوختگی بو	تارِ نفس مرا ہے کہ ڈورا کباب کا
دریا میں دستِ موج نے جادو یہ کیا کیا	توڑا ہے بند و بست طاسم حباب کا
قوت اگر ضعیف کو بخشے تو اے کریم	پتھر سے بھی نہ چور ہو شیشہ حباب کا
سہر مزار مردم آبی پس فنا	دریا میں ہے بنا ہوا گنبد حباب کا

پہلو میں دل فرشتوں کی پتھرین چرخ پر	اونی یہ اوج زور ہر تیرے شباب کا
خورشید داغِ دل کا جو شب کو ہوا طلوع	گل ہو گیا فلک پہ چراغِ آفتاب کا
اوس شاہ حسن کے شہِ دریا کو دی شکست	موجوں نے طبل فتح بجایا حباب کا

غزل ۲	فاخر ملون میں آنکھیں و سی آستان	تعداد اشعار ۲۵
	سرمد لگاؤں خاکِ دربو تراب کا	

کب زور یہ پیہ و میرہ پر غم نہیں ہوتا	طوفانِ یم اشک کبھی کم نہیں ہوتا
مستقل جفا کا تھیں کیوں غم نہیں ہوتا	یہ شمع کا کشتہ ہے جو ماتم نہیں ہوتا
عاشق پہ کبھی قہر و غضب کم نہیں ہوتا	کسوقت مزاج آپکا برہم نہیں ہوتا
ظہارِ محبت پہ یہ کہتے ہیں وہ مجھے	دم تیرا لگتا ہے پر بیدم نہیں ہوتا
تب قتل سے قاتل مرا ہوتا ہی پریشان	جب تیغ میں بھی میری طرح دم نہیں ہوتا
دل تنگ نہ بیل ہو پریشانی گل سے	وہ کونسا مجمع ہو جو برہم نہیں ہوتا

روتی ہو چنگو کو الم میں یہ سحر تک
 گنجینہ مضمون کو ٹاؤن نہ میں کیونکر
 جراح نہ کر تو دل صد پارہ کا در مان
 قاتل ہو تری تیغ کا پانی تو گلے تک
 کتا ہر دل مردہ بیتاب ہمارا
 اوپر فلک تجھ پہ جھکیں ہے جو ان کیا
 دودن کی بجی اوسکی ہو اور اسکی ہمیشہ
 ربط اس دل پر داغ سو گیسو ہو کیونکر
 تنہائی مرقد سے نیکون انس ہو محکو
 پروانہ کو وہ پہلو نکور روتی ہو شیبے
 پیر و نہ سمجھ تجھ جیساں جہان کو

پروانوں میں پر شمع کا ماتم نہیں ہوتا
 بے صرف خزینہ کوئی حاتم نہیں ہوتا
 زخموں میں سفید اب کوئی مرہم نہیں ہوتا
 مقتل میں روان خون قدر آدم نہیں ہوتا
 ہون کشتہ سیاب با مر غم نہیں ہوتا
 تیر و تہین کمانو کی طرح خم نہیں ہوتا
 ابرو میں مہ لڑکی طرح خم نہیں ہوتا
 وصل افی و طاؤس کا باہم نہیں ہوتا
 گھڑا ہر دل جب کوئی ہمد نہیں ہوتا
 کب شمع صفت گریشہم نہیں ہوتا
 مجھ کشتہ ناشاد کا ماتم نہیں ہوتا

<p>بے خلد کے نکلے کوئی آدم نہیں ہوتا مہمان کے جانیکا کسے غم نہیں ہوتا یہ درد ہے کیسا کہ کبھی کم نہیں ہوتا حور و نہیں بھی یہ حسن کا عالم نہیں ہوتا دل پر جو غم چر ہے وہ کم نہیں ہوتا مر جانے کا اس کے مجھے غم نہیں ہوتا یوں خلق میں نامی کوئی خاتم نہیں ہوتا</p>	<p>خوش کیوں نہوں وہ حور جو کوئی نہیں ہوتا نکلا جو تیرا تیر تو خون رو یا مراد وصلت میں نہ تسکین ہے نہ فرتیں آرام پر یونے بھی کیا سانس تیری ہر حقیقت وصات میں بھی کھٹکا ہی رہتا ہی ہمیشہ جی جاتا ہی اک بوسہ لبہاے بتان ہے میں دل پر کروں نقش کیوں نام کو تیرے</p>
<p>تعداد اشعار ۲۱</p>	<p>غزل ۲۲ ہر طرح میں فخر کی طبیعت ہے برابر یہ ہے وہی دریا جو کبھی کم نہیں ہوتا</p>
<p>نظر کا ناوک جو پار ہوتا تو میرے دلوں کو قرار ہوتا کد میں لے بیقرار ہوتا شکتہ میرا فرار ہوتا</p>	<p>کبھی نہ میں شکار ہوتا اگر مرا اختیار ہوتا روان جو وہ شہسوار ہوتا فلک سے اونچا غبار ہوتا</p>

گلے کا اوسکے میں ہار ہوتا بنگ بیل شام ہوتا
 شب جدائی میں بات مار مٹی تھی مجھ پر راجا ہوتا
 جہان میں میری عجب تھی خلقت خدا کا کل ہی ہوتا
 چمن سے ہوتا اگر روانہ گلوں کا ہوتا میں خوشام
 ذرا بھی تورا اگر دلتے جگر یہ خنجر ہمارے چلتے
 نگاہ بھر عرش نہ دیکھا نکلتا مطلب اسی میرا
 سیاہ طالع نہ ہو مگر اندھیری شکر چرائے جلتے
 گمان کیا کیا نہ اونپہ جاغم جدائی ہی ہم اٹھاتے
 لہو کا دریا جگر سے بہتا وطن کی ورکا غم بہتا
 نکلے آنکھوں میں میری آنسو ٹپ ٹپ کر رہتا پہلو
 خزن نہیں ہو کبھی عیب بہار تک تھی سا کر چہ
 کبھی نہ دل بقیار ہو تاکہ جو پہلو میں رہتا
 کبھی نہ کرتا میں وہ وزار فی راجہ و لکھو قرار ہوتا
 بھری تھی دہلیں بونچی الفت نکس طرح پھرتا
 کھنچا ہوا ایک شامیانہ لحد پہا پر ہمارا ہوتا
 وہ چٹکیوں سے جو دلوں میں گونگی صورت فشار ہوتا
 شہر اکھنڈ گرین پتیا تو کیوں کچ کا خار ہوتا
 نکلتے رہتے جو دل سے شعلہ تو پھر نہ تیرہ مزار ہوتا
 مری جو بالین پہ وہ نہ آتے لحد میں بھی انتظار ہوتا
 مثال ہی تڑپا رہتا جو میرے دل کا شکار ہوتا
 لحد پہ کچھ آوہ جو گیسو بزرگ بوتا شہر ہوتا
 چمن میں تھی ہی فصل گل کے باند شہر ہوتا

اسید ہوتی نہ پھر کسی زمین میں خجلیت کا کرکڑا	سبک نحر تو گنہ جو میری جہازہ کا نہ ہونہ پابہوتا
ستم پہ ستم جو مجھ پر چڑھ اور تو یاسین کے مضطر	ہوا اوڑھاتی اسی جو اگر تباہ میرا غبار ہوتا
ہوا اعانت جو کرتی اکثر خدا نہ تو باکھی میں دم بھر	لپٹا داسی اونکا اوٹھ کر جو مر کے مثل غبار ہوتا
جہان میں ہوں تو تمہارے شہر میں سمجھتا ہوں بڑا	جو دلوں کی ریا کرتے تو کیوں نہ پھر اعتبار ہوتا
ہوا سحر امان تھی میری نشان تھے مٹو کر اترو	فلک پہ درمخو مجھ سے بلند ایسا غبار ہوتا
نشان ہمارا فنا جو کھوتی بنے گا دل کی سی ہی	زمین بھی پس پس کے خاک ہوتی بعد میں فشاں ہوتا
دیکھ کر میرا سو جو کر آجنا وہ ملتوئی طرح سے	ٹپکتے ٹپکتے ہی خود کا قطر جو میری دل کا فشاں ہوتا

عسکر ۲	بصد سرت میں رکھتا سر پر لگاتا آنکھوں شاد ہو کر	تعداد اشعار ۳۹
	جو مر کے فاتر مجھے میری خجلیت در کا غبار ہوتا	

مگر آئینہ کیوں ہو نہ قلب روشن کا	تکدرا ایک طرح ہو جو دوست دشمن کا
کہیں ہو فیصلہ قاتل مرے سروتن کا	لگا وہ ہاتھ کہ تسرہ رہی نہ گردن کا

<p>چراغ گل نہ ہوا سے ہوا کے مدفن کا بیاض نور ہے فاخر سواد گلشن کا بیاض نور ہے فاخر سواد گلشن کا اب ایک رنگ جہانین ہر دوست دشمن کا ملا مجھ کو نہ کوئی تار حبیب و دامن کا خروش ہونا ہی بہتر تر شمع مدفن کا برائی ہو مری لیکر بھنا ہو دشمن کا ہوا ہر سینہ ہمارا نمونہ گلشن کا چراغ جل نہیں سکتا ہر آنو مدفن کا ملا ہر چاکر گریبا نسر چاک دامن کا نفس میں چہیں ملا ہر مجھے دشمن کا</p>	<p>اسی وہ دھیانین پر داکیر ہین امن کا کھلا ہر چاندنی کا تختہ اور سوسن کا سیاہ خال چمکتا ہر روی روشن کا برائی اسکی ہر باطن میں و سکی ظاہرین اوڑی تھین و حبیان ایسی جنوں کا تھنور جلین غریب نہ پروا ز میری دلی طرح عدو کا نفع اگر ہو تو ہر ضرر سے بھی قبول لو جو بہتا ہر قلب جگر کے زخموں سے پس فنا بھی یہ جہنم کے ہوا کو چاہتین ہوئی ہین دھیان رستہ جنوں کو لین کی وہ دی ہین رستہ صیاد ز اسیری ہین</p>
--	---

ہر سہین زخم جگر میری جوش سودا
 چہرا لہو انھیں دو لون ہے میری گوشت شک
 ہجوم تار نظر ہونہ عاشقوں کا کہین
 تباہ اب دل مردہ کر گیا عشقین کیا
 میرا نہ عشق تہان کو مری تمانہ سکا
 ادل سے لکھی ہو جامہ درمی تقدیرین
 دنیا میں فقط کسکے کتاب ہے
 تھمی ذرا بھی نہ و ترات بارش شکونکی
 رخصت ہجر کے جینے کی اب امید نہیں
 شے ہووٹکا مٹا یا فلک نے نام تک
 مثال سرو صوبہ فلک ہے سر کھینچا

بہار میں تروتازہ ہر رنگ گلشن کا
 ہر آستین کا قصور اس میں ہر دامن کا
 حضور پردہ مناسب نہیں ہر چہلن کا
 لٹا ہر خود زرجان استوین ہزن کا
 کمال آج سو جاتا رہا برہمن کا
 محال کیوں نہ ہو سینا گلونکو دامن کا
 چمک میں خال بھی ہر ماہ رو روشن کا
 ہماری آنکھوں نے عالم دکھایا ساون کا
 لوین بھی پھر گئیں کانوکی دھل گمان کا
 نشان رہا نہ مرے ساتھ میرے برفن کا
 جو گرد باد اٹھا کوئی خال گلشن کا

<p>پتا ملانہ کہیں باغ میں شبنم کا ہوا ہر صورت غریبالتختہ مدفن کا جلانا آگ سے اچھا نہیں شبنم کا کہیں نشان جو پایا کسی کے مدفن کا اوڑا ہوا سو جو تنکا کوئی شبنم کا اس آئینہ سے کھلا حال موت دشمن کا تو کیوں دھڑکے ہر آنکھ پر گوشہ ہنک مقام اور نہیں چاہتا میں مدفن کا طلبم اک یہ ادنیٰ ہر لوح مدفن کا نشان فلک پہ کسی کو ہر تعلق سن کا ہوا بلند بگولہ جو خاک مدفن کا</p>	<p>رہائی پاکے جو آیا ہوں بعدت کو خدنگ آہ کھارے جو سوئی چرخ گئی کہیں نہ برق گرے گھر پہیر و اصرار مری لحد کو سمجھ کر لگا یا سینے سے چہجاوہ خار کے مانند دلمیں ببل کے ہم اپنے قلب مصفا کی کیون قدر کریں ہمارے غم میں جو بہتو نہیں ہنسی انک اونچین کریں ردولت پہ دفن کو مجھے کھلا نہ ایک پہ بھی نیک بد کا حال کبھی بے تہان میں کہتے ہیں ہاں لہو اسکو شمال و درویشا بیٹھا میری کلی طرح</p>
--	---

مسی و سرسہ کی کس گل کو یہ ضرور ہے	خزانہ بن کر دہوان رنگ و ڈراہو سون کا
ہوا کو جھو کو نسی یار بکین خموش نہ ہو	چراغ لیکے وہ آتی ہیں میری مدفن کا
لحد میں نور جو ساطع ہوا تو مینے کہا	طلوع مہر ہوا کسے رویہ روشن کا

غزل	مثالی چشم عنادل دلیل روشن ہر	تعداد اشعار ۳
	بیاض نور ہے فاختہ سواد گلشن کا	

جان جو لینے پہ جنون سلسلہ جنباں پہ	پھانسی گردن کو لپٹا کر بیان ہوتا
خون ناحق کا قیامت میں جو خواہاں ہوتا	دست مقتول میں قاتل کا گریبان ہوتا
گل زخم جگر و قلب نمایاں ہوتا	چاک سینے کا اگر باب گلستان ہوتا
گر گلو پیر اثر بلبل نالان ہوتا	شور فریاد و فغان برب خندان ہوتا
جوش و حشت جو پئے دیدہ گریان ہوتا	ہمارا شکوہ نکام رہے تار گریبان ہوتا
خون سے آلودہ جو جلاو کا دامن ہوتا	حشر میں ہاتھ مرا و سکا گریبان ہوتا

دل میں کشتہ جو ہر اک حسرت چاہتا تھا	دہنِ درخم جگر گور غریب سان ہوتا
اسم خاتم پہ نہ تاجو علی کا کندہ	پھر ہوا پر نہ روان تخت سلیمان تھا
دوست رنگین کر تصویر میں جو رہا میں	شاخِ مرجان سے فزون چچہ مرجان ہوتا
قہرِ سفاک کا دریا جو ترقی کرتا	جوشِ زن اوریم خونِ شہیدان ہوتا
خون جاتا ترے کشتوں کا جو بالا بالا	ذمہ پیرِ فلک خونِ شہیدان ہوتا
وہ بیان آجاتا اگر عشقِ زلیخا کا اسے	دستِ ایلین نہ پھر قمیص گل و اماں ہوتا
بعد مرئی کے کھلا حال تری فرقت کا	ہجر میں جان نہ دیتا تو پشیمان ہوتا
اور بڑھ جاتا زمانہ زین جو بغض و کینہ	خانہ دوست میں پھر دوست نہ مہمان ہوتا
فرقِ قرآن چو نہ کرتا حق و باطل میں کبھی	اسم پھر اس کا زمانہ نہیں نہ فراق ہوتا
بارِ فرقت سے سبکدوش جو کرتا قاتل	میرے سر پر تری تلوار کا احسان ہوتا
بشمن و دوست کو کرتا نہ اگر تو پیدا	اگر ہوتا نہ جہان میں نہ مسلمان ہوتا

<p> تیغِ قاتلِ سہگلِ زخمِ جو کھلے تین پر پھر بہارا اور تر و حسن کی دو تہی دافین بکسری ہوئی اپنی جو دکھا بکھو رگِ بخت کی چشتو بکھو تو نہیں بھرتی سیری آہین جو اڑا تین انھیں مغل سے گرم آہین جو عنادل کی ٹرد کھلا تین جوش گرہ سہاویے جو ہمارے آنسو وہ سوحد ہون کہ دیتا جواذانِ یثرب آرزو ناوکِ غم سے جو ہٹ ہو جاتی موت کی یاد بھی آتی تو نہ رہتی آتیں تعامین وہ کشتہ حرت کہ تاسف کرتا </p>	<p> جسم پر زخمِ مرار شکِ گلستان ہوتا خطا اگر سبزہ نو خیز گلستان ہوتا دقِ حسن تھا لہ نہ پریشان ہوتا دہن زخم ہر اک شکلِ نمکدان ہوتا خون پروانہ شمعِ شبستان ہوتا صورتِ برگِ خزانِ یدِ گلستان ہوتا انھیں آنکھوں سے بپا نو حکاطہ فان ہوتا کلمہ پڑھ پڑھ کے برہن بھی مسلمان ہوتا سرخِ زرخون سے ارمان کو پیکان ہوتا دھیان نہان کا گھر میں رہمان ہوتا قتل کر کے مجھ جلاو پشیمان ہوتا </p>
--	--

<p> سر تربت او بھین نہ و نکا چہ راغان ہوتا تار اشکون کا پے سوزن مگر کان ہوتا آبلہ تاج سر خار غمیلان ہوتا جھولی طقسہ نکے لیر ماتھہ قرآن ہوتا شمع کا جسم نہ پھر نرم مین عریان ہوتا نقش پاتاج سر مہر درخشان ہوتا </p>	<p> اوسکی افشاں کولہد پر جو ستارہ کرتے چاک زخم جگر و دل کو ر فوکی خاطر رہ نور دیسے اگر پاؤ نہیں پڑتی چھالے وصلت غیر ہو تکرار جو کرتا اولے ملکے پروانی چھپاتی جو پرونس اپنے یا علی پر تو رخسے یہ چمکتا تیرے </p>
---	--

<p> چشم حق بین ہو جو طو منزلین ہو تین فائز تعداد اشعار ۲۲ </p>	<p> غنہ ۱ کمال نکھو نکا غبار رہہ عرفان ہوتا </p>
---	---

<p> دنیا میں جن و عشق کا افسانہ رہ گیا زنجیر کا نصیب مین اک نہ رہ گیا اوڑتی ہر خاک مصرع پرانہ رہ گیا </p>	<p> لیلی رہی نہ قیس سا دیوانہ رہ گیا زندان مین گر سنہ مراد دیوانہ رہ گیا اب حسن یوسفی کا بس افسانہ رہ گیا </p>
---	--

خالی ہر دم سہی قلب کا پیمانہ رہ گیا	اندازہ سہی شراب نہ دم ساقیا بھری
بخت سیہ کے ساتھ سیہ خانہ رہ گیا	جلوہ نہ وہ رہا جو وہ مہر و چلا گیا
زنجیرین بندھا ہوا دیوانہ رہ گیا	چھوٹا نہ زلف سہی دل حشری تمام مہر
شادی کا گھر نانہ عز خانہ رہ گیا	اسکو نہ ہر ثبات نہ اسکو ثبات ہر
دل جل کے میرا صورت پروانہ رہ گیا	اوس شمع و کی یاد جو آئی وہ بیرخی
اققادہ مثل سبز بیگانہ رہ گیا	پوچھا نہ باغبان نے نہ صبا نے مجھ
عشاق کا مکان عز خانہ رہ گیا	بے یار کے ہے نالہ و آہ و فغان سہی کام
ہر قصرین جو دیکھی ویرانہ رہ گیا	اب ہن کمان قصور سلاطین کو جگمگے
پہلو میں میری اک دل دیوانہ رہ گیا	ہر مونس و رفیق نے چھوڑا حریفین ساتھ
گلشن میں مثل سبز بیگانہ رہ گیا	نکلا نہ دل سہی خارخ یار کا خیال
ساقی ٹھٹک کے کیوں سوئے منخانہ رہ گیا	کیا جائز کیا خیال ہوا راہ میں سے

<p>پہلو میں اک گمزدل دیوانہ رہ گیا زندہ کو واسطہ نہ ترا دیوانہ رہ گیا سرمین جنون صورت دیوانہ رہ گیا سنہ ویکھتا ہی شمع کا پیروانہ رہ گیا اس دوست کیوں ہلا کر شانہ رہ گیا سر کر بھی وہ ہی نیست کا کاشانہ رہ گیا مخمل میں چل کر دست پر وائے رہ گیا ماتہ طوق گردن دیوانہ رہ گیا جل بھن کے پہلے شمع سے پردانہ رہ گیا</p>	<p>ہوش و حواس عقل تو دشت میں چل بسا آئی اس جو موت تو ہوتا یہ کیوں اسیر اگر گئی بہار پہ دشت وہی رہی گلگیر سر پہ چل گئی تلوار کی طرح ابھی طرح سو مجھ کو گایا نہ قبر میں خسب مکان کی یاد میں سمجھا لحد کو میں میں دم سکا جواب نہ اس شہر کو کچھ حلقہ کمند زلف کا دل سے نکلتا کیا جلتی رہی یہ شام سے کم سحر تاک</p>
---	--

<p>غزلؔ</p>	<p>عشاق کا فنا پہ بھی سٹنا نہیں ہر نام فاخر جہان میں قیس کا افسانہ رہ گیا</p>	<p>تقدیر اشعار ۲۵</p>
-------------	--	-----------------------

دل مرا تیر حوادث کا نشانہ ہو گیا	دشمن جان بڑ سبب سارا زمانہ ہو گیا
آہ مجنون کا اوسر جب تازہ پانہ ہو گیا	بند کو تب ناقہ لیلے روانہ ہو گیا
دیکھا تصویر عاشق کو بہانہ ہو گیا	عشق اوس رشک پری کا غائب ہو گیا
پوچھتے کیا ہوا سیر کو زمانہ ہو گیا	ایک مدت سہ مرا گھر قید خانہ ہو گیا
موج باد نیستے کا تازہ پانہ ہو گیا	تو سن چالاک ہستی بھی روانہ ہو گیا
مالن نیت ہو کر خود قتل کر کے وہ مجھ	سندی ہاتھو نہیں لڑ خوں کا بہانہ ہو گیا
پہنچی نظروں نے نظر کی دیکھائی بڑی	دل بہا را تیر الفت کا نشانہ ہو گیا
غم نہیں طول سیری کا کہ عاقبت ہو گئی	رہتے رہتے قید خانہ میں پانہ ہو گیا
نہیں فرما گئی شکر شب ہجر انکا حال	درد دل کا تذکرہ انکو فسانہ ہو گیا
عذریہ گلشن زہرا و خیر رہنے ہم	شاخ طوبی پر بہارا آشیانہ ہو گیا
تو نے دیوانو کی زنجیریں بلبین سقد	گھر ترا آہنگ و نکا کار خانہ ہو گیا

<p> سرخ گل پر پلبون کا آشیانہ ہو گیا کاروانِ بخت گل وہ روانہ ہو گیا اندون دوش صبا پر شیانہ ہو گیا پنہ مر جان سیہ گیسو کا شانہ ہو گیا قبر سرا بر بہار می شامیانہ ہو گیا اب نفس زین بند میر آب روانہ ہو گیا تذکرہ میر تمھارا اک فسانہ ہو گیا کاروانِ ملک عدم کا یون روانہ ہو گیا ہاتھ سے کنگھی و ٹھالی درو شانہ ہو گیا یاد کیا ہو گا تمھیں اسکو زمانہ ہو گیا یہ بھی جھگڑا کیا فساد شاعرانہ ہو گیا </p>	<p> سر چھین آج کیا عشاق بھی مشو فکر غنج چکر وہ صلا آئی دلا کی باغ میں خوفسہ صیاد کو نرات اور اکتا ہونین صاف بالون کو کی بوت خنای کر سبب فصل گلین فن جہدم کشتہ گیسو ہوا اشک بھی طول سیر ہر کل سکھنہ قصہ خوانوں نے کیا مشہور حال عشق دوست روتے رہے روچن ہو چل چلنے ناع زینت رہی او کو ہمیشہ ناز کی فرج کرنا چھپتی میں اس دل رنجور کا سرمہ قامت کی موزونی پہ لڑا ہوا </p>
--	--

ہوں وہ بلبل ہوت جسکو خود لپہ پھرتی ہوں	دست صیاد اجل پریشانی نہ ہو گیا
کچھ تشنگی رہ گئی شمعین لعل کی بچھ گئیں	قافلہ شہر خموشان کو روانہ ہو گیا

غزل ۲	یاد آئی اونکی الفت جب مجھے ہنگام منکر	تعداد اشعار ۹
	رنگ فاتحہ کی غزل کا عاشقانہ ہو گیا	

وال فسرہ کی دنیا ہر خریدار یہ کیا	سرد آہوں سے مری گرم ہر باز یہ کیا
کھاٹ دیتی ہو مری بات کو اسی ماریہ کیا	مثل مقلض زبان چلتی ہر ہر بار یہ کیا
گردنیں دیکھو لاکھوں کی کٹی جاتی ہیں	باز ہر پروا کی جوانی کی ہر تلوار یہ کیا
آج بھی وعدہ فردا پہ نہ ٹالو محب کو	کر چکے وصل کا اقرار تو انکار یہ کیا
روح سے بڑھ کر ہر کیوں شمع و بزم کو عزیز	رشتہ جانیسی بنی سبھ و زنا یہ کیا
ہر غمیر مجھے قتل کرو گویا شاید	ساتھ ابرو کو کھینچی میان سے تلوار یہ کیا
بزم میں بڑھ کر جو ایک ایک کو کھاتے تھے	ہنداب ہو گئے اونکو کلب گفتار یہ کیا

شانہ تربت میں ہاگر تیریب ہو کسا

جو سخی ہیں وہ تہید ست سدا تم تہین

تندرستی نہ خزا نہیں نہ بہاران میں صحیح

میں نے تصویر بھی کھینچی نہیں کوئی دلہند

کیون ڈراتے بھی نہیں آپ دم بوسہ مجھے

شاہ ہو جاتا ہو اوسن رہے جو آتا ہو فقیر

تیوریاں کل نہ رقیبوں پہ چڑھائیں تہن

تنگ بست گل کی طرح چاند کو آؤ لگائیں راہ

پہلے تو آپ کو کس بل پہ بڑا دعویٰ تھا

نہ کر ہوئی ہی ہو وصل میں ہوش کیون

کب پیاخون کف پایہ نگاہ عاشق

خواب سر آج یہ ہوتا نہیں سدا رہ گیا

زہین شمع میں لیے غنچہ زردار یہ کیا

ماندی رہتی ہر سدا نرگس ہمار یہ کیا

بھڑکے بند بے کسی کھینچ جاتی ہوا تر پار یہ کیا

اب جلاتی نہیں اب کش رخسار یہ کیا

ہو گیا خال ہا سا پہ دیوار یہ کیا

آج کھینچ ہو رہی ہو خنجر خونخوار یہ کیا

مجھ کو کینگے تھاری در دیوار یہ کیا

اب روانِ حلق پہ ہوئی نہیں تلوار یہ کیا

مثل نشہ کو چڑھاسا پہ دیوار یہ کیا

لال خود ہو گئے خار سے دیوار یہ کیا

تعداد اشعار ۱۹	قند لب کو لیے کب بوسہ مکر فاحشہ پھر ہے بیوجہ ہر اک بات پہ تکرار یہ کیا	غزل ۳۰
<p>سخت جانو نگر گل کار کی تلوار یہ کیا حشر میں بھی نہ میسر ہوا دیدار یہ کیا میر می نظر و نہیں سمائیں رو دیوار یہ کیا مائل نالہ نہیں مرغ گرفتار یہ کیا بارِ فرقت اب اوٹھا میری دلناریہ کیا ہو گیا لال لہو سے لب سے فاریہ کیا گالیاں دینے لگے اب سر پر بار یہ کیا قابلِ رحم نہیں اب یہ گنہگار یہ کیا ہر خطِ شوق، سطرۂ دستا یہ کیا</p>	<p>خون بہائیں گویا ابرو بخوار یہ کیا آج بھی وعدہ فردا سے ہوا انکار یہ کیا جب میں چاہوں تو ہر گھر ساتھ ہوا گویا دیکھ صیاد و زکجِ قفس کو جا کر تو تو کتا تھا نہیں نام کو طاقنِ چیت ماؤں کا فگن دہن زخم کو زبوسہ لیے پہلے و شام دیا کرتے تھے غلو میں مجھ اپنے عصیان سے پشیمان ہوں نہ تو مجھ نامہ بر تو نے دھرا ہوا جو اسوی گڑ میں</p>	

دیکھو بوجھ گل بدنامی اوڑا چاہتی ہو	غیر کے ساتھ چلے ہو سو گلزار یہ کیا
جلوہ دوست مگر باعثِ بیہوشی تھا	گر پڑ غش میں تم اے طالبِ یار یہ کیا
سو گیا تو بھی مری ساتھ شبِ وصلت کو	نہ جگایا مجھ کو اے طالبِ بیدار یہ کیا
منہج میں دیکھ کر مجھ کو یہ طیبہ نسو کسا	کیون بتاؤ نہ بچکے مار بیمار یہ کیا
آج بے نور ہے کیون سیرِ سیہ خاہن	دیدہ کور ہوار و زن دیوار یہ کیا
تپِ فرقت جو گئی دردِ جگر میں وٹھا	کبھی اچھا نہیں رہتا تر بیمار یہ کیا
دلِ ناخوش کی صدا سینہ میں لوٹتی ہے	مر گیا اب مرضِ عشق کا بیمار یہ کیا
ملک بھی شرم و نزاکتِ زنہ رو کا تنکو	سر پہ منہ چلاؤ سر بازار یہ کیا

عزل	فروا حباب سے کٹ کٹ گئے نامِ حسد و	تعداد اشعار ۲۵
	دستِ فاخر میں قلم ہو گیا تلوار یہ کیا	۱۱

ہمارے طائرِ جان نامہ پر ہوتا تو کیا ہوتا	مری مریسی گروہ باخبر ہوتا تو کیا ہوتا
--	---------------------------------------

جواب صاف میں گردش کاؤرہوتا تو کیا ہوتا
 خدائی کا بتو دعویٰ اگر ہوتا تو کیا ہوتا
 تصور سہ سدا پیش نظر ہوتا تو کیا ہوتا
 ایہ ہیں عقد ثریا کا دماغ آپ سمان پہ ہے
 دوسارا کد لکھونی سہ تو اتنی بیتیاری ہر
 ہمارے اور رقیبوں کو بھلا کیونکر سیر ہوتی
 اکیلا اسے چوں مجھو بایا تو نہیں کیوں جھوٹا
 اسیر آرزو وصل یو ہیں آپ قیدی تھا
 ہزار و ستمخواہ سچ شہابی پہ بناتے ہو
 قراق حورین نرات اب بھی رویا کرتا ہوں
 ابھی کر دہ بدنامی مجھ کو حدکی شکل ہے

ترسا لکھنا نہیں بردہ ہوتا تو کیا ہوتا
 پہمہر سا کوئی پیغامبر ہوتا تو کیا ہوتا
 کیسے عکس کی دلیلیں جو گھر ہوتا تو کیا ہوتا
 کیسے کانکا جھمکا اگر ہوتا تو کیا ہوتا
 جگر کے پار بھی تیر نظر ہوتا تو کیا ہوتا
 تری مخملین غیر وٹکا گذر ہوتا تو کیا ہوتا
 اگر تو ساتھ میرے ہمسفر ہوتا تو کیا ہوتا
 اگر یہ ہاتھی طوق کمر ہوتا تو کیا ہوتا
 ہمیشہ کے یو و بنامین گھر ہوتا تو کیا ہوتا
 خدا کا دوا غلط خوف و خطر ہوتا تو کیا ہوتا
 ترقی پر اگر درد جگر ہوتا تو کیا ہوتا

کبھی تو ہو گا وہ مہر و بھی میری پلٹیں
 و کھادی ہمت مردانہ اگر دل و شن
 نظر کی طبع رہے گا جو میری کچھ نہیں
 وداع ہو گا جو دل رز و کر آنے سے
 یہ شوق قتل میں جانبازاؤں کو کہتے ہیں
 نہ نکلی جان شب انتظار آنکھوں سے
 ہمارے رنگ پریدہ کو ساتھ مرجھاتے
 زمانہ ہو گا ترپنے سی یوں تہ و بالا
 رگوں کے ساتھ کٹے رنگ خون بھی قاتل
 نہ لڑ سکو گار گل کو شبکو گلچین بھی
 چلو گارہ مری طبع یہ بھی گر پڑے

کبھی تو مجھ پہ زمانہ بھی مہربان ہو گا
 بسان شمع ترا آج امتحان ہو گا
 تو خود مجھی سر و پرہ نشین ہو گا
 تو مہربان بھی مری حق بین ہو گا
 گلے پہ خنجر خونخوار کتب و ان ہو گا
 کھلی وہ آنکھیں جو دیکھ کر گاہک ہو گا
 گلو تمھاری نزاکت کا امتحان ہو گا
 زمین سر پہ تہ پایہ آسمان ہو گا
 کہ آج ہر شخ خنجر کا امتحان ہو گا
 چمن میں شور عناد اگل پاسبان ہو گا
 کہ ناتوا نون کا سایہ بھی ناتوان ہو گا

دمِ اخیر وہ کہتے ہیں میرے بالین پر بتا بتا مجھ شرمین تو کمان ہوگا

غزل ۳۳	عذابِ قبر کا ادنیٰ یہ حال ہے قاصر دمِ فشار ہر اک چور استخوان ہوگا	تعداد اشعار ۳
--------	--	---------------

<p>کبھی تو دل میں مری بھی ترا مگان ہوگا بلو کا دل بھی تو آہو نہیں بھر دھوان ہوگا شمالِ صورت جو آوازہ اذان ہوگا تمام خلق میں چھایا ہوا دھوان ہوگا مجھ تو نکاتری آج امتحان ہوگا قدِ خمیدہ صغیفی میں جب کمان ہوگا دراگر اگر روانہ یہ کاروان ہوگا ضرور صد مہ یارانِ رفتگان ہوگا</p>	<p>کبھی تو صاحبِ خانہ بھی مہمان ہوگا یہ حال سوزِ محبت کا کیا نہان ہوگا شبِ وصالِ سحرِ تن سے دمِ روان ہوگا زمینِ حشر میں ہوگی نہ آسمان ہوگا وہ سنکر دعویٰ الفت کو مجھ سے کہتے ہیں عصا کا تیر بھی چلے ہیں کھر کھینچو نگا نفغان کو پہلے روان ہوگا اشکِ نکھور نفغان کرونگا نہ کیوں قافلہ سو چھٹکان</p>
---	--

کلیجہ ہو گا ہر فـ دل مرانـ شان ہو گا	اگاؤ شوق سہ تیر شہبہ پہلو میں
تو میرے حال پہ دشمن بھی مہربان ہو گا	دلِ عدو پہ بھی ہو گا جو یکسی کا اثر
مٹے ہوؤ نکاحا نہیں ہی نشانِ ہجـ کا	سری کند کو مٹائیں ہـ مثلِ نقشِ قدم
یہ پیر ہو کر زلیخا صفت جوان ہو گا	عروجِ حسن کا اوس طفل کیہ ایسا تھا
ہمارا سایہ بھی مہر الگ وان ہو گا	سفر میں ساتھ بھلا اور کوئی دیگا کیا
بہادر می کا ترمی ایچ امتحان ہو گا	پھرے جو تیغ ولا مضطرب نہ تو ہونا
بلند رنگِ شفق کی طرح دھواں ہو گا	گولی آگ جو دلیں و ٹھینک شعلہ بھی
نئی زمین نیا سر پہ آسمان ہو گا	قفس پہ ڈالے گا دوسری جو پوششِ نیاں
کہ حال دردِ جگر کا سرے بیان ہو گا	سنبھال لینا زرد کو و زونِ باتھو نس
غبارِ دل کا بلندین آسمان ہو گا	ترقیان جو یونہیں ہو گئی سکو شام و گاہ
خبر تھی کہ اکہ زبان ہو کر بیزبان ہو گا	وہ گل بھی ہنسے نہ بولے گا صورتِ ستونہ

غزل ۳	جلو گادل تو بڑھو گی بصیرت امی فاخر سمٹ کر مرد مک چشم بھوان ہو گا	تعداد اشعار ۲
نخت خوابیدہ جو بیدار کہیں تو ہوتا مائل قتل جو وہ ترک جنا جو ہوتا پاس گرد و لوطی غیر سیہ رو ہوتا آتشیں آنہ کا ایسا کوئی جادو ہوتا غیر کا پھول مضطرب نہ قابو ہوتا دل دیوانہ عاشق پہ جو قابو ہوتا خون سب تن کا دم قتل جو آنسو ہوتا گر مرے قتل پہ تلوار وہ ابرو ہوتا جس پہ لیٹے تھے شرب وصل بڑی راحت	میرے آرام کو وہ تکیہ زانو ہوتا تیرے گانگی کمان کھینچ کر وہ ابرو ہوتا آپکے میرے وہی رنج کا پہلو ہوتا جان پڑتی شر دلیں تو جگنو ہوتا میرے پہلو میں نہ وہ ریت پہلو ہوتا سامری بھی سو آپکا جادو ہوتا پتہ تیغ لہو پیٹے ہی جگنو ہوتا آپ شمشیر سے جاری بھی نہ آنسو ہوتا زیر سراب بھی وہی تکیہ زانو ہوتا	

<p> لہریں و ٹھین مری آہو نسو جو بحر غم میں جوش گریہ بھی دم فکر جو ہوتا محکو ابر تیرے سے میرے تو بھی نہوتا طاہر اختیار ایک کا بھی برق پہنچا نہیں ابو بزار ہر بوسہ کی خطا پر مجھ سے غیر کیا تاب جو آنکھ نسو لڑا آنا نکھین شکو گلشن میں جو روتا میں کسی غلو ساتھ آتے دن رات جو رنج و غم و درد کوئی ہم جنس تو ہوتا جو نہوتا مجھوں ہچکیاں آنہیں پتلی جوین اشک خونی بید گریں نہ نگاہیں جو پریشان ہوتیں </p>	<p> چادر آب روان پر وہی اُتو ہوتا ویدہ ترک کی طرح کاسہ زانو ہوتا پردہ زلف سے پوشیدہ جواہر ہوتا خاک میرا دل بتیاب پہ قابو ہوتا جب بھی راضی تھا جو بیکار خفا تو ہوتا کھنکھ کر گرون پہ روان خنجر ابرو ہوتا قطرہ شبنم کا رخ گلہ ہر آنسو ہوتا او جڑی ہی گھر سے پھر آباد یہ پہلو ہوتا دل پہلنے کو لہر و شتیں آہو ہوتا صورتِ شیشہ بادہ مجھ اچھو ہوتا دل لگی کو لہر اول انکھوں کی آہو ہوتا </p>
---	---

چاندنی بھی شب دیو رسی کالی ہوتی | اگر پریشان شب میں بھی گیسو ہوتا

غزل ۳۵
دشت و حشت میں اگر ساتھ یہ دیتا فخر
خستہ پاتیری رفتار سے آہو ہوتا

کار گراسپہ رقیبوں کا نہ جادو ہوتا	نامہ ہر کوئی خط جو شن بازو ہوتا
گرم پھر وصل سے ہرات کو پہلو ہوتا	کیا مزے تھی جو دل لپ رہے قابو ہوتا
تو لہنا عشق کی میز انہیں جو اوسکی ہوتا	حسن پر یون کا بھی پانسنگ ترازو ہوتا
ساتھ دلوگین اسی بھی نہ ٹپڑ دیتا	گرم راہجر کی شب برق پہ قابو ہوتا
کس قیامت کی شب ہجر وہ اوسکی ہوتا	بڑھکے طو لا شب یلدا سے جو گیسو ہوتا
چھال پڑ جاتی جبابوں کی یہ حدت ہوتی	گر سمندر میں شریک یک بھی آنسو ہوتا
درمیان رکھ کر شپ وصل وہ سوچو آئے	نیچے ساتھ مرے زیت پہلو ہوتا
مہسری چشم فسون ساز سے کرتا یہ اگر	کو رجا دوس ہر اک دیدہ آہو ہوتا

<p>شرط انصاف و محبت ہی ہی اچھی سجھ کا نہیں جو عکس رخ نور پڑتا محفلِ عالم میں یوں وصل ہو کر نا انکھا کھینچ لیتا کوئی بے اذن جو نقشہ تیرا خوف ہو تانہ ذرا قبر میں اے دوست مجھ تیرے دیوانے کی صحرائیں نہ کھیل تیں لطفِ خلوت کا نہ کیونکر مجھ ہوتا حاصل</p>	<p>مر رہا ہوں سر بالین تو مری تو ہوتا وقتِ زینت وہی آئینہ زانو ہوتا لطف تب تھا جو اکیلا میرا آتے تھا خود کشیدہ تری تصویر سوا ہوتا خانہ تیرہ و نہا میں اگر تو ہوتا پھیرنے کے لیے ہتھکڑی آہو ہوتا خانہ دل میں اگر ایک تو ہی تو ہوتا</p>
<p>غزل ۳</p>	<p>وصف اوس شوخ کی آنکھوں کا لکھا تھا فخر نامہ لیجانی کو میرے کوئی آہو ہوتا</p>
<p>شاد تب وصلِ شاد دلا تو ہوتا سبزہ رنگ ورجو کچھ وہ رخ نیکو ہوتا</p>	<p>باغ ہوتا شبِ مہ ہوتی وہ گلرو ہوتا غیرتِ رنگ گل گلشن مینو ہوتا</p>

اس بہتر تھاشب ہر جو ہوتی دھن
 راز ایک ایک پہ اون لون اونکا کھلتا
 سیلی سوج صبا کو جو نشان پڑ جائے
 نغفہ برگ خزان دیتو برس کی آوا
 اور بھی مجھ پہ قیامت میں قیامت ہوتی
 حال حشر کا جو پاؤں یہ کرتے تحریر
 مجھ پہ کچھ اور قیامت میں قیامت ہوتی
 یاد کچھ اور دلاتا شبِ فرقت اسکی
 ایک میر سے ہی یوں بس یہ کچھ رہتا ہوں
 پختہ افشان شبِ صلت میں بھی وہی ہوں
 زندگی میں تو پہونچنا بھی ہوتا شکل

پھانسی گردن کے یہ حلقہ کیسے ہوتا
 پہلو کے یار جو میر پہلو ہوتا
 حاتمہ گل پہ نئی قسم کا اُتو ہوتا
 اگر گلستانے روان قافلہ ہو ہوتا
 حشر میں قدم کے برابر جو وہ کیسے ہوتا
 صفتِ خامہ شگافِ سیم آہو ہوتا
 مجمعِ حشر میں گر برہنہ سر تو ہوتا
 نیند اور انیکو مری تکیہ پہلو ہوتا
 غیر کے واسطے بھی تیغ وہ ابرو ہوتا
 پھر مہِ نوسہ سوا ضو میں وہ ابرو ہوتا
 کوچہ یار اگر کوچہ میں ہوتا

<p>باغِ عالم سے روانہ صفت ہو تا ہر ستارہ وہ چمکتا ہوا جگنو ہوتا غیر کے واسطے بھی سانپ دگیسو ہوتا</p>	<p>تھامین وہ زار کہ جھونکری ہو اکو اڑتا خانہ تیرہ مین آ کر جو لگا کر افشان اسکے ڈسنے کو لیر کیا ہون مین ہی مین</p>
<p>تعداد اشعار ۲۲</p>	<p>غزل ۳ کائنات سار کا اشارون مین جو ہوتا منظور قتلِ فاتر کے لیے تیغ وہ ابرو ہوتا</p>
<p>مثل میت کا جو بے حس سر بہتر دیکھا آئینہ مین نہ کبھی عکس سکندر دیکھا کوئی ویران زمانہ مین نہ یون گھر دیکھا اپنے کشتہ کو ذرا منہ نہ پھرا کر دیکھا لوٹا دیکھا مری تلوار کا جو ہر دیکھا کھلتے ہی آنکھ کے صیاد کا بس گھر دیکھا</p>	<p>نبض کو سانس کو بیمار کی رو کر دیکھا صاحب خانہ سے خالی ہی سدا گھر دیکھا غم حیران نے مری دل کو اوجاڑا جیسی بے رخی سے بھی کیا فوج مجھ قاتل نے اک اشار سے گلہ گلہ کاٹ کر کشتہ نوں کما مین و بیل مین کہ دیکھی نہ کبھی بانٹ ل</p>

دل سے بولا کہ یہ یوسو کو نشان کیس ہیں	جس کو اوٹھ کر جو آئینہ اوٹھا کر دیکھا
سخت جالتو نکو جو سرتن سر جدا کر تین	سیان سر کھینچ کھلا در بنجر دیکھا
مین یہ کہتا تھا ولا برق گرہ کی اسپر	کو تو جانانے پھر آیا نہ کہو تر دیکھا
صاف معلوم ہوا دیدہ گریان ہر کوئی	نہیں رونے مین جو آئینہ سکندر دیکھا
ایک دم ساتھ ترا دی کی چھپو ابر مین یہ	حوصلہ برق کا تو نے دل مضطرب دیکھا
اوسکی سی اس مین دورنگی نہیں بکری گاہ	تو نے آئینہ مرے دلا کا سکندر دیکھا
فرج اغیار کرین محو تماشا ہوں حضور	کسطح آپ در مجکو تر بنجر دیکھا
ابر بار یک مین جسطح نظر آمو قمر	پر وہ زلف مین یوں منہ نور دیکھا
تین جلا دس کوٹ جائیگی گردن شایہ	خواب مین آج جو ابرو می شکر دیکھا
نور میری شب فرقت کو کیا یوں اٹل	چشم اعمی کی طرح دیدہ اختر دیکھا
سر و شمشاد مقابل ہوں کیا طاقت ہے	ایک گیسو کو تر می قدر برابر دیکھا

اپنی تصویر ہی منظور بنانی تھی تجھے	کچھ بھی آئینہ میں جزا پر سکندر دیکھا
دل میں سمجھا کہ ہر منظور اس پر بادہ کشتی	خط میں تحریر جو مینے خط ساغر دیکھا
صبح کو کشتہ حسرت جو اس پر ہونا تھا	شمع کو یاس پر والون کشت بھر دیکھا

غزل ۳۸	اس مہینہ میں نہ سرتن سے جدا ہو فاخر	تعداد اشعار ۲
	آج مینے نہ نو دیکھ کے بخیر دیکھا	

قلزم اشک وانگو نہ برابر دیکھا	چشم گر بانس اگر ہنسنے سمندر دیکھا
بیقراری میں کیس کو بھی نہ کتر دیکھا	دل و سیماپ کو رکھ کر جو برابر دیکھا
تکیہ رخت لحد خاک کا بستر دیکھا	چونہ دیکھا تھا کبھی اب نہ نیا گھر دیکھا
ہمسری کی بھی تو کی دور سواک فقط	بدر کو بھی نہ تر جز خاک برابر دیکھا
سحر بان ناقہ لیلیٰ کو بھگایا تو کیا	سایہ سان قیس کو محل کے برابر دیکھا
دیکھنے کی نہ ہی تاب اگر غش کھا کر	مجھ کو سنو جو تڑپتا سر بستر دیکھا

<p> خون نہ کہتا تھا کہ ہر رنگ خنائی خوشتر لب جانا تو قرین جب لب ساغری کھا تو نے ظلمات میں کیا جا کر سکندر دیکھا جب سہاوس گل کی بنا گوش میں گونج دیکھا یاس سہ میٹر فلک کو تہ بنجر دیکھا ہاں مگر شمع کو روتی ہوئی اکثر دیکھا شمع لیکر رنج دلدار کو شب بھر دیکھا عالم یاس مراد اور محشر دیکھا جس کا مشتاق تھا زانو پہ مہی سر دیکھا رویہ جانان پہ اگر گوشہ چادر دیکھا عدل کو رحم کو خالق کو برابر دیکھا </p>	<p> ہیں نہ کہتا تھا کہ ہر رنگ خنائی خوشتر ہوس بوسہ بڑھی وصل کی امید ہوئی اندھی ہو جاتی ہیں ظلمت میں سب آنکھوں کا میرے آنسو بھی ہو خوشک سہا را میں فوج کرنے میں بھاری چور ہانسنہ کو شوق کوئی گریان لحد شتہ حسرت نہیں صبح اس چاند کو آنکھوں سے جو ہوتا نہاں وقت بد بھر گئے اعضا بھی مقتدر کی طرح خواب بھی خوب ہر انسان کی تسکین کے لیے دل بھرا یا مرے آنسو بھی ہی ساتھ دیکھے دیگر عصیان کی سزا خلد میں بھیجا جسکو </p>
--	--

بال بکھڑی ہین کیوں دوسری ماتم میں	غم مجھ پر یہ ہو کہ اور ون لڑکھڑی سر دیکھا
ہوش ہوتا تو میں کیوں گور سید میں آتا	بند ہو کر جو کھلی آنکھ تو یہ گھر دیکھا

غزل ۳	اوس قدر جلد دم فرج کتا سیرا	تعداد اشعار ۳
	اونکو جی بھر کے نہ فاختہ ترہ خنجر دیکھا	

سحاب کو بھی برس میں کچھ حجاب تھا	مقابلہ میں جو یہ دیدہ پر آب نہ تھا
مجھ پر خیال ہوا کب کہ جب شباب تھا	زیادہ دلسے کوئی خانمان خراب تھا
وصال یار میں کب ساغر شراب تھا	سہاری بزم میں کس شکیو آفتاب تھا
کھلا یہ حال قیامت میں سوز و رفت کا	جگر کا داغ یہ جلتا تھا آفتاب نہ تھا
ہمارے ساتھ تڑپتی تھی کیوں قہقہہ	شریک برق اگر دل کا اضطراب تھا
سہاری عمر و روزہ کی دوہی فصلیں	سوا طفلی و پیری کبھی شباب نہ تھا
شال و سن نہ سادہ ہی کس طرح دیتا	بغیر خار چمن میں کوئی گلاب نہ تھا

برس کے دیدہ گریبان کی کیا قیامت کی
 ہو این اور گ کیا کیوں نامہ در قیامت سے
 وہ چشم مست نہ کیوں یاد آتی سال ہی
 برس برس کے جو روتا تھا ہجر جانانین
 گلوں نے چار نہ کیر آنکھیں عند لیونے
 تمھاری کو چھین کیوں مھوپا لٹی جاتی
 اگر جہانین نہ ہوتا یہ چرخ ناہنجار
 ہماری خونکی ہندی لگانی کیوں سیر
 بہاویا جسے پانی سمجھ کر یہتی پر
 میں پھر طلحہ بیدار کا ہون شکر گزرا
 اونچیں وصال کے پہلو بہت تھی شرم دیا
 مکان وہ کون تھا عالم میں جہاں تھا
 مرے تو خط میں بھی مضمون اضطراب تھا
 کیسکی آنکھ تھی اولٹی ہوئی سہا بنے تھا
 ہماری آنکھ تھی روتی ہوئی سہا بنے تھا
 سواہر دیدہ نہ گس کسے حجاب نہ تھا
 جنان میں دیکھ میں آیا ہر آفتاب نہ تھا
 تو تیری ظلم شعاری کا پھر جواب تھا
 جوانی آپکی تھی موسم خضاب نہ تھا
 لہو یہ عاشق جان باز کا تھا آب نہ تھا
 ذرا اول آنکھوں میں وصال کی شیکو خواب تھا
 ہماری پاس جو لیٹے تو پھر حجاب نہ تھا

اگر نہ دیکھتے آئینہ تم دم زینت
سوال وصل کر دے وہ مجھ پر دشنام
بر سر بھی اچھو بھی ہوتی ہین باغ عالمین
فقیر جانکے کمدیر کچھ نہ کچھ مجھ سے
مری اجل کا بہانا تھا وصل کا انکا
جہانمیں کیوں نہ عدیم المثال ہوشہور
وفائیں گنتا تھا اپنی خفا ہوئی تم کیوں
بہاؤ اشک نہ کیوں آنکھ منہ برسنے میں
وہ میری خط شکستہ پہ لکھتے کیا نامہ
جباب چرخ کی گردش ہو جام کیا ہوتا
زمین میں دور فلک کو میں بانٹا کیونکر

تو پھر تمہارے سرخ صاف کا جواب تھا
جواب غیر کا یہ تھا مرا جواب نہ تھا
چمن میں خار سے خالی کوئی گلاب تھا
مرا سوال ہر کیا قابل جواب تھا
پیام موت کا تھا صاف وہ جواب تھا
کہ اوسکے حسن خداداد کا جواب تھا
تمہاری ظلم و ستم کا کوئی حساب نہ تھا
کہ دود آہ تھا چھایا ہوا سحاب تھا
کہ سر نوشت کا پاس ونگ کچھ جواب تھا
یہ منقلب تھا اسے خوف انقلاب تھا
مرے ہونے کی لہر کوئی انقلاب نہ تھا

غزل ۴ تعداد اشعار ۲	سوال وصل پہ کیونکر نہ وہ خموش ہین تھاری بات کا فنا کر کوئی جواب تھا	
کب حلق تہ خنجر قائل نہیں ہوتا زخمون پہ نمک شور عنادل نہیں ہوتا اوس خسے خود آئینہ مقابل نہیں ہوتا رفقار سر پامال مرادل نہیں ہوتا جس شبکو کہ پہلو میں مرادل نہیں ہوتا کیا آپ سمجھتے ہین میں بسمل نہیں ہوتا رہرو کو سکون کب سر منزل نہیں ہوتا تارا سا چمکتا ہوا کب تل نہیں ہوتا بیہوش مسافر سر منزل نہیں ہوتا	کب لفت ابرو میں بسمل نہیں ہوتا نالون سے دل گل کوئی بسمل نہیں ہوتا دعویٰ کبھی کیا ہی کا باطل نہیں ہوتا اوس چال میں انداز ہو کیا کبکری وہ رات تڑپتے ہی گزرتی ہر سحر تک یوں خنجر ابرو کا چڑھانا نہیں اچھا آرام نہ کیوں کو چہ گیسو میں ہو دلکو عارض کا تو کیا ذکر حسینان جہانکے آہوش میں ہی شیخ کہ پہونچا ہر لب کو	

<p> کم آج بھی در و جگر و دل نہیں ہوتا بیتاب ذرا بھی دل بسمل نہیں ہوتا او تکو تو کوئی امر بھی مشکل نہیں ہوتا یوں غرق سفینہ لب ساحل نہیں ہوتا میں چرخ دنی سے کبھی سائل نہیں ہوتا بوسوں کا بھی اونسو کبھی سائل نہیں ہوتا کسرات کو خون جگر و دل نہیں ہوتا ان باتوں کا بندہ متحمل نہیں ہوتا وہ عالم غفلت میں بھی غافل نہیں ہوتا وق ہوتی ہو انکو مرض سل نہیں ہوتا محضائیں جو وہ رونق محفل نہیں ہوتا </p>	<p> وصلت میں بھی فرقت کا وہی ڈر ہو سہا وہ ماتمردم فوج جو سینے پہ دھڑک رہا دل لایا بالو نہیں ایشارہ نہیں کیا قتل دل جھیل کے جبے میں فرقت میں ہر دوبا بزمانہ و مہر کے کچھ اور نہیں ہے ہوں عاشق محتاج بہ نفرت ہو طلب سے روتا نہیں کب یا د میں گیسو کی لہو میں دشنام رقیبوں کو بھی دیتا رہتا ہر کا وصلت کا کبھی خواہید مجعدہ نہیں کرتا ہیں زار تر ہو خار ہو تھو کین کے لہو کیا شمعوں کو ہلاؤ بھی تو جلتی ہیں بھی سی </p>
--	--

<p>گستاخا تجو سے تعجب میں یہ مجنون کشت تو نکو دم فوج بھی یہ پارسا زبہر اڑتیس تری آہ میں تاثیر نہیں کچھ نقصان اوسیکا ہر جواہر نوسر جدا ہو</p>	<p>خستہ کبھی یہ ناقہ رحل نہیں ہوتا آلودہ خون دامن قاتل نہیں ہوتا بیچپن دل صاحب رحل نہیں ہوتا ترشا ہوا ناخن مہر کا مل نہیں ہوتا</p>
<p>غزل ۴۱</p>	<p>جی بھر کے مزا وصل کا ملتا نہیں فاکر پہلو میں وہ ہوتے ہیں تو یہ دل نہیں ہوتا</p>
<p>ازل سے حوصلہ ہر تیری آشنائی کا وہ پورا ہاتھ پڑا تیغ آزمائی کا ہزار بار چمن میں بہار آ کے گئی اکیلی قبر میں ظلمت یہ ہوا روشن کمر خمیدہ نہ کس طرح چرخ پیر کی ہو</p>	<p>عدو می زلیست نہ کیونکر ہو غم جدائی کا دھان زخم سے اک غل ہوا دھائی کا نہیں ہر حوصلہ اب کچھ مجھ پر مانی کا یہی تحارنگ ہماری شب جدائی کا لیے ہر بار گنہ سر پہ اک خدائی کا</p>

<p> کچھ اعتبار نہیں ان کی آشنائی کا رخ صبح میں وہ حسن ہر صفائی کا مزا ہر سنگ دربت پہ جبہ سائی کا طریقہ آہ شرر زائین ہر ہوائی کا گمان ہر عاشق صادق پہ بیوفائی کا تو کیون نہ خون کا پیاسا ہو بجائی کا مثال حشر ہو غل چار سو ہائی کا خدا بھلا کرے دنیا میں جیائی کا تو میر دلنے کیا کام رہنمائی کا برا جان میں یارب ہو آشنائی کا یہی نتیجہ تونکی ہے آشنائی کا </p>	<p> ہے ناز کیوں تجھ پر جانیوں کی الفت پر دم نظارہ پہلستا ہر پامی نظارہ جنون میں ہر سر شوریدہ کی یہ فریاد بلند ہو کے ستارے زمین پہ گر تہاں حضور جھوٹوں کہیں دن میں سچ جانے لہو سفید ہو دنیا کا شل شیر اگر اگر وہ فتنہ محشر ہو قاتل عالم لیا جو بزم میں بوسہ تو مسکرا کر کہا بھٹک کر جبے و کعبے راہ دیر کی لی ڈبو دیا یہ وقت میں نا خدا نے مجھے ہر ایک جانکوار دیوانہ شگسار کرے </p>
---	--

<p>جہان میں کیا ہر برائی عوض بھلائی کا کبھی بتونے بھی دعویٰ کیا خدائی کا</p>	<p>ویا ہو مینے تو دل وہ جہان میں کس توہین برہمنو انجمن تم کہوں خدا سمجھتی ہو</p>
<p>تعداد اشعار ۹</p>	<p>غزل ۴ شناو گیسوی مشکین بکھونچاے فاقہ سواد اور زیادہ ہو روشنائی کا</p>
<p>اثر دکھایا مرے خون نے مومیائی کا سبق پڑھائیں فلک کو بھی کراچی کا خیال بھی اونچیں ہوتا نہیں ٹائی کا کہ بزمین پہنے ہے وہ جامہ بھائی کا سفر ہون میں بھی یہاں تو جی صفائی کا جنازہ در پہ رکھا ہر تہہ و فدائی کا نثر ملایہ مجھ نخل آشنائی کا</p>	<p>ہو نہ دست شکستہ کو غم جدائی کا وہ سیدھی راہ چلین عاشق کسرا تو پہ چھٹین گے قیدی روزندان زندگی میں کبھی برہنگی پہ بھی عریان نہیں بزمین شمع کیا ہے داؤد محشر سے خون کا اقرار نکل کر دیکھ لے اسکی یہی وصیت ہے لیا ہر بوسہ سیبِ ذوقِ محبت میں</p>

خطا کسی کی نہیں گرتہ یا رتک پہونچا
 اکیلی قبر کی راتیں ہیں قیامت تک
 قفس کی تیلیاں توڑ دینی ہیں پھر اسی
 فراق میں یم خوبی کے کیوں نہ مضطرب
 چراغ روز کے مانند بے فروغ ہوئے
 یہ دل بھی ہودل فریاد کی طرح تھہر
 کیا حلال قفس سے نکال بلبل کو
 آجڑ دیکھ سکون گانہ بانج کو صیاد
 شراب و لولہ وصل نے یہ مست کیا
 بہانہ دزد حنا کا نہ کیجیے مجھ سے
 یہ سرکشی نہ کر نہ موقوفہ و نسو

گلہ ہے اپنی ہی قسمت سزا رسائی
 اب اور حال کہوں کیا غم جدائی
 مرا تڑپنا ہو باعث ہوار رٹائی
 سہک کو غم ہو پڑا بحر کی جدائی
 پڑا جو شمع پہ پر تو تری کلائی
 کہ کاٹنا ہے اسے کو غم جدائی کا
 نتیجہ قید سے بدتر ہوار رٹائی کا
 خزانہ حکم نہ دینا مری رٹائی کا
 کہ در میانشے اوٹھا پردا پار سائی کا
 کسینے بوسہ لیا ہر کفِ حنائی کا
 کہیں نہ کا سہ سر کا سہ ہو گدا بی کا

پڑے گا خط بھی نہ گردان دست نازک | پکنا سیکھ لیا تیغ نے کلائی کا

غزل ۳۴ | اکیلی ہجر کی راتوں میں بیقرار می ہے
اثر نہ کیوں دل فاختہ پہ ہو جدائی کا

سفر میں کیا دیوانوں نے سفر کیا	عدم کو بچ گئے تھایہ رہ گئے رک گیا
مثال چرخ کے پھرتا ہے میرا سر کیا	نہ جانسی آج ہے وہ غیرت تر کیا
ہوا ہے ساتھ یہ ٹھنڈا دم سحر کیا	مثال شمع جلارات بھر جگر کیا
فغان و آہ میں اوٹا ہوا اثر کیا	وہ میرے پاس نہ آئے گئے قریب گھر
رہو نگاہ کسی صحرا میں جا کر گھر کیا	جنوں میں ضیق مکان مثل قید خانہ ہر
مریض ہجر سے عیسیٰ ہے بخیر کیا	علاج کیا نہ عیادت کو بھی کبھی آیا
یہ قلب کیسا مترجان یہ جگر کیا	طلب کرو تو ابھی دیدوں اپنی جان لگ
دیا کیے مجھے دھوکا وہ عمر بھر کیا	قضا تو آگئی وہ آج کل ہی آتے رہی

تپ فراق طیبو زیادہ اور ہوں	کیا دوانی تمھاری مجھ ضرر کیسا
سروہی باندھ کی پہلو میں اپنے کتے ہیں	ہوا ہے نیچہ یہ زینت کمر کیسا
بسر کرونگا فقیرانہ لامکانی میں	پڑا رہو نگا دریا پر میں گھر کیسا
یہی تھا دعویٰ نزاکت کا امی ستم ایجا	ہے بار تیغ اوٹھا ہے ہوئے کمر کیسا
ہوا کو ساتھ مری خاک اور تلک پہونچی	کیا ہے یار کے دربار میں گذر کیسا
فروغ داغ جگر ہے وہی مزار میں بھی	ہے آج شبکو بھی خورشید جلوہ گر کیسا
ملا نہ صبح قیامت بھی فتنہ عشر	مرا تھا نالہ شبگیر بے اثر کیسا
یہی نامیرے گلے پر وہ تیغ پھیر نیگے	جھپٹ کے بوسہ ابرو میں لونگا در کیسا

غزل ۴۴	تڑپ تڑپ کے بدلتا ہوں کروٹیں فنا کر	تعداد اشعار ۱۸
	ترقیوں پہ ہے دردِ دل جگر کیسا	

جگر کا داغ پری میں جلوہ گر کیسا	ہے دن کو آج ضیا بار یہ قمر کیسا
---------------------------------	---------------------------------

دوانے آج یہ اولٹا کیا اثر کیسا	بڑھا کچھ اور بھی صندل سے درد کیسا
تھین خیال ہمارا تھا پیشتر کیسا	یہ کیا ہے اب جو ذرا بات تک نہیں کرے
بچا یا دل نے مجھے صورت سپر کیسا	اسی نے وار کو تیغ ادا کی روکا ہے
فقیرین کے گیا ہوں میں تابہر کیسا	قریب پر دابلا یا اوٹھیں بھی دیکر صدا
ہوا ہی دانتوں سے اونکڑی نخل گھر کیسا	ہنسے وہ دیکھ کے آئینہ میں جو کان بچہ
ہر اک ہے چین سے میرا دل جگر کیسا	وہ پہلو و نگوہ بالے ہیں و لون تھوڑی
ملا ہے گرد و پٹی میں بھی گھر کیسا	نکل کے بطن صدف سے جدائی قہر پٹی
ہری میں بھی یہ نہیں حسن ہے بھر کیسا	جہان میں کیوں نہ عدیم المثال ہو شہ
عدم کی راہ میں درکار راہ بر کیسا	نصیب وصل کمر ہو بغیر مشاطہ
ہوا ہی خون سے تر دامن سحر کیسا	لہو پیا ہو کسی بے گنہ کا کیا دم صبح
اوٹھا رہی ہے یہ طوفان چشم کیسا	مثال نوح کی کشتی تن بچا یا رب

<p>مریض غم کے سنانے کو سُنکے کہتے ہیں و فور شرم سے تر ہو نہ وہ پیسے میں دو چار ہوتے ہی آنکھیں حلال کر ڈالا او دھر کو شمع ہوئی گل دھڑکوان کلی ہواے دید کمر کو میں لکھو کے چھپایا</p>	<p>ڈکھار ہی ہے مرے دل کو یہ خبر کیسا ہوا کا خلوتِ محبوب میں گزر کیسا جگر کے پار ہونا وکِ نظر کیسا ملا ہے مجھ کو دم صبح ہمسفر کیسا جہان میں اوڑ گیا خط لے کے نامہ کیسا</p>
---	---

<p>غزل ۲۵ ہماری آنے فاختر کیا اثر کیسا</p>	<p>کلیجہ ہاتھوں سے پکڑو وہ گھر یہ خود آئے اعداد اشعار ۲۵</p>
---	---

<p>تماشا عشق کے ہمراہ جی کر دیکھ لینا تھا مریض سحر کو بھی سوچ بستر دیکھ لینا تھا جدا کر نہیں سر کے زیرِ خنجر دیکھ لینا تھا نہ ملتا تو نہ ملتا ذوقِ ارمان تو نکلتا جاتا</p>	<p>ذرا آبِ بقا پیکرِ سکنہ دیکھ لینا تھا ذرا حالت کو سیری منہ پھر کر دیکھ لینا تھا ہماری سخت جانی کا بھی جو سر دیکھ لینا تھا طلب کر کے گدا آسا سقد دیکھ لینا تھا</p>
---	--

گمان بد ہم نشینو نہ پریا کیوں نامہ لیتو کا	خطہ جانان کو پہلے زیر لبہ دیکھ لینا تھا
اگر باور نہ تھا مرنے کا میر بد گمانی سے	ذرا سینہ پر دم کو ماتھو رکھو دیکھ لینا تھا
لگا دست کو اتنا ہی کافی تھا پستی	نظر بھر کر چھلکنامی کا ساغور دیکھ لینا تھا
ترس کھا کر مٹا لیتا چھری گردن سر وہ شیا	لگا وایسے سو سو شکر دیکھ لینا تھا
جدا کر تم سیحانی کا دعویٰ آزمایا	سر میت لگا کر ایک ٹھوکرو دیکھ لینا تھا
گراتے خرم ہستی پر سیر بھی کہیں بجلی	ادھر بھی منہ پھر کر مسکرا کر دیکھ لینا تھا
ارادہ تھا جو مجھ سخت جان کے قتل کرنے کا	کسے کہیں کرا تال کو خنجر دیکھ لینا تھا
بھری بھیری عبث خود حسرت پر واز لیا	تجھے صیاد میر پر کتر کر دیکھ لینا تھا
تسلی شہادت کو شناور دلیں کہتے تھے	ذرا طوفان بحر آب خنجر دیکھ لینا تھا
صباح سے ذرا بلی کے دعویٰ کو شاد و تر	رخونکو آئینہ رکھ کر برابر دیکھ لینا تھا
ضرور موت قاتل جان نشانی کا یقین تھا	تجھ کو سو جد اگر کے میر دیکھ لینا تھا

<p> اور دھڑ سے جب جنازہ کشتہ فرقت کا گذر تھا چٹک کر میری آم آتشین ہو کر پڑا اور آگ خدا نگ ناز کا وہ توڑ دکھانے کو کہتے ہیں اوسر خطا و سقد رکھنا تھا جتنا بار اوسر سکتا بڑا دعویٰ تھا خورشید قیامت کو بھی خوش کا کبھی تھمتانہ تیرا دست نازک میرے سینے پر نظر اپنی سوا اور روک تو صورتانہیں آتی گدھک کر نہ پوچھا کوچہ جانان تلک آخر مے دل کی ٹپ کا امتحان میں ہی کیا ہوتا </p>	<p> ذرا تکلیف کر کے تمکو دیر دیکھ لینا تھا بتو تم کو لحد کا آگر پتھر دیکھ لینا تھا کلیجہ تمام کے احر قلب مضطرب دیکھ لینا تھا دم تحریر بازو سے کہو تر دیکھ لینا تھا مے داغ جگر کو اہل محشر دیکھ لینا تھا تڑپ کا حال رکھ کر ماتھ دل پر دیکھ لینا تھا بنا کر آئینہ پہلے سکندر دیکھ لینا تھا اوڑا کر زور پر واز کہو تر دیکھ لینا تھا تمہیں سیاب بھی رکھ کر برابر دیکھ لینا تھا </p>
--	---

غزل ۱۴۴	نگاہ مہر کا خان تھا روز حشر فنا خرم بھی اسی بھی ساقی تسنیم کو تر دیکھ لینا تھا	تعداد اشعار ۱۹
---------	---	----------------

صد چاک صفت قلب کے داماں نہیں دیکھا
 کب مانتھ میں تلوار کو عریان نہیں دیکھا
 دسے اوج ذرا دست جنون جامہ نرمی کو
 تاثیر ہوئی گریہ بلبیل کی یہ کیسی
 ار باب فنا کے لیے پردا نہیں درکار
 جلتا دل پر دماغ ہر جسطح ہمارا
 آنکھ ایسی ترے کشتہ حسرت کی کھلی ہے
 عبرت کی نظر سے کبھی دھموت فراموش
 اسکی بھی اوڑھین دھجیاں کچھ جھوٹ
 اب دم شمشیر نہیں باڑھ پہ قاتل
 کیا ترک تعلق نہ بکھیرے چھڑا یا
 اوجوش جنون دست گریبان نہیں دیکھا
 کب در پہ ترے گنج شہیدان نہیں دیکھا
 مانند سحر چاک گریبان نہیں دیکھا
 گلشن میں کسی گل کو بھی خندان نہیں دیکھا
 فالوس میں کب شمع کو عریان نہیں دیکھا
 روشن کوئی یون سرور چرخان نہیں دیکھا
 نرگس کو بھی یون باغ میں حیران نہیں دیکھا
 اکدن بھی سوئے گویہ غریبان نہیں دیکھا
 دامن کی طرح چاک گریبان نہیں دیکھا
 طوفانِ یم خون شہیدان نہیں دیکھا
 کانٹوں سے او بھجے ہو داماں نہیں دیکھا

کب زخم شکفته کو نمکدان نہیں دیکھا	کب ریگ پہ ترپے نہیں بنی تر و قاتل
کس وز روان قافلہ جان نہیں دیکھا	رہتے نہیں مسدود کبھی راہ عدم کی
یون چاک سے لو کا گریبان نہیں دیکھا	احد ست جنون بسجہمیں پر پرترا زور
آلودہ ترے خونین پیکان نہیں دیکھا	بولادہ کہا ہزار جگہ تاک کے میرا
یون تنگ کوئی خانہ زندان نہیں دیکھا	ولسے مرے کتے ہیں یہ ارمان بقید
پر خم کوئی یون تار گریبان نہیں دیکھا	کیا وحشت و پیری کے جھکا یا ہر تن زار
اس دل کو شب وصل میں خندان نہیں دیکھا	رونا تھا اسی ہجر کی راتوں کو جو تا عمر

تعداد اشعار ۲۳	تصویر کسی کی ہر کلمے سے لگائی	غزل ۴
	فآخر کو شبِ احسب پریشان نہیں دیکھا	

پیوست کسی تیر کا پیکان نہیں دیکھا	حسرت کہ دل نے کوئی مہمان نہیں دیکھا
ہاں زور ترا دیدہ گرماں نہیں دیکھا	مدت سے پہاڑ کا طوفان نہیں دیکھا

یون دل نکلتے ہوئے ارمان نہیں دیکھا	بے خون تناسلے شادان نہیں دیکھا
گردون لچرے نو سا گریبان نہیں دیکھا	تاخرن و مجھ کاٹ کر کنٹھائیں بناؤں
پُر خار کبھی دل کا بیابان نہیں دیکھا	ابہین جن خاشاک ڈالتی ہیں ہمیشہ
یون وحشیوں کا دشت بین مان نہیں دیکھا	زنجیر کے نالوں کی نقیبانہ صدا ہے
دم گھٹتا ہر یون تنگ گریبان نہیں دیکھا	احسان ہو جو اسی دست جنوں چاکر کو
یہ کیسے مرا حال پریشان نہیں دیکھا	دشوارہ تمھارے ہے جو بجا ہوش تمھارے
محفل میں کسی شمع کو عریان نہیں دیکھا	رخت پر پروانہ نے تن اسکا چھپایا
محفل کو تو اسی گرد بیابان نہیں دیکھا	اوٹھتے تھے بگولے تو یہ دیتا تھا صد قیس
دروازہ درویش پہ دربان نہیں دیکھا	دولت کے لیے بہر حفاظت ہیں جھگڑے
دامن سے ملا چاک گریبان نہیں دیکھا	اعلیٰ کار و می حال بھی ادنیٰ سے جدا ہے
یون دھجیان اوڑھے ہوئے دامن نہیں دیکھا	خار و نئے بچا جو وہ پھٹا دست جنوں سے

وشت نہ بھی یان کے کیا مجھ کو کنارہ پڑھ پڑھ کے سرفراز نہ عشاق ہوں کیونکر خطا دس گل رخسار پہ سبزہ کی پوش ہے کیا شمع گل اشک بہانی ہو سر بزم کیا قدر ترے مصحفِ عارض کی کر غیر ابرجو دکھایا ہو تو رخ کو بھی دکھا دو محشر میں بھی تبارے قاتل کو چھپایا فرقت میں کوئی چہرہ کیا نے نہیں دیتا	ایسا کوئی پرہول بیابان نہیں دیکھا اوس پہ سواد ار کے دربان نہیں دیکھا اک پھول میں انداز گلستان نہیں دیکھا ہنستا ہوا یون ویدہ گریاں نہیں دیکھا کافر نے کبھی آنکھ سے قرآن نہیں دیکھا میں نے نہ دیکھ کے قرآن نہیں دیکھا مقتول کے ہاتھوں میں گریاں نہیں دیکھا اس غم سے سوا حلق کا دربان نہیں دیکھا
---	--

رہتی نہیں کب فکر تجھ شہر کی فآخر	غزل ۴
کس روز تجھے سر بگربان نہیں دیکھا	تعداد اشعار ۱۵

تن لاغز نے دیا اوج مجھے خار و نکا	سایہ پڑتا نہیں سر پہ کبھی لوار و نکا
-----------------------------------	--------------------------------------

جان ہی دی قشتنگین عاجز ہو کر	حال کچھ ایسا ہوا تازہ گرفتار و نکا
گھر سے وہ غیرت یوسف نہیں آتا باہر	ایک انبوہ ہی چوکھٹ پہ خریدار و نکا
ایکسوں ہی پہ سدا جو روحفا کرتے رہے	کچھ بھی بگڑا نہ زمانہ میں ستمگار و نکا
کون تھا رحمت خالق کو سو محشرین	فیصلہ سنے کیا ہے گنہگار و نکا
صحبتیں جسے شبِ روز راکر تھیں	اب نشان بھی کہیں ملتا نہیں دل و نکا
کس محبت سے شب وصل گلیے اپنے	یاد آتا ہو وہ پہنا مجھے مار و نکا
ٹکڑے ٹکڑے کیے نظروں سے مے قلابگر	کام تیرے لیا آپ نے تلوار و نکا
بوسہ کسکے دہن زخم کا اسنو تھا لیا	اب تک خون سے جو منہ لال اسو فار و نکا
راز دل دیکھ نہ خلوت میں بھی منہ سر نکلیے	کیا نہیں جانتا تو کان ہر دیوار و نکا
سوسم گلین چلو جبکہ خزانگی جھونکے	رنگ بدلائظر آن لگا گلزار و نکا
خوف سے ریشہ پڑا ہنر زندان یا مین	جائزہ لینے وہ آتے ہیں گرفتار و نکا

ترجھی نظر ونسے حسینونکی ہو اولن ہن	کوئی ناوک نہ پڑا مجھہ کما نزار و نکا
آتش حسن ہی یوسف کی بھڑکتی جاتی	گرم سودا ہنو کیوں مصر کے بازار و نکا

آتش حسن سے ہونٹوں کو جلایا فاحشر	تعداد اشعار ۱۵
غزل ۴۲ بوسہ کا ہر کو لیا شوق سے رخسار و ن کا	

حال کچھ قابلِ بعد مان نہیں بیمار و نکا	دستِ تدبیر بھی اپنل ہی پرستار و نکا
سخت جانوں کے گلے کاٹنا کچھ سہل نہیں	قالو میا نہیں دم بند ہی تلوار و نکا
مرصن ہر سے جان بر کوئی ہوتا نہیں	گر کے مشکل ہر سنبھلنا انھیں بیمار و نکا
دیکھنے سے نہ ہو کس طرح نگہ کو قوت	سبزہ خطا ہے نمونہ پر تر و رخسار و نکا
قدر دالوں سے ہر اک چیز کی ہوتی ہے قدر	نام یوسف سے سوا ہوتا خریدار و نکا
ای جنون برہنہ پائی کا مزہ لینا ہے	مجھے وحشی کے لیے فرشتے بچا خاں و نکا
شیبین کیا تیرا	خود کمان جھاک کر ہوا قدیر کما نزار و نکا

<p>ہو نہ ٹھہر جائیگی بوسونے تصور میں قاتلوں سے مجھے ملاح کا لینا ہے کام صبح کے ہونے کی عاشق کو خبر دین دیکھ لیتا ہوں شربِ وصل سی میں صورت لے نہ جا باغِ بین دم بھر کو قفسِ ہر صیا مجھے جس کو پڑے دیکھ کر وہ کہتا ہے پاؤں رکھتے ہیں کہیں اور کہیں پڑتا ہے</p>	<p>شعلہ حسن بڑھا اور چو رخسار و نکا ہے ہم آہ غضب باڑھ پہ تلوار و نکا ڈوبنا خوب نہیں وصل کی شب و نکا آئینہ کم نہیں کچھ یار کے رخسار و نکا اضطراب اور سوا ہونہ گر قتار و نکا بیٹھنا اوٹھنا بھی آتا نہیں دیوار و نکا آپ کی چال میں انداز ہے میخوار و نکا</p>
--	---

غزل	<p>سخت مشکل ہے بچو جانِ عبت ہو درمان حالِ فاخر ہو برا ہجر کے بیمار و ن کا</p>	تقدیر و اشعار
-----	--	---------------

<p>مجھے لیٹے ہیں جدا کچھ نہیں قابو اپنا گرم ہو شعلہ رخسار سے پہلو اپنا</p>	<p>شبِ وصلت میں بھی یہی رات پہلو اپنا تکیا وس سر کا نہ ہو بخت ہو زانو اپنا</p>
---	---

دل میں ہر یاد حبیب الم و دروغم
 پاس بیٹھے وہ کبھی اور کبھی اٹھ کھڑے
 غیر سمجھیں گے مرے منہ پہ لگائی تلوار
 دل صد چاک پہ آ رہے ہی چلا کرتے تین
 سر و مہری بتائے میں ہا ہر نصیب
 برق و سیما کے بڑھچکے جو بیتابی
 اشک خورشید بہانی ہیں میری نگین
 اک نہ اک غیرت خورشید سے ہوتا وصال
 ٹھوکرین لاش بھی کھاتی نہ پس مرگزی
 سزا ہونے ہر اک اشک جا کرنے میں
 ترک الفت بھی ممکن ہے نہ ممکن ہر حال

شبِ فرقت میں بھی آباد ہو پہلو اپنا
 کبھی ویران کبھی آباد ہو پہلو اپنا
 تم چڑھاؤ نہ مجھ کو دیکھو ابرو اپنا
 کوئی کنگھی سے جو سلجھاتا ہو گیسو اپنا
 گرم اک دن نہوا وصل پہلو اپنا
 پھیکد وں دل کو ابھی چہرے پہلو اپنا
 دریا قوت سے لہریز ہو چلو اپنا
 گرم رہتا ہو زمستان میں بھی پہلو اپنا
 سر نہ رکھنا کسی قدموں پہ اگر تو اپنا
 ہو گیا گوہر نایاب ہر آنسو اپنا
 نہ تو دل پر ہے نہ اوس شوخ پہ قابو اپنا

مین اوٹھا پہلو دی دیر سو تو دل بیٹھ گیا	نہو پر نہو حیف یہ بد خواہی
سخت جاتوں کا گرجیٹ کٹو وہ بولے	تیغ بے آب کہ کمزور ہی بازو اپنا
زور پر داز سے اوڑتا میں نفس کو لیکر	شل نہو تا کہیں صیاد جو بازو اپنا

غزل ۱۵	مرغِ دل میرا گرفتار نہوے قاصر	تعداد اشعار ۱۸
	صورتِ دام وہ پھیلا ہے گیسو اپنا	

دل بے تاب پہ او سوقت ہو قابو اپنا	اونکے پہلو سے جو لپٹا رہے پہلو اپنا
کس طرح ہو دل بیتاب پہ قابو اپنا	آج پہلو میں نہیں زینت پہلو اپنا
دشت میں یاد جو وہ گیسو مشکین	نافہ خود لائی مرے واسطے آہو اپنا
چھوڑا صیاد نے مجبور سمجھ کر محکو	کام آیا یہی لٹا ہوا بازو اپنا
آگ لگ جائیگی اس شعلہ کی طرح	قہر ڈھائیگا یہی ایک ہی آہو اپنا
ہر زمان رکھ کر جو سویا تھا شب و صبح گل	اب وہی سو نکھتا ہوں تکیہ پہلو اپنا

سوختہ مثل کباب آتشِ فرقت پہرِ دل
 دل کی او بھین سے خاک بچا نامحسوس
 سا مژول میں اسی بات پہ کرتا تھا غور
 سر جھکاتے ہی نظر اگیں کیا شکنیں
 جستجو میں قدرِ جانا تکی میں کھو آیا ہوں
 رخسے میرے جو ملائی ہیں وہ رخ کو دم فکر
 اونکی شوخی کی نہیں اس سے سو کوئی لیل
 مثلِ نالی سو رکھتے ہیں مرے دیدہ تر
 نزع میں خشک ہوئی دیدہ گریبانِ افسوس
 آنکھیں پھر پھر کے یہ کہتی تھیں جیت سار
 لطف ہوا برگر بار سے موتی بر سین

گرم کیون ہو نہ روان آنکھ سے آنسو اپنا
 کھولنا تم نہ مری لاش پہ گیسو اپنا
 کارگر حضرت موسیٰ پہ ہو جادو اپنا
 جامِ جم سے ہو سو اکاسہ زانو اپنا
 دل تو ہی دیدی مجھ سے دلِ لب جو اپنا
 آئینہ پر تو عارض سے ہو پہلو اپنا
 جب ہنساتے ہیں نکال تا ہر آنسو اپنا
 کبھی تھمتا ہی نہیں آنکھ سے آنسو اپنا
 دامنِ یار پہ گرتا کوئی آنسو اپنا
 میں دکھاؤں کوئی چلتا ہوا جادو اپنا
 تم جھٹک دو جو نہا کر کبھی گیسو اپنا

غزل ۵	ٹھوکرین کو وہ بیا بانکی نہ کیونکر کھاتے دل پر فاختہ نہ رہا عشق میں قابو اپنا	تعداد اشعار ۲۱
<p>دل سے اولہ کے زلف میں آیا نہ جائیگا اور ابرو تجھ سے جو شین آیا نہ جائیگا جھونکے ہواؤں میں خزانے یہ کہتے ہیں کتنی ہر ناز کی کہ وہ ہندی لگائیں کیا بس دو قدم حضور نے تکلیف کی بہت میرے گلے سے تیغ اوٹھا کر یہ کہتے ہیں مجھ زار کو گراؤ نہ آنکھوں سے اپنی تم یہ سوچ کر وہ ہندی لگاتے نہیں کبھی مانند شبہم آپ رولاؤ تو ہیں مجھے</p>	<p>اب سر سے اس پر لگا بھی سایہ نہ جائیگا دور یا مثال چشم بہا یا نہ جائیگا بس اب چراغ لالہ جلایا نہ جائیگا رنگ حنا کا بار اوٹھایا نہ جائیگا میت کے ساتھ قبر تک آیا نہ جائیگا ہم سے کیا خون بہا یا نہ جائیگا پھر مثال شک بنکاوٹھایا نہ جائیگا دل بکیسوں کا ہے جلایا نہ جائیگا لیکن گلوں کی طرح ہنسا یا نہ جائیگا</p>	

مچکود کھاؤ شعبہ سزا کھونکی رات بھر
 مجھ دل جل کر کی قبر پر تسکین کر لیے
 کچھواد و مچکودار پر منصور کی طرح
 برباد کیا کریمگی ہوا خاکِ ناتوان
 اے عشق شیبِ مین تو مٹا داغِ دل کو تو
 مثلِ شمیم ہو گا مرے دل سے منتشر
 آہو نہیں سوزِ عشقِ دل چھوٹکا جسطح
 یہ دیکھنے کی آتشِ گل کی ہر گریان
 کیوں آپ دیتے ہیں مجھ چھوٹے گلاب کے
 یہ نیچے کر مین لگاتے ہو کسلیے
 اوس شعلہ رو کی گرم مڑا جی کا ہر قول
 کیا جادو آج بھی یہ جگایا نہ جائیگا
 بادل سے ایک شک بہا یا نہ جائیگا
 مجھ سے بھی رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
 بیٹھا ہوا غبارِ اوٹھایا نہ جائیگا
 دن کو بھی کیا چراغ بجھایا نہ جائیگا
 اوس گل کا رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
 آندھی میں یون چراغ جلا یا نہ جائیگا
 اس سے تو آشیانہ جلا یا نہ جائیگا
 مجھ ناتوان سے ہوش میں آیا نہ جائیگا
 تم سے تو ایک ہاتھ لگایا نہ جائیگا
 وہ دل ہو کو نسا جو جلا یا نہ جائیگا

غزل	کہتا ہے رعبِ حُسن یہ اوس بد مزاج کا فآخر انھیں گلے لگایا نہ جائیگا	تقدیر اور اشعار
-----	---	-----------------

سنہ پر تمھاری تیغ کے آیا نہ جائیگا اگر کسیکے ہاتھ بڑھایا نہ جائیگا لاشِ رقیب سوختہ جان بھنکد گی قبر مشکل ہو اتحاد میں کھلنے پناہ بت کچھ ڈرنہیں مجھے نگہ گرم یار سے مثلِ خمار ہو گا عیان چشمِ مست سے اہو نسے داغِ دل کو نہو گا ضرر کبھی اوس حور کی گلی میں نہیں دشنی کا نام اکمد گی زلزلے سے دل مضطرب کا حال	غیر ونسے ایک ہاتھ بھی کھایا نہ جائیگا حرفِ طلبِ زبان پہ لایا نہ جائیگا یہ گرم لقمہ گور سے کھایا نہ جائیگا دل سے جگر کا راز چھپایا نہ جائیگا میرا دل فسرہ جلا یا نہ جائیگا کیفِ شرابِ ناب چھپایا نہ جائیگا مصر سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا جنت میں بھی چراغ جلا یا نہ جائیگا تربت سے میرا راز چھپایا نہ جائیگا
---	---

<p> ہو گا عیان رسد کی طرح عشق گل خان جس کا مکان ہے آپ بچائیگا وہ اسے ڈرو باہون بجز اشکِ نداشت میں تا کلمہ ہم باز آئے آپ کے ایسے سنگار سے تم کیا ہمارے طائرِ دل کو کرو گواہ ہوں عنایتِ گلشنِ فردوس کی دوست پوچھ نہ خاک گر کے نہ مین کیوں ہوں نا آں سچ ہر بدی مین کوئی کیسا نہیں شریک اوسِ شبتِ حوٰں ناک مین میں مرنا </p>	<p> پر دہن سے آنکھ کو بھی چھپایا نہ جائیگا دل سوزشِ درویشِ جلا یا نہ جائیگا اب آتشِ سفر سے جلا یا نہ جائیگا مندری لگا کے پاؤں میں آ یا نہ جائیگا اوڑتا ہوا نشانہ اوڑا یا نہ جائیگا بجلی سے آشیانہ جلا یا نہ جائیگا نقشِ قدمِ زمینِ سحر اوٹھایا نہ جائیگا انسان کو ساتھ قبر میں سایہ نہ جائیگا برسون جہان چراغِ جلا یا نہ جائیگا </p>
---	---

<p> غزل فاتحہ سے رازِ عشق چھپایا نہ جائے گا </p>	<p> الف کی بخودی مین رہی گا نہ دھیان کچھ تعداد اشعار ۳۰ </p>
--	--

کبھی نظر سے گرا کر ذلیل و خوار کیا	چہرہ صاف کے سر پہ کبھی صاحبِ قار کیا
عجبت حضور نے مجھ کو گناہگار کیا	پلا کے ساغرِ مے بھی نہ چکنا کر کیا
تڑپ کے برقِ نِزالِ درمیاں کیا	برس کے ابرنے آنکھوں کو شکنا کر کیا
خزان کی فصل کو بھی موسمِ بہار کیا	لہو سے پاؤں کے خاروں کو لالہ زار کیا
مجھی کو میری تمنائے شمسار کیا	جواب سخت سزاؤں سے شکنا کر کیا
ہمارے زرِ گل کا طبقِ نثار کیا	چمن کی سیر کو آ یا جو ایک شکر کی
تڑپ تڑپ کے مجھے بھی تو بتا کر کیا	اشارہ دل بیتاب کا ہر بجلی سے
کہ او کی نیچی نگاہوں نچل نکال کیا	نظر اٹھا کر جو وہ دیکھتے تو کیا ہوتا
کسینے یاد دہین وقتِ انتظار کیا	دہن سے جان بھی نکلی جو ساتھ ہچکی
کبھی جو نالہ سوزان تہِ نزار کیا	جلا کو تختہِ مدفن کو خاک کر ڈالا
کچھ اور آپ نے دل کو بقیار کیا	دومِ اخیر عیادت بھی کی تو پھر کیا کی

<p> ہمارا رازِ دلی اسنے آشکار کیا ہر ایک جبر تر استہنے اختیار کیا کہ ایک تیر میں قلبِ جگر فگار کیا قسم یہ بھی نہ مرا تنے اعتبار کیا لگا لگا کے گلے خوب بنے پیار کیا دم اخیر مجھے یار سے دو چار کیا زبان سے شکرِ خدا کا دم فشار کیا تباہ بادِ صبا نے مرا غبار کیا کمان کمان نہ ترا بنے انتظار کیا غضب چراغ نے ہنسکر سزا کیا رولار و لاکے مجھے تو نے اشکبار کیا </p>	<p> براہو آہ کار سوا کیا محبت میں ہمارے دل کو لیا چین کرنے کچھ پو نہیں ہے تمسا کمانہ اردو سر کوئی دیاناہ دل مجھ دم بھر کے واسطے اپنا شبِ فراق جو تصویر اونکی ہاتھ لگی یہ دوستی تری اور آسمانِ عداوت ہے فلک کے بعد بھی صابر ہر اک بلا میں نا برس کے ابر بہار نے بھی نہ روک لیا جمائینِ حشر ولی میں نا میں چشمِ براہ وہ آکے پیٹھے تھے رونے ہنسا دیا او وہ میرے جوشِ گریہ یہ مجھے کشتہ پہنا </p>
--	---

<p> یہا نہ قول کوئی دے تیر تھیں میری صد اکھڑے یہ آئی گیا جو دوڑا کے گامہ یہ تجھ سے ہر دم موت کیون تو آئی سوال و حل پہ محفل میں گایا کیون تمام رات کھلے سر پہ رویا کرتی ہو انصیب نصف ملاقات بھی مجھ نہ ہوئی وہ لیکے طائر دل کو پہنچے ہر لفتین </p>	<p> جو سمجھو تم تو بڑا ہم نے اعتبار کیا نیکو خیال مرا تو نے شمسوار کیا شب فراق بڑا تیرا انتظار کیا حضور چارمین مجھ کو ذلیل و خوار کیا یہ کسے شمع کو تربت پہ سو گوار کیا تری طرح ترے نامے کا انتظار کیا منہ کی بات ہو خود صید نہ شکار کیا </p>
<p> غزل بتوں سے لیکے جو واپس کیا نہ دل کو کبھی تو پھر کسی نے نہ فآخر کا اعتبار کیا </p>	<p> تعداد اشعار </p>
<p> ماہ کی صورت جو ہوتا ولید دماغ آفتاب </p>	<p> روایف بامی موحده چرخ چارم پر نہوتا پھر دماغ آفتاب </p>

دست ساقی میں نظر آیا یاغ آفتاب	گھڑی گھٹیا بمحو سراغ آفتاب
شبکو جو ہر دست ساقی میں یاغ آفتاب	دن کو ہو گا آسمان پر یہ چراغ آفتاب
سیری آہوں کے جو جھونکے آسمان تک گئے	شام فرقت گل کیا بیٹے چراغ آفتاب
کیون جلا کرتا ہے دنگو شبکو کیون ہو گا	داغ کیا ہر اس دل سوزا کا داغ آفتاب
آسمان پر کب شفق بھولی ہر نگام غروب	رنگ بچر کیا خزان میں بھی یہ یاغ آفتاب
رات کا دن دن کی شب عالم بالا پہ کیا	دن کو جلتا شبکو بجھتا ہر چراغ آفتاب
تیرہ بختی سو گمن میں نگ کالا ہو گیا	اب بجا ہر گر کمون اسکو میں تراغ آفتاب
ای فلک تیرا جہاں سے یہ نرالا ہر رواج	دن کو جلتا ہر ہر اک گھر میں چراغ آفتاب
دن کو رہتی ہر ترقی شب تنزل آ	داغ سوزان یہ ہمارا کیا ہر داغ آفتاب
پختہ اسکی دھوپ ہے پیڑ و نمین کچھ نہیں	سہجہ جا گر میں کمون گلشن کو یاغ آفتاب
سیکدہ ساقی یہ تیرا آسمان سے بڑھ گیا	روز و شب جلتا ہر اس گھر میں چراغ آفتاب

گرم ہوتا ہے سحر کو روزِ باغِ آفتاب	تازہ لقمہ صبحِ دم کیونکر نہ مج کو ہو نصیب
رات کو سہنے لگایا ہے سرِ باغِ آفتاب	زلزلتِ مین وہ عارضِ و شرِ نظرِ آہن
نور سے مملو نہ کیونکر ہوا باغِ آفتاب	یہ پیالہ بادۂ حُبِ علی کا ہے پیہ
گھر میں ساتی کے پھلا پھوٹا باغِ آفتاب	ہے مے گلگونِ احمد دائۂ انگور کی
اک مرادِ باغِ جگر اک ہے چراغِ آفتاب	سارِ عالم میں انجینِ نو نئی چھپائی ضیا
آسمان چاروں ہین گویا چار باغِ آفتاب	اک گلِ خورشید کی بوسے رہتی ہیں یہ
گل ہو اسی ہونہیں سکتا چراغِ آفتاب	تین فالو سین فلک کی ہر حفاظت کیلئے
پنبہ مینا نہ کیونکر ہو دماغِ آفتاب	شیشہ گردون بھگا بادۂ نور و زک

غزل	داعِ سوزانِ مین نہ کیوں فخر اثر ہونہر کا سبزہ بیگانہ کرتا ہے سرِ باغِ آفتاب	تعداد اشعار
	ردیف تائے فوقانی	

وہ بولے بہر وصل نگر گفتگو بہت	اترا گیا ہر منہ کے لگانے پہ تو بہت
گلزار و دشت و کوہ مین کی جستجو بہت	ترسانہ اب تو دید سے اسی ناہر و بہت
آپ گھر کی حرص کی گراہی خدا پرست	ہے آبرو کے واسطے آپ وضو بہت
باتیں بھی اوسکی اور کو گانے سو گم نہیں	قدرت خدا کی ہر وہ صنم خوش گلو بہت
اسی موت ایک دم ٹھہر آ کر کوہر وہ شوخ	ہنگام نزع وید کی ہے آرزو بہت
سیراب کر دو بہر خدا جلد قاتلو	پیا سنا آپ تیغ کا سو کھا گلو بہت
یہی تجھے ہے جان تو لیلے فرماں	کیون در و قلب آج ستا تا ہر تو بہت
بوسے کی قبل و قال پہ بولا وہ تند خو	اب کیجیے نہ آپ ذرا گفتگو بہت
اگر دے میری طوق یہاں عشق دور کر	قمری کی طرح اب نہ پھرا کو بکو بہت

غزل ۱۰	اوس بد مزاج سے کہیں فخر بگڑ نہ جائے	تعداد اشعار ۹
	تکرار دیکھو خوب نہیں دو بد و بہت	

ایر آسمان یونانی این سیر عدد و بہت	ہر روز و شب ہر درپے آزاد تو بہت
کیا وصل کی کروں ہو ہر آرزو بہت	ہر خو و بد مزاج ہے وہ تنہا تو بہت
دور و فراق کی نہیں تجھ سے سوا دوا	ایر موت تیرے آئین کی ہے آرزو بہت
دل سے زیادہ وہ رگ گردن ہے تیرا	مینے کی دور دور غربت جیتو بہت
وہ دلربا تو خیر سے یادش بخیر ہے	تڑپا رہی ہر گج کیوں ہی برق تو بہت
کیونکر نہ جاسے زکر کے یہ مثنوی جان	اہل و دل کے دوست ہیں کم اور عدد بہت
اک بات ہی میں ہو گیا مطلب و امرا	مجھ سے کبھی نہ اونسے ہوئی گفتگو بہت
نکلی ہوئی زبان ہر دہک سیام کی	ہر تیغ ترک نشہ خون گلو بہت

غزل	کیونکر فراق دوست میں یدون نہ اپنی جان	تعداد اشعار
	فاخر وصال کی ہر مجھے آرزو بہت	
	روایت ثنائے مثلث	

دھرو نہ مفت کرا حسان کا سر پہ بار عبث
 لحد پہ میری نہ آیا وہ شہسوار عبث
 پھر ہی گلے پہ نہ تیغ ادا یا رعبث
 ہسا ہوا ہون میں خود آپ آسمان کا
 کلیجہ تھام لیا باغبان کے امی گلچین
 وہ جانتے ہیں ولایہ بہانہ کرتا ہے
 کسیکے یہ سہو میں اور نہ ہون گزشتہ ملک
 فراق میں گل رنگین میں خوار آنکھوں میں
 کبھی نہ آیا گا وہ بیوفا عیادت کو
 نہ پہونچی خاک ذرا بھی کسیکے دہن تک
 پھنسے وہ آپ ہی آخر کو دام الفتن

دم اخیر عیادت کو آئے یا رعبث
 تباہ باد صبا کیا غبار عبث
 خدنگ نازنے دل کو کیا نگر عبث
 دوبارہ دیتی ہو تو امی زمین فشار عبث
 گلوں کو ہاتھ سے تو نے دیا فشار عبث
 ہوا ہے درد جگر میں تجھے قرا عبث
 بتو کے عشق میں اول ہو بقیرا عبث
 دکھا رہی تماشائے مجھے بہار عبث
 دم اخیر ہے آنکھوں کو انتظار عبث
 مرا ہوانے پر نشان کیا غبار عبث
 ہمارے طائرِ دل کا کیا شکار عبث

نشان بھی ظلم فک سے مٹے گا ورنہ	بنایا آپ نے مظلوم کا مزار عبث
کسی کا دل نہ تنگ کوں کے ساتھ جل جا	جلایا کس نے چرخ سر مزار عبث
وہ آتے جاتے اوٹھاتے ہیں نچوڑ کا	بنایا کو چہ دلداریں مزار عبث
غزل ۹۹	لگائی تھمت دزدی دل حسینوں نے مٹا جہان میں فخر کا اعتبار عبث
	لقد ادا شمار
	ردیف حیم
ہوں کیون نہ بحر طبع کی نہ زبان معج	میری زبان ہر شستہ و رفتہ زبان معج
جز شور آئے خاک سمجھ میں بیان معج	باہر نکل پڑی ہر دہن زبان معج
دریا کی طرح جوش طبع کا شیب میں	ہیں جھریاں پڑی ہوئی تن پر زبان معج
گریبان جو ہم سے دشت میں یارو کین	ہوں نقش پا جناب تو جادوی زبان معج
ہنگام جوش فکر کے کیا زبان مری	لیتی نہیں قرار ہوا میں زبان معج

<p> لینا اضطراب میں آج امتحان موج دل بیکار ہو گیا میرا بسان موج ہوا اور بھی سوالپ دریا نغان موج رکھتی اگر کلام کی طاقت زبان موج گر چاہے وہ جہانچہ خود مکان موج گرداب کے دہن کچلے ہو زبان موج نابود میری طح ہو یا رب نشان موج جیسے ہوا کے پیچھے رواں کاروان موج ماہی کے طعم سے نہیں واقف زبان موج </p>	<p> اے بحر کم رہے نہ دل بیکار سے ساحل پر یاد وہیم خوبی جو آگیا بہ بہ کے اشک شور جو دریا میں آگیا کس دیتی حال صاف مرا اضطراب کا ہو ظالموں کے بھی دل مظلوم میں جگہ ہو چشم نم کے واسطے مژگان ترضو سوچو نسے پھوٹ پھوٹ کتنا ہی حجاب لہرو نہ لہریں ڈھکتی ہیں یوں بحر عشق کی ثابت ہوا اضطراب میں کیا لطف و لطف </p>
---	--

تعداد اشعار ۲۴	<p> جاری ہیں اشک شیشہ دل کی صدا نہیں دریا رواں ہے بند ہے قاتر زبان موج </p>	غزل
----------------	--	-----

دل ہے شکستہ خاطر ناشاد کی طرح	باتون میں میری درد ہو فریاد کی طرح
باغ جہان میں کب ہو نین آزا کی طرح	تھامے زمین پاؤں پر شمشاد کی طرح
چمکون اگر میں بلبل ناشاد کی طرح	پھر شور و مزہ بھی ہو فریاد کی طرح
میتا نہیں ہیں کیسے کیا کی طرح	جھکتا نہیں ہوں خنجر فولاد کی طرح
اونکو ہے فکر صید جو صیاد کی طرح	نالہ میں دل کے بلبل ناشاد کی طرح
گرہ حال درد دل میں لکھو انوس کی طرح	پیدا صریر کلک ہو فریاد کی طرح
باغ جہان میں قید ہوں مثل شمیم گل	میں زار بھی اسیر ہوں آزاد کی طرح
اوٹھا بگولہ کوئی جو گلشن کی خاک کا	کھینچا آسمان پر شمشاد کی طرح
مثل خرم جو شیخ اذان دیر میں بھی دے	ناقوس کا بھی شور ہو فریاد کی طرح
گردن پہ ہاتھ بھی ہو روان ساتھ کچے	بیدار مجھ پہ کھیچے بیدار کی طرح
کستے ہیں وہ جواب میں کتنا نہیں جو میں	تیری زبان دراز ہو آزاد کی طرح

تنگ آکے سیر شور و فغانے یہ بولادہ
 گلزارِ داغِ دل بھی آرم نہیں کم
 برقِ جمالِ یار کی تصویر کھینچ لون
 ہر آہ میں نکلتے ہیں تیرے سر
 دشتِ جنون میں خار بھی سپا کہو گزین
 بلبیل وہ ہوں کہ دوست بھی ملے عروا
 آوارہ دشت وہ ہوں کہ خار و لکاؤں میں
 اے سرو قد تھاری یہ ضرور ہے
 اقلیمِ عشق میں کوئی عاشق نہیں رہا
 ارمان میرے قلب شکستہ میں کیا ملے
 سختی غم کو تیشہ غم سے کرو لگاٹے

فریاد آپ کیجیے فریاد کی طرح
 پنهان نہ کیوں ہو گلشنِ شدا کی طرح
 کب سست ہوں میں مانی و بہار کی طرح
 آتش بھری ہر کورہِ حرا کی طرح
 خون پی لیا ہے ~~سیرِ فضا~~ کی طرح
 دشمن ہے باغیان بھی یہاں کی طرح
 سخت آبلہ ہیں بغیہ فولا کی طرح
 اکڑا و جوان باغ سے شمشاد کی طرح
 ویران شہر ہے عدم آباد کی طرح
 خود بے نشان ہے مرقعِ برباد کی طرح
 کھاٹو لگا کوہِ پیرین سرِ باد کی طرح

شوخی نقش پاکو وہ کہتر ہین دیکھ کر	ہین پاؤن میرے خامہ ہزار کی طرح
عزل ۲	فاخریہ سب ہے آپ کی تعلیم کا اثر شاگرد بھی جو ہو گئے اوستاد کی طرح تعداد اشعار ۲۹
کب خار غم ہے نشتر فضا کی طرح اونکے گدگدانا بھی بیدار کی طرح غربت پہ میری دید نہ بخیر رو دیے وہ کیوں نہ میرے بلبل کو کرین اسیر سر چھوڑون جا کر سنگ ریا پر اگر گو خاک ہو گیا ہوں بہ ہون قاتل قریب پھولا پھلا بہار و خزان میں یہ کبھی شالو نہ گیسو و نکو نہ بکھرے حضور	بر مارا ہے قلب کو خزاں کی طرح فاخر صد آخندہ ہو فریاد کی طرح آہن ہے سخت کبل صدا کی طرح ہے شوق صید خاطر صیاد کی طرح ہو جوی خون روان سر فرما دی طرح کشتہ کرد لگا کشتہ فولاد کی طرح کیا خیال رزد و بھی ہے شمشاد کی طرح رکھے نہ دام ووشہ صیاد کی طرح

<p>مین پانگل ہوں باغین شمشاد کی طرح ہو سامنا نہ سہت کا شاد کی طرح عیسے بھی میرے حق میں کیا جلا کی طرح ایراد کرتا ہے تو کرا ایراد کی طرح ابرو پہل ہے خنجر فو لاد کی طرح ظالم ہے کون اس ستم ایجاد کی طرح خالقی یہ فن ہر حسن خدا داد کی طرح ہے رنگ لالہ شعلہ فریاد کی طرح زند ان غم سے دور ہیں زاد کی طرح پھیلائیے نہ دام کو صیاد کی طرح بر باد کر فلک نھین بر باد کی طرح</p>	<p>ٹالے سے باغبان کچ ٹلتا ہوں کب بجلا ڈرتا ہوں باغ کو چہ جانا کی سیر سے آٹے ہین کو سننے لب جان بخش یار پر بے سمجھے بوجھے غیر یہ کیوں معترض ہو تو تیوری چڑھا ئین وہ تو کیوں کراٹن کرتا ہے ظلم و جور وہ مجھ پر نئے شاگرد وہ کسی کا نہیں مکر و کید میں بیل کی آہ گرم سے چکین نہ غنچ کیوں سور عیش و وصل میں تہہ ہین و دوش کچھ ایسے نہ گیسو و نکو بہر مرغ دل رقہ کا مہ مٹوئی نشان تک ہر نہ کچھ</p>
--	---

روشن ہر سینہ کو رہِ خدا کی طرح	دماغِ دلانِ جگر سے شرارے بلند ہن
ہے بنگِ رنگِ شورشِ فریاد کی طرح	ناملہ کنانِ غریب جو اک قافلہ میں ہے
دے گا وہ آبِ ودانہ بھی صیاد کی طرح	اگر ہے صغیر و مول جو لگا ہین کوئی
کرنا نفسِ مین بند نہ صیاد کی طرح	پالو جو پالتے ہو رامِ رخِ دل مگر
شورِ شکستِ غنچہ ہے فریاد کی طرح	فصلِ بہارِ جاگو ہو ہر آمدِ خزان
وہ کی ہے آگِ کورہِ خدا کی طرح	سینے میں شعلے سوئے نفس سے تیز ہن
خلقتِ ازل سے دل کی ہر شمشاد کی طرح	کیون ابتدا سے یاد نہ اوس ہر وقت کا
چلتی ہر سالسِ خنجرِ بیدار کی طرح	کیون نہ کرے نہ آمد و رفتِ نفس سے خلق
آوازِ ہچکیو کی ہے فریاد کی طرح	ہے وقتِ احتضار نکلتی ہر تنِ سحر

غزل	فانِ زلِ شکستہ سے مج کو یہ خوف ہے
	ہو منہم نہ حسانہ ہر باد کی طرح
	آئندہ اداس ہمار

روایت خاکے مجسم

<p>ہر ایک تری بات ہر ماہ لقا شوخ اٹھکھیلیاں کرتی ہوں آتی ہر چین زلفین جو بنائیں گہڑا جاتی ہیں اونکی اٹھلائی ہوں کیوں یہ چلی میرے گلے پر شوخی سو کسی رخ پہ پریشان کیے گیسو کیا وحشیوں نے آنکھیں بچھائی ہیں زمین کیا ہر کسی محل میں کوئی غیرت لیلے خطیں کہن بھیج ک کہیں سبکی ہے عبادت بے جان لیے آکے پٹ جاتی ہر بار باتوں میں سار و نہیں دے کر تو ہیں سہل</p>	<p>انداز واداد لہری و شرم و نیا شوخ اوس شوخ کے مانند ہر کیا باوصا شوخ بچ ہو کے وہ کہتے ہیں کہ کیا ہر یہ ہوش نازک وہ کلائی ہو تو ہر تیغ جھا شوخ مانند صبا کی ہر مری آہ رسا شوخ ہیں دیدہ آہو سے نشان کھنڈا شوخ اس قافلہ میں آج ہر کیا بنگار شوخ تحریر بھی اوس طبع مانند ہر کیا شوخ معشوق کے مانند ہر کیا میری قضا شوخ ہے رنگ طبیعت کی طرح تیغ ادا شوخ</p>
--	--

<p>اوں نیچی نگاہوں کی کیے قلبی جگر خون گل کرتی ہو جاتی ہوئی شمعوں کو جگر کی سرکٹ کو تم شوق سے ہاتھوں میں ملو خون ظاہر ہر سچ کچھ اور تو باطن میں کچھ اور</p>	<p>کس طرح کو میں ناوک انداز واداشوخ ہا لا ک ہے کیا تر کی کتنی ہو ہواشوخ اس رنگ کے آگے ہر کمان رنگ خاشوخ ہے طبع دورنگی میں تری مثل خاشوخ</p>
<p>غزل ۱۳۱</p>	<p>بالونین ہنسی کی جو چھپا دیتا ہوں اوں کو اور وں سے یہ کہتے ہیں کہ فاختہ بھی ہو کیا شوخ تعداد اشعار ۱۵</p>
	<p>روایت وال مصلہ</p>
<p>ستم و جور سے ہے نام و نشان صیاد خاک بجلی سے ہو جل جگہ مکان صیاد جان گویا ہر مری روح روان صیاد بیل سوز بھی جلا یا ہر شہن کو ترے</p>	<p>عند لیون سے ہو آباد و مکان صیاد یا الہی نہ رہے نام و نشان صیاد میں نہ ہوں گر تو نہ ہو جسم میں جان صیاد پھونکے آتشیں آہو نسو مکان صیاد</p>

<p> فرج مجبور جو کہ خود اچال لئے اوسکی کھولتا ہی نہیں کھڑکی کو قفس کی یہ کبھی نام میرا ہی یہ دنرات چپا کرتا ہے ہوں وہ بلبل کہ مری موت فساد ہو جا ہمصفیرون کا صد آمری ہتا ہی حجوم جب میں جانوں کہ ہر پاکی محبت ہوتی و فتران غم بلبل کو بہم کیا یہ کرے آشیانہ کہ اب یان لگاؤ بلبل جب نہ تب دیکھو اسیر و نہ چھا ہوتا ہے عند لیون کے ابو کا یہ غضب بیا سا ہو </p>	<p> مین وہ ہوں بلبل شیدا جو ہر جان صیاد بر ہی رہتا ہی صدر انجھپہ گمان صیاد آشنای سے میری ہر زبان صیاد داستان میری رہو و در زبان صیاد میرے ہی دم سے ہے آباد مکان صیاد ساتھ ہونا کہ بلبل کے فغان صیاد مثل وراق پریشان ہر بیان صیاد آج کل باغ مین بتا ہو مکان صیاد قطع کر دے کوئی قینچی سر زبان صیاد منہ سے باہر لکال لی ہے زبان صیاد </p>
--	--

غزل ۱۶ اب ٹھکانا ہو کمان باغ مین اپنا فاختہ تعداد اشعار

باغبان بھی مراد دشمن ہے بسان ضیاء

رویت ذال معجم

ہاتھ آیا نہ مرے واہ مقدر کا غد

نام کا میرے جو بھیج مراد لبر کا غد

سشغلہ ہو گا انھیں سے شب تنہائی میں

خود گلا کا ٹکڑا میری لکھا اوسنے

خط جو اک غیرتِ بقیس کو لکھا بیٹے

نامہ بر کو دیا کیا خوب مر خط کا جواب

غم میں دس سیم بد کہ جو ہوا میں گریان

اوڑکے جائیگا خطا ہونکی ہوا میں تک

نامہ ہر ایک کے بعد ایک روان کرتا ہوں

قاصد آیا بھی توستے میں گرا کر کاغذ

رکھوں آنکھوں پہ کبھی اور کبھی سر پر کاغذ

پڑھ کر رکھ رکھ دے مینے تہ بستر کا غد

نامہ ہر ایک کے چلا ہاتھ میں خنجر کا غد

لیکے ستار میں جاتا ہر کبوتر کا غد

پرزے پرزے کیا اوس شوخ نے پڑھ کر کاغذ

درفشان ہو گیا اشکو نشہ مقرر کاغذ

نامہ ہر ایک کے نہ جا نہ کبوتر کا غد

بھیجے جاتا ہوں بعد شوق مکر کاغذ

<p> چھوٹا دس عارضہ نوز کی جو پڑھنے میں پڑی ہوں وہ گناہ کہ ملتا نہیں قاصد کو پتا خیر قاصد کی ہو یہ خواب برادیکھا ہے پھر خواب خط اغیار کا دنیا کیسا لب لگا کر جو غافہ کو کیا بند اوئے </p>	<p> ہو گیا ہاتھ میں آئینہ سکندر کا غنہ لیے پھرتا ہوں مرے نام کا درور کا غنہ خونین ڈوبا ہوا لانا ہے کہوتر کا غنہ دیکھتے ہی نہیں وہ آنکھ اٹھاتا کہ کا غنہ بس کے آ یا صفت برگ گل تر کا غنہ </p>
--	--

<p> غزل ۶۶ آپ ہی ہو گیا حق میں مگر مہر کا غنہ </p>	<p> در تک و سکے میں گیا خاک کے پتے سے قاتر تعداد اشعار ۲ </p>
---	--

<p> رویت رائے مملہ </p>	
---------------------------------------	--

<p> پاکین وہ جگر و قلب کی راہیں کیونکر وہ تو غیروں پر مرین ہم اونچیں چاہیں کیونکر تیر بن بنکر لڑیں اسے نگاہیں کیونکر </p>	<p> گر لگائیں تیر سی وہ تیز نگاہیں کیونکر اک اکیلے ہیں الفت کو بناہیں کیونکر یار کی پیش نظر کھینچوں میں آہیں کیونکر </p>
---	--

<p> بند ہو جائیں گی تاثیر کی راہیں کیونکر ہاتھ سے تمام کے مجھ سے یہ لیلیٰ نے کہا اُف تلک منہ سو نکلتی نہیں بیارون کے گر گئیں یہ جگر دل میں سنا تو نکلی طرح دل بھٹکتا ہوا پھرتا ہو مراد سے سنے لے الفت کو مری ہنسکی یہ فرماہیں اختیاری یہ محبت نہیں تے و ا شد دل سنبھا لونہ اگر نام بدل دون اپنا سانس کے ساتھ ہوا بنکے یہ جائیگی ضرور راہبر کو بی نہیں پہلے پہل جاتا ہوں ہمسے عاشق تو ہزاروں ہیں کیلہ دم میں </p>	<p> دل دکھائیں کی غریبوں کی نہ آہیں کیونکر پروا حمل کا اور اُڑاتی ہیں کیاہیں کیونکر شدت درد جگر میں یہ کراہیں کیونکر ہو گئیں چار مرے اونکے لگاہیں کیونکر کو چہ زلفت کی معلوم ہوں آہیں کیونکر سہیں چاہیں نہ اونچیں جب تو وہ چاہیں جان ہی جا رہا ہمارے تو نہ چاہیں کیونکر دیکھوں کرتی نہیں تاثیر آہیں کیونکر دل میں اوسکی نہ رسائی کریں ہیں کیونکر واوہ عشق کی بلجا میں گئی راہیں کیونکر کس سے کس سے وہ محبت کو بناہیں کیونکر </p>
--	--

دل سے آئینگی لبوں تک سر آہن کیونکر	نا تو انی سو تو آئی نہیں تا گوش صدا
پھر مین دیکھوں کہ ٹپتی ہیں نگاہیں کیونکر	چار آنکھیں ہوں تو سیدھی سے تقدیر میری
میٹھی میٹھی نہ مزادین وہ نگاہیں کیونکر	نشرت دید سے بیمار مین جان آتی ہے
آہن کیونکر کر مین بیمار کراہیں کیونکر	ضعف تو سانس بھی لینے نہیں تیا او کو
منین معلوم پھر مین ونکی نگاہیں کیونکر	مجھ سے برگشتہ مقدر کو بھی کھٹکا ہے ہی
دیکھیے اوٹھتی ہیں نہی وہ نگاہیں کیونکر	آفت آتی ہے کہ فتنہ کوئی ہوتا ہے بپا

جان دینے کو یہ موجود ہے وہ ڈرتے ہیں	غزل ۶۷
تعداد اشعار ۳۷	مثل فاخر کے رقیبوں کو وہ چاہیں کیونکر

ہے تاج صورت ہر ہر سر کیوتر پہر	ادب سے نامہ بلقیس لیچلا سر پر
پڑی ہیں جھایاں آئینہ سکندر پر	غبار خطا ہے یہ کب وس رخ منور پر
بھوون کی یاد مین آئے چلا کی سر پر	سڑپ تڑپ کے کٹی رات ساری بستر پر

فلک سے سنگ گرے بازو کی کوتر پر	روان کیا ہو خطِ شوق و دوشِ مصر پر
بندھا ہو اوس شہرِ خوبان کا نامہ بازو میں	گمانِ بالِ ہما ہے پر کیو تر پر
لبون پہ اون کی کب لڑہیں ل ہزاروں کے	ہجومِ تشنہ لبوں کا ہو نہر کوثر پر
جبیں سے اپنے یہ کسے چٹرائی ہو نشان	پڑے ہو ہیں ستارے لحد کی چادر پر
لکھت اہل صفا بھی پسند کرتے ہیں	اتو ہے لہر کا آبِ رواں کی چادر پر
لہو مرا ہو نہ خونِ رقیب میں شامل	وہ تیز کرتے ہیں تیغِ دودم کو پتھر پر
کریم و امنِ رحمت تو چھپا لینا	نہ فاش پردہ عصیان ہوا اہلِ شہر پر
اثر دکھائے فرا بھی جو بقیہ اری دل	کلیجہ تھامی ہو آئینِ خود مرے گھر پر
غرض نہیں مجھ مشاطہ کی خوشامد سے	ہے وصلِ یار فقط منحصرِ صفتِ دل پر
شبِ فراق میں بچر کی کون صورت	پہاڑ ٹوٹ پڑا غم کا جانِ مضطر پر
شگفتہ ہو گئے گلہا زخمِ اشکو سے	گمانِ ابر بہارانِ ہر دیدہ تہ پر

حسرتِ حسینِ جهانِ کا نظار کرنا

زمین کو زلزلہ آیا جو بقرار ہوا

مربعِ حجر کی کوئی خبر نہیں لیتا

تصویر لبِ جانا نہیں چشمِ پرہم ہے

جو دیکھا دور سے سمجھے وہ میر نامہ کو

زمین میں آج کڑھین بغیر فرشتہ کو وہ

جو نامہ اس شہِ خوبان کا لیکے آیا ہے

یہ کون میکیش رنگین مزاج آئے گا

عوضِ جواب کے پرزوی اور ٹکانامہ کے

امیدِ شیشہ و خم کیوں ہو بادہ خوار و

تڑپ تڑپ کے دل بقرار نے میرے

یہ رشک ہوتا ہی آئینہ سکند ر پر

اوٹھا لیامے نالونِ آسمان سر پر

تڑپ رہا ہوں اکیلا پڑا میں بستر پر

کھڑی ہے حورِ یس جامِ حوضِ کوثر پر

دبا کر لاتا ہر منقار میں کبوتر پر

سدا جو زلیست میں تکتے نرم بستر پر

کئی ہے سایہ ہمال کا کبوتر پر

کیا بہار نے مینا گلوں کے ساغر پر

پھر آئی اولٹی چھری گردنِ کبوتر پر

پھر الی آنکھ ہر ساقی نے ایک ساغر پر

گرانیِ حنہ سے بجلی لحد کے پتھر پر

مرض کو عشق کے گرد ملا لے کھویا	گمان خاک شفا ہر دل مکدہ پر
چٹک چٹک کے جو ٹکڑے لہر کے اوڑھائیں	اثر یہ سوزش دل نو کیا ہر پتھر پر
شب وصال گریو تھو جو اونچی فشانکے	وہی ستارہ چمکتے ہیں پیر بستر پر
یہ جا بجا نہیں خونِ بابِ شک کی چھٹی	بچھے ہیں گل گل قالین کی طرح بستر پر

غزل ۶	نویذ سلطنت وصل یار لایا ہے	تعداد اشعار ۳۹
	گمان ہما کا ہے فخر مجھے کبوتر پر	

اثر محبت زرنے کیا ہے پتھر پر	پڑا داغ درم بھی دل تو گرہ پر
خط اضطراب میں لکھا ہر مینے بستر پر	شکن یہ فرس پہ پایا میں خطوط مستر پر
نظر کے پڑتے ہی ظاہر ہو عشق دلبر پر	لکھا ہے خولے نامہ پر کبوتر پر
خطر قریب دھڑے جو کیے جاوے	گراؤن آہ کی بجلی سر کبوتر پر
ہمارے خط کے تصور میں واکاں لگنے	لگا تیر ہوئی پر کبوتر پر

سنون ہی خاک کی تھی وہاں بہت مین مین
 یہ اک حسین کا دل سخت مین تصور ہے
 جواب خط مین سبب کیا جو اتنی دیر ہوئی
 ہمارے خون سے سیراب کر اسو قاتل
 پلٹ کر کوچہ جانا سے پھر نہیں آیا
 خبر یہ قیس کی لیلیٰ کو دی بگولوں نے
 تمام رات تڑپنے کو یاد مرثوگان مین
 مقصودِ دردِ ندان مین چشم حیران ہے
 اسی سے پوچھ لے فسادِ حالِ حشر کو
 کیا سبیل جو قاتل نے فی سبیلِ سر
 سمجھ کے خاک کا تو وہ اسی پر مشق کرو

غبار بار گر ان یوں ہے جسم لاغر پر
 جڑی ہے یار کی تصویر مینے پتھر پر
 روانہ اور کبوتر کر وں کبوتر پر
 پڑھیں پیاس کا ٹھوڑا بانِ خنجر ہے
 کوئی بجوگ پڑا راہ مین کبوتر پر
 اوڑا رہا ہے بیابان کی خاک دھس رہا
 بچھایا خار کا بستر ہے اپنے بستر پر
 صدف کی ناؤ ہے ستادہ آبِ گوہر پر
 کہ داستانِ جنون ہر زبانِ شتر پر
 گرے مین دوڑ کے پیاسی بھی آبِ خنجر پر
 لگاؤ ناوکِ مرثوگانِ دلِ مکر رہا

<p> ہے شہ کے در و جگر کا اثر صبح تک ہمارے مانع جگر سوز پر نہیں بھاتا گلی بنا کے روانہ کیا ہو اوس گلپس اسی سے غزہ حسینوں کو ہر بلوچ مجھے یہ آبرو اسو فیضانِ چشم نے بخشی اوس سے اوس شہِ خوابان کو جوشِ الفتیں رہ نہوگا کبھی بکسیوں کی آنکھوں میں ہو عشق بت دل سنگین برہمن کو تو ہو دم وصال جو لٹوٹا تھا اوس گل کا مار یوہن روانہ کیا سوئی یا ر جلدی میں زمین کو چہ جانان فلک سے لڑتی ہے </p>	<p> شکن جبین پر چرخِ سیرین پڑی ہیں بستر پر پڑا ہے لکڑا بر آفتاب محشر پر دبے ہیں خون کے چھینٹے پر کبوتر پر اوٹھا کر آئینہ بھیکوں رخ سکندر پر ہمارے اشک کا پانی پھر گواہ رہے لکھا ہے مطلبِ دل شہ پر کبوتر پر دعا قح لکھی ہر معانِ کساغر پر صر زینین ہے کہ تھر گرا ہی پتھر پر وہی مین پھان بھاتا ہوں دُز بستر پر فقط وصال ہے لکھ کر پر کبوتر پر نگاہ پڑتی ہر دُز و نکی چشمِ اختر پر </p>
--	---

<p> لکھا جو خواب میں نامہ خیالِ قاصد سے بسرِ شراب میں ہوتی ہر بادہ خواروں کی ہوا بھی اب نہیں جارو پکش جو برکت جہان میں رختِ سفر بھی نارِ یونکو لیے دیا ہر رنگِ مکر خونِ زعفرانی سے کسی کے کام نہوت پس فنا آئی بھون پہ بال پر تھو تھو قلب بھی ڈالی ہمارا خط جو کیا لیکے فوج کر ڈالا رسائیِ شام و سحر کیا ہو تیر و تجتو کی کرین شہاب میں کشتہ بخونِ دابر و ہو اسے بال جو بھکرے ٹکڑیاں شانہ </p>	<p> روان کیا وہ ہوا پر کبوتر پر جہازِ عمر روانہ ہے آتش تر پر بچھی ہے گرد کی چادرِ لحد کی چادر پر کھلا شعلہ آتش ہے شمع کے سر پر چھڑانا سونیکا پانی بھی آبِ خنجر پر اک آئینہ بھی نہیں قدرِ سکندر پر اک در کاٹھی پہ کاٹھی چڑھانی خنجر پر غضب کیا یہ ستمِ سیربان کبوتر پر کہ مہر و ماہ کا پہرہ ہر یار کے در پر ہے دوہری بازو ہوا نیکی و نکی خنجر پر بہت وہ زنج ہن جو قابو نہیں ہر مصر پر </p>
---	---

غزل ۶	نہر مریض محبت کی کیا کہوں فاحشہ مثال تکیہ کے سجیں پڑا ہے بستر پر	تعداد اشعار
بہانہ فتنہ و مین چشم سے لہو ہو کر نسیم آہ رقیبان سے منتشر ہو گا عدم میں اونکی کمر کا نشان ملنے لے خوشی سے کھاتی ہیں تلوار میں چاقو کی ہوائے صبح کو مجھ زار کو تباہ کیا دم ہفت جو کشش کی دل پر امان لے حریص بادہ یہ پیخان سو کہتے ہیں وہ آئی دلی طرح اور گئے قضا کی طرح غنا سر دل نہ ہمارا ہوا پری بیچین	غم فراں رہا دل میں آرزو ہو کر دلوں کا راز کھلے گا گلوں کی بو ہو کر چلا ہوں دھڑکے سرگرم جستجو ہو کر جہان سے اوٹھ گئے جاتناز سرخرو ہو کر رہا میں باغ میں شب بھر گلوں کی بو ہو کر رہا ہے قلب میں پکان گلوں کی بو ہو کر شکم بھرے گانہ دس جام سب ہو کر ہلاک دوسرے ہو گیا عدو ہو کر اثر صدا میں نہ پیدا ہو خوش گلوں ہو کر	

<p>زیادہ اور بھی بگڑے وہ گفتگو ہو کر گئے جو آہ کر جھونکر کنارے ہو کر چھری گلے پہ سر پھر دھرو ہو کر کھٹ چھینٹ نہیں رہے ماسرو ہو کر صبا جو باغ میں کناری جو ہو کر لہو نہ دلیں صرف آرزو ہو کر قباعی جسم کی زیت بڑھی اُلو ہو کر</p>	<p>خیال تھا مجھ باتو نہیں میں سناؤں گا جہاز آگئے طوفانیں شتیان و بین اٹھاؤ ہاتھ تم اب دستی والفت سے وہی سین ہر جسمین نہ عیب ہو کوئی شگفتہ صورت گل باغ باز کا قلب ہوا یہ میزبان بھی کوئی دم کا آپ ہر زمان پسند کیوں نہ گدا کو ہوتی نقشِ حیر</p>
<p>غزل تعداد اشعار</p>	<p>غم و ملال ہوئے تھے جو ہجر کی شب میں رہے ہیں وہ دل فاخر میں آرزو ہو کر</p>
<p>میں کو پیار میں پہنچا ہوں کو کیو ہو کر زبان بند کہیں ہو نہ رو برو ہو کر</p>	<p>رہا تباہ مینوں گلونکی بو ہو کر ہوس گلہ کی مجھ تو ہو دو برو ہو کر</p>

کمر و حلال نہ مہندی لگا کر مانتھو نہ
 نکلتے یہ تو مہر بجان بھی نکل جاتی
 قفس میں کیونچھ صبا و کامین شکر گزار
 جو دل میں کچھ نشاط و سرور پیش کی بھی
 رولار کا کیا تیر غم نے یوں افکار
 اجل نے وہ سلیمین پھر مجھ کو چھوڑ دیا
 ہماری روح کو اک ات ہو گا قریب
 تنک مزاج بد خو سے خوف ہے مجھ کو
 ترقی خط عارض ہے اونکی آنکھوں سے
 ہماری حق میں ہوئی زہر باد ماہ و شان
 شب فراق میں لگی مراد بر آئی
 خنایہ زنگ لائے کہیں لہو ہو کر
 کہ دل میں حسرت و ارمان کچھ لہو ہو کر
 نگاہ لطف و عنایت کے عدو ہو کر
 رہے وہ حسرت و حرمان آرزو ہو کر
 بہا ہوا آنکھ سے اشکو نین ل لہو ہو کر
 یہ کام وہ سب سے بڑھ کر کیا عدو ہو کر
 بیگی او سکا گل و گوشین ہو ہو کر
 ملا ل اور سوا ہونہ گفتگو ہو کر
 تنویر سبز نہ کیونچھ کنارہ جو ہو کر
 دوبارہ زخم جگر بھٹ گئے رفو ہو کر
 اگر یہ دم ہی نکلا ہی آرزو ہو کر

کھلے پہ پھرتے ہی خنجر کی سانس قطع ہوئی	کٹا ہے تارِ نفس بھی رگِ گلو ہو کر
رہی گی روح ہماری انھیں سینو نہیں	رگوں میں تنکے لو اور گلوں میں بو ہو کر
کلیجہ پٹ گیا میرا تونکی باتوں سے	لو جگر کا بہا خون آرزو ہو کر
شیم زلفت یہ لیکر کمان کمان گئی	صبا اب آئی مرے در پہ چار سو ہو کر
یہ بے سبب نہیں آنکھوں سے اشک سہج رہا	بہا ہوا بلبلہ دل مرا لو ہا سو کر
ہمارے دل سے جو نکلا غم فراق کبھی	رہا وہ دل میں سینو کی آرزو ہو کر
بکاڑا کام مرا اولیٰ سیدھی باتوں نے	خفا وہ ہو گئے کچھ اور گفت گو ہو کر
دل نزار کے دل کی امید برآئی	بسا ہے گیسو پر مشکین میں جا کر ہو کر

غزل	نصیب ہم کو گلو نکا ہو وصل تب فآخر	تعداد اشعار
	فنا یہ روح ہماری اگر ہو . لو ہو کر	
	روایف زائے معجز	

<p> نہ نکلی خوف سے بسمل کی آواز اثر رکھتی ہے آہ دل کی آواز یہ آتی ہے کسی بسمل کی آواز سنا پھر تو اسے قاتل کی آواز نہ سمجھا میں لب ساحل کی آواز ہوئی رہبر سگ منزل کی آواز سنی مہول نے عامل کی آواز بجک ہے خود زبر کمال کی آواز اسیران چہ بابل کی آواز جو سنتی ہیں کسی سائل کی آواز غصہ پروردہ سائل کی آواز </p>	<p> سنی جب خنجر قاتل کی آواز جگر ہاتھوں سے تھامے سے فغان سنکر مری سمجھو وہ دل میں کیا باتوں میں ہم کو جسے بسمل ملاحظہ شور یہ کیسا سخت یارب مسافر نے سدا پائی اسی سے کیا نالوں سے دل لےاؤ کو کس خیر کھر اکھٹا پرکھتے ہیں اسی سے وطن کی چاہ میں آئی دلون سے مرے دھوکے سے وہ آتے ہیں ترک کیے دیتی ہے ٹکڑے دل کے یارب </p>
--	--

اثر دلیر ہو ہمدردی کی باعث پڑا دل میں ہمارے داغ الفت بڑا ارمان بالون کا تھا مجنون تصور میں یہ مجنون کہہ رہا ہے	سنے بسمل اگر بسمل کی آواز سنی جب وس مہ کامل کی آواز سنی بھی صاحب محل کی آواز وہ آئی ناقہ محل کی آواز
غزل تعداد اشعار ۱	ہوا الفت کا دل میں جوش فاحشہ سنی جب عاشق کامل کی آواز
	روین سین مہلبہ
کوئی مونس ہو تو صیاد گرفتار کی پاس سنع کرتے ہو ہر اک کو جو عیادت کر لیے گوشہ ابرو جانا نہیں ہر یون خال سیاہ چھوڑا کیونکر نہ کیلا وہ مریض غم کو	پھول کچھ توڑ کر کھ بلبل گلزار کی پاس کدواؤ نہ اجل بھی مرے بیمار کی پاس رستی جیسے سپر ہو کوئی تیار کی پاس اک پرستار نہیں نرس بیمار کی پاس

<p> لیگا کوئی نہ سینو نہیں شکستہ دل کو حال کیا پوچھتے ہو ہر کوئی دم کا مہمان نظر کو در پہ ترے عصر کو چھوڑا ہوں سچ ہے ٹلتی نہیں جو وقت اجل آتی ہے شوق صیاد ہو کر صیدِ عنادل کا تجھے وصل کرتا نہیں منظور تو دید و محکو کیسے چہر شب کو بسر ہوتی اکیلا کیونکر جان کیونکر ہے نکلتی شبِ تنہائی میں اپے دربان پہ عموماً یہی افواہی تاکید زندگی سے نہوایوس یہ کیا کرتے ہو </p>	<p> جنس ناقص کو نہ لیجا تو خرمیاد کر پاس اپنے بیگانے ہیں گریان تری بیمار پاس سایہ تیرا بھی رہے سایہ دیوار پاس دم بخود خود ہیں اطباترے بیمار کو پاس موسم گل میں مکان ہے کوئی گلزار پاس اپنے دل کے لیے جاتا ہوں میں لدار کو پاس یہ کلیجہ بھی جو ہوتا نہ دل زار کو پاس مرے دم بھی کوئی مونس نہیں بیمار کو پاس کوئی بستر نہ لگائے مری یواہر کو پاس دیکھو رگنہیں آواز سے بیمار کو پاس </p>
---	--

عسل	اسرار کیون نہو گلچین کو گلون کا فاشر	تعداد اشعار ۱۱
-----	--------------------------------------	----------------

طع لے کر کسے جاتے نہیں روار کو پاس

رولف شین معجم

جانی کو یہ عدم پر نہیں کچھ سفر کا ہوش	پروا نون کو ذرا نہیں شمع سحر کا ہوش
صندل کی کچھ نہ فکر نہ درد سحر کا ہوش	اوس بے خبر کو کچھ نہیں سیری خبر کا ہوش
جوشِ بکائین کچھ نہیں لوار و در کا ہوش	بہ جا یا رہ نہیں کچھ ایند گھر کا ہوش
بیخود ہوں کوہ و دشت میں فدا و قس سا	پاؤن کی کچھ خبر نہ مطلق ہر سحر کا ہوش
بیامِ عشق حالتِ عشق میں پڑا ہوں	کچھ درِ دل کی فکر نہ دردِ جگر کا ہوش
درِ پیشِ راہِ سخت ہو خالی ہی ہاتھ میں	غافلِ تجھ کو ذرا نہیں زادِ سفر کا ہوش
کانو نہیں ہر بھری شبِ فرقت ہی صدا	کچھ بھی نہیں ہر مالِ مرغِ سحر کا ہوش
ولسے و دسار ہو کہ کلیجہ کے پار ہو	مجھ کو نہیں ہر پار کے تیرِ قطر کا ہوش
جاننا زود ہوں ہاتھ پر سر پہ لپی ہو	تلوار کا نہ ہوش نہ مجھ کو سپر کا ہوش

<p>بے سمجھے دل قریب کالیتے ہیں مول وہ دیکھو نہ یہ لکھنے لگے بار زلف سے آوارگان عشق کو اک جا نہیں قرار ہو ہو کے خون آنکھوں سے شاید یہ بہ گئے مثل غبار کیوں نہ پر لشیان ہوگا ہو</p>	<p>کچھ نفع کا خیال نہ اؤ نکو ضرر کا ہوش اعرانہ نہیں تھیں نہیں اپنی مکر کا ہوش گلشن کا کچھ خیال نہ صحرا نہ گھر کا ہوش بیہوشی و نین کچھ نہیں قلب جگر کا ہوش رہتا نہیں ہوا دوسوین بشر کا ہوش</p>
<p>غزل</p>	<p>پہلو سے کون لے گیا فاختہ زکال کے مطلق نہیں اس پر دل چہر کا ہوش</p>
	<p>رو لیف صا د م م م م م</p>
<p>اس کو کوئی یار میں یوں مکان کی حرص ہو بعد پھر وصال نکلیوں رشتوں وصل مجا بھی کم نہیں ہوں سیر و دوست</p>	<p>بیل کو حبیبو باغین ہوشیاں کی حرص حصہ میں میرا آئی ساری جہان کی حرص اگر ہے سوا گلوں کو لیے باغبان کی حرص</p>

مشل گدایہ لوگ قناعت کرینگے کیس	ہوئی تنہیں ہر کم کبھی ہن جہان کی حرص
انسور وان ہو دل گم گشتہ کے لیے	یوسف کی جستجو میں بڑھی کل روانگی حرص
غم خون دل کوئی کو جگر کی طرٹ چلا	آخر کو رفتہ رفتہ بڑھی میہمان کی حرص
ورد پ فراق کی تسکین کو لیے	محمکونہ کیون ہونا لہ آہ و فغان کی حرص
غنیچے شگفتہ ہو گئوں کو ہوس ہوئی	بالیدگی گل سے بڑھی بل غمان کی حرص
کیا ذائقہ ملا جو زبانی لڑھی	محمکونہ کیون ہو بوسہ غنیچہ دہان کی حرص

غزل	فاخر تر قیون کی نہ کیون ہو ہوس مجھے	تعداد اشعار ۱۰
	کسکو نہین حیات میں نام و نشان کی حرص	

روایت ضاد معجم

جان لیتا نہین کیون شو قسم تو در کو عرض	تو ڈکچین لیل کو گل ترکو عرض
قول میکیش کنظرت کا ہر ساقی سے	تھے چلو ہی میں جلدی مجھ ساغر کو عرض

<p>کو چہ گردی سینان یہ کہ تہا ہر دہرگر یاد فرگان من کہیں نیند نہ آؤ مجھ کو دیکھ کر تیغ کو پہلو میں ہوں لے شہ کو یا آہی مرے پاؤں کی طرح سے یہ پھر دل کی دھڑکن کو لہر خون ملا سینہ پر چہیں اسکو نہیں مجھ کو جو سکون ہے شہ پر اون کی تیوری ہی جو بجا تو ہو نگاہیں حلال</p>	<p>پاؤں تلوار سے کاٹوں گا تیرے سر کو فرش خارون کا ہو کھنچا کے بستر کو دشمن جان تو تیری پاس ہے دل کو گردشیں چرخ کو دیکھ کر تقدیر کو ذبح قاصد کو کیا اوس کو تر کے عوض برق بیتاب ہے میرے دل مصطر کو جنہش برو کی ہر کافی مجھ کو خنجر کے عوض</p>
---	---

غزل	آبر و اسکی نہ کیونکر ہو سوا فاحشہ کو تار آشکون کا ہو جب رشتہ گوہر کے عوض	تعداد اشعار ۱۰
	روایف طائے مہملہ	
مجھے گروہ تغافل شاعر خط	رستے میں گم نہ ہوئے پروردگار خط	

<p>کیون ہونہ میری زلیست کا پھر اعتبار خط دیتا ہے لالہ زار میں کیا کیا بہا خط پڑھنے نہ دیکھا در دل بقیار خط بہجا صبا اوڑا کو تو ہی پیش بار خط اوس ترک بے وفا کو میں لکھوں ہزار خط بھیجا جو اوس کے لکھ کر خط عبا خط لیکر چلے وہ یاس سوے مزار خط اوس رو آتشین یہ چر کیا ہر ہمار خط</p>	<p>اے جو میکہ پاس شب انتظار خط سبزہ نہ ہو گلشن خسار یار پر مطلب سچے کو نگاہیں کیا انتظار میں قاصد کوئی نہیں ہے کہ تو کوئی نہیں بیجے نہ اک جواب بھی بھولے وہ کبھی تحریر سے کہ ورت دل ہو گئی عیان پہنچا جو بعد و فن مرے نامہ یار کو سبزہ نہ ہے آگ پر حیرت کا ہر مقام</p>	
<p>اعداد اشعار ۱۱</p>	<p>فاخر ہوئی نہ اونس ملاقات بھی نصیب دکھلا رہا ہوا انکی طرح انتظار خط</p>	<p>غزل</p>
	<p>روایت خطائے معجز</p>	

<p> اول کو نہیں ہر میل زار کا لحاظ جیسے مجھ ہے کوچہ و لدار کا لحاظ جلو دکھانا ہی تھا تو انکار کیوں کیا ہنگام نزع دیکھ لو چلے تو اک نظر مین ار اوڑ کے جاؤنگا اوس تک ہو سنا تھا صیاد آہکی سال تو کتنا سحر رہا بجھو بھی سرفراز کرو آکر ایک دن اوس خود غرض کو کچھ بھی نہیں کسی کام منّت سے پہلے لیا پامال پھر کیا عشق دروغ ہو اوس بدنام کر دیا </p>	<p> مطلق نہیں سچ کو بیسار کا لحاظ لبیل کو اسطرح نہیں گلزار کا لحاظ کچھ بھی کیا نہ طالب دیدار کا لحاظ لازم تمھیں ہر عاشق بیمار کا لحاظ بجھو نہیں ذرا درود یوار کا لحاظ ہوتا جو اسکو مرغ گرفتار کا لحاظ اتنا نہ چاہیے تمھیں اختیار کا لحاظ اپنوں کا کچھ خیال نہ اغیار کا لحاظ کچھ بھی کیا نہ میرے دل زار کا لحاظ اغیار نے کیا نہ فرایار کا لحاظ </p>
--	---

غزل یہ بھی تو بات بات پہ دیتا ہر اپنی جان تعداد اشعار

اوس کو نہ کیوں ہو فاختہ غنچہ ار کا لالہ

رویت عین مہملہ

<p>نظارہ ہوا وہ ظلم پہ جو تھا خیال شمع شکوہ جو شل بلبل گل ہو وصال شمع ایماہ وصل وز کو کہتو ہو مجھ سے کیوں اوس شعلہ روی یاد ہو آٹھون پہ رسد کامل کو سامنے کسی ناقص کا کیا فروغ اس شعلہ رو جہاں دل نہ تم اگر پروانوں کو جلاکو نہ جاتی تو جانتے یوں سیر دل کو وہ رخ انور پسند ہو دل مجھ سے مانگتو ہو تم آج ان کس لیے</p>	<p>پروانوں کو جلاکو ہو کیا مال شمع پروانوں پر لٹا کر گل زر نہال شمع پروانوں سے بھی دیکو ہوا ہو وصال شمع رہتا ہو روز و شب مجھ کی سان خیال شمع وقت طلوع مہر ہے وقت زوال شمع پروانوں کو جلاتی یہ پھر کیا مجال شمع خود جلگئی جلاکو تو ہو کیا کمال شمع پروانوں کو عزیز ہو جیسو جمال شمع پروانوں سے کسی نے سنا ہو سوال شمع</p>
---	--

<p>اگر ہوا بجھاوے تو جلنے سے یہ بچے ظاہر کریں وہ رنج دلی مجھ پہ کس طرح گلگیر سے کٹے کہ رہے سر میان بزم</p>	<p>سہتا ہر شام سر یہ سحر تک خیال شمع پروا نون پر ثبوت ہوا کب ملال شمع کھینچا ہے سر تو دیکھیو کیا ہوا کاش</p>
<p>غزل اوس شعلہ رو کی بزم میں چلتا ہر رات بھر فآخر ہمارا دل غ جگر ہے مثال شمع</p>	<p>تعداد اشعار ۱۱</p>
<p>روایت غین معجم</p>	
<p>کیا عند لب ہی کو ہر شوق لقاء باغ آہو نسو کیون ہو دل پر دنگو سکون وہ خانہ باغ قلب میں آگیا ایک دن صیا و کیون قفس میں لیو پھرتا ہر مجھے تعریف میں زبان ہر سو صفت ختمش</p>	<p>ہر باغبان کا قلب بھی دل فدا ہو باغ ہوتی ہر فصل گل میں بفتح ہو باغ او سکیو یہ باغ ہر وہ گل بر باغ میرا نہ جی لگو گا کسی جا سوا ہر باغ بلبل کی ہون زبان تو کروں میں باغ</p>

اس رنگ بوکا ہوا تو کوئی دکھائی باغ	کھماؤ زخم گل سے جو کرتا ہی ہمسری
صیاہ بلبلو نسو نہ کہہ ماجراؤ باغ	سنگ خزاں کو غلام کو ہو ہائیلی ہلاک
جنگل میں آشیانہ بنا تو بجائی باغ	اے عندلیب ڈر جو ہو صیاہ کا یہاں
رگ رگ سے آ رہی ہو صدا آؤ باغ	کن جسے تو نسو ہو رہی ہو عندلیب فرج
دیکھانہ کچھ جہان میں میر سو آباغ	آنکھیں ہیں کہیں تو نہیں بند ہو گئیں

غزل
فاحشے ساتھ آؤ جو وہ سیر کے لیے
تعداد اشعار کا
کیونکہ پھر خوشی سے زر گل لٹائی باغ

روایت

آئی نہ ڈر کے موت بھی بیمار کی طرف	وحشت کلج ہوا ہر دن ار کی طرف
پروانہ بنگے جائیگا دربار کی طرف	مائل جودل ہو شعلہ رخسار کی طرف
چشم مسیح ہے رخ بیمار کی طرف	آنکھیں ہیں انکی میر دن ار کی طرف

<p>و بچھین لے صیب کے کھیلین کو بن ہو شہید مر مر کے یوں اکیلی کٹی رات ہجر کی مین وہ گدا ہوں قتل ہما چاہتا مین کیا دور گرفت ہو جو تیرنگاہ سے خود جمانکتے ہیں حکم ہر دربان کو یہ مگر اب لٹنے کو ہینگو مر مر دل کو آبلے اب کو بیگناہ بھی ان مین شریک ہوں صیاد اسکو لے گیا سب بکھتر ہے اک جھوٹے سچ کا دوست تھا وہ بھی صیاد یوں کھدون حلق دوڑ کر قاتل کی تیغ کرتا ہوں آؤ آتشیں ابرو کو دیکھ کر</p>	<p>رہ رہ کے دیکھتے ہیں وہ تلوار کی طرف آئی نہ موت بھی تیری بیمار کی طرف بستر لگاؤں سایہ دیوار کی طرف بید ٹھہب وہ دیکھتی ہیں لزار کی طرف آئی نہ کوئی روزن لیوار کی طرف پاؤں بڑھی مین وادی پر خار کی طرف رحمت بڑھی صفوں گنہگار کی طرف گل بھی ہو نہ بلبل گلزار کی طرف دل بھی ہمارا ہو گیا دلدار کی طرف آنے نہ پاسی تاتھ بھی تلوار کی طرف آتی برق کو نذر کے تلوار کی طرف</p>
--	--

<p>دیکھو تو مٹ کے طالبِ دیدار کی طرف جب کان لے گیا لبِ سونہار کی طرف</p>	<p>مختارین بھی رہ گئی وہی مجھ سے بیرخی کیا کیا نہ دیکھو اس طرح گوشیانِ مین</p>
<p>توا و اشتعار</p>	<p>غزل فاخر کو کیونہ حشر میں بخش کی ہو اسید اسکی نظر ہے رحمتِ غفار کی طرف</p>
<p>لاٹیا کھینچ کھینچ کے یہ دار کی طرف یوسف چلا ہر مصر کے بازار کی طرف سینہ سپر چلا ہون میں تلوار کی طرف کیا سنہ پڑھاؤں آتشِ خسار کی طرف آئی خزان نہ اوں گلِ خسار کی طرف اسکی نظر ہے پہلو ہر ولد ار کی طرف بدیل گل و صیان ہر گل گلزار کی طرف</p>	<p>دل لے چلا مجھ مژدہ یار کی طرف دل ہر روانہ کوچہ دلدار کی طرف دل آ گیا ہر ابرو سے خمدار کی طرف ڈر ہو کہ بوسہ لیتے ہو جلنے لگیں نہ لب اوسکے فروغِ حسن یہ یون ہی رہی بہار یارب ہو خیر دل کامر و اور رنگ صیاد نے اسیر نفس میں کیا تو کیا</p>

<p> دم توڑتا ہے اول کا مریض غم فراق بتیاب ہو کر گھر سے نکالے بیدھڑک ہوں منتظر صرف کی طرح سے گھر کا مین اکتھ پڑن جو دید کا کرتا ہوں مین سوال او محتسب کہیں نہ شکستہ ہو دل مرا واع دل و جگر کی ہوس کیوں ہو ٹھو الدر کی شش کہ نہ پہلو میں تھم سکا تسنا مریض ہجر ہر ہدم کوئی نہیں کدو یہ اول سے ہیں جو جنازہ لیے ہو چینے سے یا پس نہ نکلتا ہے تن سے </p>	<p> حسرت سے دیکھتے ہیں دم بیمار کی طرف آئی جو لاش کو چہ دلدار کی طرف چلو یہ ہوں چشم گہر بار کی طرف بجلی گری کی طالب دیدار کی طرف شیشہ نہ پھینک میرے دلدار کی طرف میری نظر ہے در غم دنیا کی طرف دل خود چلا ہر کھنچا کماندار کی طرف اک بیکسی ہر بس ترے بیمار کی طرف تا بوت لیچلین درد دلدار کی طرف حسرت کی ہر نظر درد دیوار کی طرف </p>
---	--

عزلہ	فریاد کی وجہ ہے فآخر جنون مجھے	تعداد اشعار
------	--------------------------------	-------------

بڑھتے ہیں ہاتھ دامن کسار کی طر

ر دلیف و تاف

<p>ماہ کی صورت زینگو گردش ایام عشق درین ہت اگر جاری کری احکام عشق ان بتوں کی چاہ میں نلت سی بھی تو تیری لذت الفت ملی ہر چشم جانان سے مجھے جان رو رو کر فراق یار میں سری گئی خط لکھ آ یا رخ جانان پہ چل کر دیکھو نردبان فکر بھی او بجا ٹھہر سکتا ہن اگلے حسرت قاصد جانان چشم و گوش کی بعد اس کے ایک لیلی کا میں مجنون ہو گیا</p>	<p>داغ اوٹھا کر دل پہ ہم روشن کرینگا نام عشق گبر بھی بڑھن لگین پھر کلہ سلام عشق نامور دنیا میں وہی جو کہ ہر بدنام عشق ہے بجا آنکھوں نکلا و سکی اگر کمون باہم عشق زندگی کا جام چھلکایہ ہوا اتمام عشق حسن کے قاصد نے مجھ کو یہ دیہ پیغام عشق بام گرد و سن سوا ہر مرتبہ میں بام عشق خط مجھ کو دیکر زبانی جرب یا پیغام عشق ابتدا میرے لیے ہر قیس کا انجام عشق</p>
---	---

وصل شیرین کا نہ لیلی کا مجھ ممکن ہوا
 آسیا سان ہجرتین نا لیکو نکرین کروں
 چاہ میں یوسف کی ہوتی ہی تو سرور جون
 یاد ابرو میں بہاؤں خوں آنکھوں سو نیکوں
 کلمہ الفت تہان دہر کا پڑھتا ہوں تین
 غم سے جل جل کر سحرک ہو گئو دونوں تمام
 کیا تاشو دل نے الفت کو دکھائی تین تین
 دیر رہا ہر وہ مئے الفت کے ساتھ بھر آج
 خوشی میرے تیغ قاتل نے کیا طرہ خضاب
 درو پیدا ہو گئو دنیا کو سب غازیہ میں

صورت فرما دو مجنون میں ہانا کام عشق
 زلف و رخسار میں اس بت ہر کی صبح و شام عشق
 کیا زلیخا کو دکھا لہا ہر مفرہ انجام عشق
 ٹکڑے ٹکڑے کر رہی ہر دل مرا مصداق عشق
 کفر کتا ہر جسے زاہد وہ ہوا سلام عشق
 شمع و پروانہ کا آخر یہ ہوا انجام عشق
 جام جم سے سپرین بھڑکیں سچ جام عشق
 چل رہی تین بزم ساقی میں برابر جام عشق
 لال سارے ہو گئے ہوئے صبر مصداق عشق
 بے چلا کم نخت آخر کو میں انجام عشق

غزل ۱۷۷
 حسرتِ مردہ ہے فآخر ساتھ ہی وقتی بھی
 تعداد اشعار

اوٹھ گیا دنیا سے کوئی آج کیا ناکام عشق

<p>الفت شد از رسول جو پروردگار عشق ہو ہمسرا عاشقوں کو نہ کیوں اعتبار عشق فرہاد و قیس ایک نہیں یادگار عشق آباد انکی مرگ سی ہو گا دیار عشق اب میں ہوں بعد قیس کے حاجت برار عشق پستی میں اوج ہے سواذلیوقار عشق دشمن ہے جان کا فلک کجدار عشق جتنی خزان ہر اوتنی ہی ہو گی بہار عشق باریک مثل زلف ہے لیل نہار عشق سینے میں دل کبھی تھا مرا افتخار عشق</p>	<p>نالامکان رسید سر افتخار عشق قربان ہم عشق ہو ہم ہیں نثار عشق ہم بھی تو مدتوں سے ہیں خدستگار عشق عشاق کی خزان ہو تو آئی بہار عشق آباد میرے دم سی فاخر دیار عشق ہے خاکپا عیش سر انکسار عشق نچھیر تیر موت ہو بل شکار عشق یک رنگ ہو سدا چمن روزگار عشق ہر صبح ہر شام سوا دویار عشق داغ جوانی ایک ہو اب یادگار عشق</p>
--	--

آہوں کے ضبط سے گل لفت کیلینچن
 پس پس گیا ہر بار محبت سوار کے
 دل مر گیا تو الفت جانان بھی مر گئی
 کیونکر ہو س نہ الفت خواب کی بین کر دن
 الفت بتوئی لیکر چلا ہوں لحد میں بین
 فرما دو قیس و دامن و محمود مر گئے
 ہے اب و گل میں الفت لیلی ملی ہوئی
 عشق تہان دہر سچو ہر بھرا ہوا
 بے پردہ لیلی آئی تری اگر قیس کیا
 عاشق بھی جان تیا ہر فرما کی طرح
 ان پھولوں میں شریک ہے اور گل بن کی بو

پھرتی ہر داغ دل میں نسیم بہارِ عشق
 گزرا ہر دل پہ صدمہ و رنج و فشارِ عشق
 سینہ کو جاتا ہوں میں ہر مزارِ عشق
 عاشق مزاج رہتا ہے امیدوارِ عشق
 میرا جو ہر مزار وہی ہے مزارِ عشق
 ویران مد تو نسو پڑا ہے دیارِ عشق
 مخاوط خاکِ قیس میں کیا ہر غبارِ عشق
 دل ایسا کیوں دیا مرے پروردگارِ عشق
 کس طرح آنکھیں جا کر پرین شمسارِ عشق
 ہے خود کشی ضرور ہی انجام کارِ عشق
 ہر باغ داغ ہر جگر میں بہارِ عشق

دل آپ ہو گیا ہر ہمارا شکارِ عشق	نہا قصدِ صیدِ دامِ محبت میں بھنس گیا
و کھلا دی انقلابِ جویلوں نہا عشق	او لٹریہ دل و آنکھوں کی الفت میں لکین
چھبھتا ہر درد تو دلِ عاشق میں غائب عشق	کیا سخت راہ وادی الفت ہر بخون
بس عشق ہوا ترامے پروردگارِ عشق	اس میرے دل انہیں کسی کی نہ چاہ ہو
مجنوں کی خاک ہو کہ غبارِ دیارِ عشق	یہجا اوڑا کر بخند میں بادِ صبا سے
ہنسنے بنایا قبر میں اپنے مزارِ عشق	الفت ہوئی گردِ کدورت میں ملگئی
خالی پڑی ہوئی سراسرِ دیارِ عشق	ملکِ عدم کو قافلہٗ عاشقان گیا
مضبوط ہو بنا ہر مکانِ دیارِ عشق	اشکو نگو منہ سے خانہٗ دل کو ہو خوت کیا
ہے کحلِ چشمِ قیس سوا و دیارِ عشق	بینائی جا کر سرحدِ لیلیٰ تلک بڑے
مملو ہو رہی ہر دوسرے سراسرِ دیارِ عشق	ارمان و یاس کا دل عاشق میں ہے ہجوم
دنیا میں آج کل تو نہیں اعتبارِ عشق	ہو گا کبھی فریفتہ لیلیٰ پہ قلبِ قیس

بختِ سیاہِ قیسِ مین و دونوں شریکِ مین	اک زلفِ لیلیٰ ایک سواد ویا عشق
غزل	مجنون کے بعد وادیِ الفت کا ہون مین میں آباد میرے مے سے ہر فاختہ رو یا عشق
شعر	رویت کا فارسی
<p>اُسکی درگاہ کا محتج رہا ایک نہ ایک اگل کو پوجتا ہو بُت کو برہن تو کبھی بے چارے نہ مونی وصل کی شب کو بھی ذرا یاد کیسو کبھی دل کو کبھی خال کی یاد وہ قرآن کے گیا خیرت مہر و آیا جستجوئیل کو رہتی ہو تو بجلی کو تلاش قتل کرتے ہیں کسی کو تو کسی کو وہ اسیر</p>	<p>ہاتھ پھیلا یا کیے شاد و گدا ایک نہ ایک اپنے ہاتھوں سے بناتا ہو خدا ایک ایک پیرہ دار اُنکے رہے شرم و حیا ایک ایک روز آتی ہو مرے گھر میں بلا ایک ایک ہم نعل مجھے رہا ماہِ بقا ایک نہ ایک ٹوٹو ٹوٹتی رہتی ہو گھر میں بلا ایک ایک روز عشاق کو دیتے ہیں نر ایک ایک</p>

نہی کئی نہ کوئی ہوتا ہے جانباروں میں	ننگن دونوں میں لاتی ہے خاکیں ایک
بھکھو لو اتے ہیں یا آپ چلے آتے ہیں	اُنپر کرتی ہے اثر آہ رسا ایک نہ ایک
عرش لرزا کدل سخت بتان نرم ہو	لائی تاثیر مری آہ رسا ایک نہ ایک
زلف کھولے سر باز آہ جیسا تے ہیں	روڑھوتا ہے گرفتار بلا ایک نہ ایک
فتیس و فراد کی مٹی بھی ہونی اب برباد	خاک اڑانے پہ ہے آمادہ ہوا ایک نہ ایک
وصل سے دور تپ بھر ہوا در و جگر	اپنی تاثیر دکھائیگی دو ایک نہ ایک
ستم و رحم جاکیش دیا توں میں	چھٹ گیا ایک اک قید رہا ایک نہ ایک
بوسہ سب ذوق پشہ لب لیتا ہوں	وصل کی شب مجھے ملتا ہے مزا ایک نہ ایک
آبِ شمشیر سے پنچنے کا نہیں قصہ بن	گھر گرائیگی ہی سیلِ فنا ایک نہ ایک
میرے مرنے کا ہوا رنجِ رقیبوں کو بھی	سرِ مسان چشمِ حینان سے گرا ایک نہ ایک
غول نے شب کو ستایا جو درندوں سے	دشمنِ جان رہِ غربت میں ہا ایک نہ ایک

قید کرتے ہیں وہ یا سر کو جدا کرتے ہیں | | روز عشاق پہ کرتے ہیں جھانک ایک

غزل	سچ و غم نکلے رہے حسرت و امان فاجر خانہ قلب میں جہان رہا ایک	شعر
-----	--	-----

<p>اگر جو مطلب مل ہو گا رو ایک نہ ایک خون کرتی ہے تری تیغ او ایک ایک پاسبان کی نہ ضرورت ہے تہ کار و زبان دور و قریب نہ کیا دیدے گروصل تو ہے آنہ صیون سے جو بچا برت گری او دھن کو دک و پیر چوان کو ہر منہ سے کب چھوڑ دے گرد پھر اگر شہ خوب جو طیور مرگ عاشق کی کبھی قید عناد کی کبھی</p>	<p>میری آہوں میں اثر دیگا خدا ایک ایک کاٹ دیتی ہے اشارے میں گلا ایک ایک انکے روز وازے پہ رہتا ہے گدا ایک ایک بہر مرض کی ہے زمانے میں دوا ایک ایک تیری خمر کے لیے ہلکی ہلا ایک ایک روز کرتا ہے زمانے میں قضا ایک ایک تیرے صدقے میں ابھی ہو گیا ایک ایک روز اڑاتی ہے خبر باد صبا ایک ایک</p>
---	--

کبھی ہاتھ اُسکے بندھے اور ہوا قید کبھی	ہر سزا یافتہ یہ دزدِ حیا ایک نہ ایک
وصل کیا ایک بھی بوسہ نہیں دیتے مجھ کو	وہ ہر طعنائیں کروں اُنسے گلا ایک شاہ ایک
وصل سے عشق کے امراض ٹپے چاہیں	انہی تاثیر دکھاتی ہو دو ایک نہ ایک
شمع کی آتشِ الفت نے دکھائی تاثیر	خاکِ گلِ جل کے پتھگون میں ہوا ایک شاہ ایک
نہیں ہستی، انعامِ مری محفل میں	یار کی برقِ مہتم سے جلا ایک نہ ایک
یہی شرقی و جنوبی و شمالی عسری	لیے پھرتی ہو مری خاک ہوا ایک شاہ ایک
آسرا آنکھ کا مرثگان ہو کہ تارا شکون کا	دستِ بیمار میں رہتا ہر عصا ایک نہ ایک
خونِ عشات بہاتا ہر جلا تا ہر قلوب	فتنہ کرتا ہر پیارنگ حیا ایک نہ ایک
چادرِ گرہی ابر بہاری چھایا	شامیانہ مری تربت پہ رہا ایک نہ ایک
وصل میں ہوتی ہو بالیدگی ایسی مجھ کو	ٹوٹ جاتا ہر مرادِ قبا ایک نہ ایک
آسرا آہ کا تالون کا سہارا ہو مجھے	تا تو ان ہاتھ میں رہتا ہر عصا ایک شاہ ایک

شعر ۲۲	ایک دن کی ہو مصیبت تو اٹھا انسان روزِ فاخر پہ وہ کرتے ہیں بخاکِ ایک	غزل
	روغنِ لام	
کب سے بچے کے کرتے ہیں طوطِ مزارِ دل ہو کیوں نہ ہوے گل کی طرح انتشارِ دل آئی ہو خزان کی خزان میں بہارِ دل شاید کوئی بنا ہوا یان ہو مزارِ دل اچھا ہوا نکل تو گیا کچھ بخارِ دل اشکوں سے پاک وصاف کیا ہو بخارِ دل خود اپنے ہاتھ سے مین بناؤں مزارِ دل تلوؤں سے کھیلے مرغ اپنے شکارِ دل	رنج و غم و طمانِ الم ہیں تارِ دل ہو میری آہ سرِ نسیم بہارِ دل داعِ گمن پرے ہوے انجامِ شبِ بین بجلی تڑپ تڑپ کے جو گرتی ہو ان جگہ تپ لگی بلا سے مجھے سوزِ عشق میں رورو کے مین نے اُن سے صفائی حاصل کی کشتہ گرین حضورِ جوش شیرِ ناز سے پامال کرتے جاتے ہیں قنارِ ناز سے	

ایہ برق سے بھی بڑھ کے کہیں فضا پر دل	سیا بادل کے سامنے کیا ہو گا بیقرار
سب خاک میں ملا دیا تھے وقارِ دل	تل تل کے اپنے پانوں سے برباد کر دیا
کیا آپ کے کہوں سبب انتشارِ دل	کچھ خود بخود حضور پریشان ہیں آج کل
پہلو میں اک جگر ہو فقط غمگسارِ دل	سب آرزو حسرت و اربابِ جدا ہو
میرے بھی سامنے نہ رہا اب وقارِ دل	تمنے اسے جو اپنی نظر سے گرا دیا
اک مدت مدید سے ہو انتشارِ دل	آتا ہو دیکھوں کو چہ جانان سے پھر گئے
کیونکر یہ بات ہو نہ بھلا ناگوارِ دل	پہلو میں میرے سامنے بٹھا اونیہ کو
بجلی کا اضطراب نہ صبر و متارِ دل	اسکی تڑپ سے اسکا سکون ہو کہیں سوا
وہ ناگوار یا ر تو یہ ناگوارِ دل	حیران ہوں پوسہ لون کہ نہ لون کا تڑپ
دل ہو جگر پہ اور جگر ہو نثارِ دل	دونوں مثال عاشق و معشوق یک ہیں
آئینے کا عیار ہو اُنکا غبارِ دل	صورتِ ملال و رنج کی آئی مجھے نظر

<p>انہیوں کا ہو گیا ہر جان میں لہو سحر انہیوں کو کیا جگر نہوا سو گوار دل روزِ غم و ملال کٹین مجھے کس طرح اک کوہ جمع ہو کے ہوا ہر غبار دل</p>	
<p>غزل</p>	<p>شاید کیسے بال پریشان ہیں اندرون فآخر کچھ آج کل ہو سوا اشار دل شعر ۲۵</p>
<p>پانوں سے متحدی سان جو ملو ہو قافل لاتے ہیں ہاتھ سینے پہ ہر قافل بالین پہ کیوں کھڑے ہو دم تھمار دل مرجھانے کو خزان سے گلِ زخم سین پامال کر رہے ہیں وہ سینے کو پانوں سے آندھی جو آج آئی ہو کب سے کس سے پھٹ پھٹ کے اسکے زخم شلقتے ہو ہر گل روزِ بزرگ سبزہ تو ہو قافل جس طالب سے یا کہ ہیں وہ خواستگار دل جلدی ہو نکلتی ہر جان تزار دل ہر بقیہ راج نسیم ہمار دل منظور ہو رہے نہ جان میں تزار دل پھیلا ہوا ٹھکے کیا کیا کسی کا غبار دل ہر سیلوے خزان بھی دبائے یہاں دل</p>	

جسدن سے دیکھا غیر پر مرتے ہوئے تھیں	اُس روز سے ہیں نہ رہا اعتبارِ دل
ڈاٹا ہوا اس کا ملکِ فتن سے ملا ہوا	ہو زلفِ مشکِ نامِ سوادِ دیارِ دل
ای یاسِ بکسی توہنی آباد کرا سے	ویرانِ مدّتون سے پڑا ہوا دیارِ دل
اس کا بندھا ہوا ہون بہان چاہے تلخے	میں ہوں اس کی سلسلہِ اختیارِ دل
بکھرا تو اپنے گیسو پر پیچ کو کمین	پھندا بنا کے بال کا کھیلِ ٹکارِ دل
اب نقدِ دل بھی دیتے ہیں اپنا وہ متلا	داغون سے درہم ہون کے بڑھا اعتبارِ دل
کوئی جہاد سے شمع کہ پروا نے جمع ہون	ویرانِ پیرِ غ پر پڑا ہوا مزارِ دل
پہلو میں اسکے آج کل اُسکی نعلِ بین ہر	سچ ہی شبابِ مین نہیں کچھ اعتبارِ دل
ارمانِ وصلِ یارِ مین مردہ جو دل ہوا	خود میری حسرتوں نے بنایا مزارِ دل
بچنے تھے دوڑ دوڑ کے آنکھوں سے گر گئے	عالی ہو طفلِ اشک سے ہمدِ کنارِ دل
دل مٹ گیا تو حسرتِ دارمان بھی مٹ گئے	باقی رہا نہ سینے میں کچھ یادِ گارِ دل

چھائی پہ ہر دھرا ہوا سنگ مزارِ دل	عشقِ تیان مرے ہوئے دل میں ہر کیا
داغ جگر بنا ہر چراغِ مزارِ دل	و بسوزیوں کی بنوں سے امید کیوں نہو
وہ دل مجھے دے اے مرے پروردگارِ دل	جسمین سواترے نہ محبتِ تون کی ہو
سایہ نکلن ہر دودھ چراغِ مزارِ دل	ہر شامیا نہ ابر کی صورت کھنچا ہوا
ہوتا دیون دبا نے سے لکے فشاںِ دل	مٹھی سے اُنکی خون کے قطرے پستیمین
میشیت سے ہوئی ذوالفقارِ دل	تیجِ محسنِ ذوق سے ہر تماشتِ دو نیم

کیا آئے قلبِ یارینِ فاجر مر اخیال	غزل
نغم ہو گا عاجب درِ قصرِ غبارِ دل	شعر

جاتا ہر ٹوکا کعدم قائم نہ لُگل	آتے ہی خزان تنگ ہوا حوصلہ لُگل
صیاد سے کرتے ہیں عنادِ دلِ گد لُگل	باقی نہ رہا اب جو کوئی سلسلہ لُگل
مرکب کے عوض آپ بنی رہا سہ لُگل	گلشن سے خزان لیکے چلی قائم نہ لُگل

گلشن سے روانہ ہو اقامت لے کر	آنے لگی آواز ہر سن برگِ خزان سے
تھا فصل بہار ان ہی ملک و لو لے کر	نہستہ ہیں نہ اب اور نہ شگفتہ ہیں خزان سے
بیل سے زیادہ ہو کہین و لو لے کر	کرتا ہو تب جو شجرتیں دریدہ
جاتا ہی رہا باغ سے اب شمع لے کر	کچھ ذبح ہوئیں بلبلین کچھ ہو گئیں بھوس
شب بھر کے لیے باغ میں ہو قافلہ لے کر	ہمراہی گلچین میں روان ہو گا سحر کو
جان بلبون کی لیکے چلا قافلہ لے کر	ویران نہ کیونکر ہو چمن فصلِ خزان میں
یاں ہرج صبا باغ میں ہو سا لے کر	وان دام محبت میں عنادل ہیں گشتار
نکل صبح کو گلزار میں ہو دامن لے کر	بیل کو یہ دیتی ہو خبر باد بھاری
ٹھہرا سہ منزل نہ کہین متافل لے کر	گلشن سے روان ہو کے عدم ہو پنا خزان میں
اس فصلِ خزان نے کیا سب فیصلہ لے کر	باقی نہ رہا نام کو گلشن میں کوئی پھل
ہو خانہ صبا وین اب خلد لے کر	نیکر خبر قیدِ عنادل یہ چلے ہیں

<p>صیاد سے گلچین کی سوا جور و جہاں پھولوں سے عناول کو ہو کیا ترکِ تعلق یوں رات کو بیل کی اسیری پہ بکاکی بچائے یہ پھر گال کسی غمِ دہن کا اترے ہوئے یہ دامن گلچین میں نہ تھول</p>	<p>ہر صعب عناول سے کہیں حوصلہ گل ہر رشتہ جان بلیون کا سلسلہ گل شبِ نیم بھرا آتسوون سے سُنہلہ گل ہو جائے الفت بیچ میں گرافصلہ گل منزل پہ سرِ شام با قافلہ گل</p>
<p>غزل</p>	<p>فان سے نہ پوچھو کہ ترے شغل ہیں کیا کیا بیل کو پوچھا کام مجھ پر مشغلہ گل</p>
<p>بیل کی جان چسپی نہوگا نموئے گل پھر اور بھی نظریں بڑے آبروئے گل بیک رنگ تھی جو دونوں کی خواہش نیازی عاشق کے دلِ شان پر مشوق کا فران</p>	<p>صیاد و عنایب کا گلچین عدوئے گل گرا شکِ عنایب کرے شستِ شوئے گل بیل کی آرزو میں رہی آرزوئے گل بیل کیون خزان میں کرے جستجوئے گل</p>

کھنڈے ڈیل و خواہیں پھولوں کے سائے	کچھ آبرو سے خار نہیں رو برو سے گل
بلبل کی طرح دل بھی مرا ہو گیا انثار	اُس کے گلے میں اور بڑھا حسنِ رو گل
سچ ہو کہ مالدار کا دشمن ہو سب جہان	کوئی عدو سے خار نہیں جز عدوے گل
اس قافیہ میں جسکو نہ معنی کا ہوا خیال	پھر شوق سے وہ شعر میں بانہ سے چو گل
ڈھونڈھا خزان میں یوں کہ ہوئی پہنچنا	بلبل گئی عدم کو پئے جستجو سے گل
پھولوں کے پاس فوج جو صیاد نے کیا	بلبل کے خون سے سُرخ ہوا زنگار گل
ایسی قفس میں نیند عنا دل کی اُڑ گئی	مسکن ہوئی نہ خواب میں بھی نہ رو گل
گلچین نہ آنے پائے نہ صیاد باغ میں	ارمان یہ عندلیب کا وہ آرزو سے گل
تھالے بھرے ہوئے ہیں غدا دل کے خون سے	زیبا ہو گر کہوں میں اسے آنکھ سے گل
گلچین ملا نہ خال میں پھولوں کو توڑ کے	کلم آبرو سے دُور سے نہیں آبرو سے گل
تختے کھلے ہوئے ہیں جو فصل بہار میں	پسلی ہوئی ہو باغ میں بہرت بو گل

<p>دورے میں ہر گندھا ہوا اکالک گلے گل بیل کو کب نصیب ہوئی ویرے گل ہو منتشر ہوا سے نہ کس طرح بے گل</p>	<p>ایسے نکرہ گل خون کے گلے کا یہ ہار ہو گچین کے موتے ہی گلشن لسیا آہوں سے راز داغ محبت کا گل لسیا</p>
<p>شعر ۱۹</p>	<p>ممنون اسکا کیون نہ وفا خرچ ہو مثاب ہوتی ہر وجہ خواندن صلوات بولے گل</p>
<p>کانون کی آرزو ہر شین گشتوے گل شب نیم چہر سحر کو کرشت و شوق گل آخر کو بے عطر ہوئی آپ بولے گل آتی ہر خود نسیم دہڑیاؤں سے گل مشور ہر اگر کہ ہے آبجو گل آتی ہر آنکے کان کے پتوں سے گل</p>	<p>جو چشم عندلیب جو مشتاق بولے گل کرد و غبار سے نہو کیون صاف رو گل اطمح بلب لون سے کھینچے پیو لاغ میں نازک مزاج ناز و نسیم کے پلے ہیں یہ ای باغیان لٹہ ہا دے قریب کلاب کے تاثر قرب صحبت و رد عدا سے</p>

<p> آتی ہو میرے غنچے پر خام سے بوئے گل کلیوں سے پیرہن کی نکلتی ہو بوئے گل اب اور اس سے بڑھ کے ہو کیا آبروئے گل گلچین نے رسیان میں بانڈھا گلہ بوئے گل جلجلیں گن جو باغ میں ہو شمع روئے گل مدہوش کر رہی ہو مئے موج بوئے گل پتوں کی طرح زرد ہوا رنگ بوئے گل جاتا رہا سحر کو وہ سب ادب بوئے گل اتراتی کیوں ہو اپنی لطافت پہ بوئے گل قلب و جگر کے زخم سے آتی ہو بوئے گل اک برق کو نہ مٹتی ہوئی آتی ہو بوئے گل </p>	<p> تحریر و صفت مارض رنگین یار سے شیش شیم جہم یوں ہو بسا ہوا موتی سے موتیا تو ہوا باغ دہرین بلبل اگر کھی قید تو آزاد تھے یہ کب مون جمع آ کے بلبل و پروانہ ایک جا سرشار بلبلین ہوں نہ کیونکر بارسین جھونکے چلے چمن میں جو بادِ سموم کے پہلوئے ہوشیار میں جو گزری تمام رات اک رات کے عروج پہ غرہ نہ چاہیے سیٹھ میں میرے ایک چمن ہو کھلا ہوا بلبل بے تیری آہ شہر زانے کیا کیا </p>
---	---

<p>پہنمان ہمارے دل میں ہو یوں از عشق یار غنچے میں طرح سے ہو پوشیدہ بے گل</p>	
<p>غزل</p>	<p>فاخر وطن میں قید سب کو رہینگے دیوار بھانرتی ہو گلستان کی بے گل</p>
<p>کس کی اس کی نگاہ سے تکتی ہو بے گل پہلو سے گلرخسان میں نہیں آج بے گل متقار عذیب سے آتی ہو بے گل آتی ہو صاف غنچہ مینا سے بے گل پھل سے ترے حسام کے آتی ہو بے گل دیتا ہو آج غنچہ متقار بے گل دینے کا غنچہ مسواک بے گل جاتی ہو لیکے قافلہ گل سے بے گل</p>	<p>بیل جو فوج ہونے کو ہو رو بے گل شرمندگی سے زرد نہ کیونکر ہو رو بے گل پوشیدہ راز ہو کر کیا باغبان پر کس پھول کی شرب کھنچی ہو یہ ساقیا قاتل ہو جو ہرون کا چین یوں کھلا ہوا بیل چین سے لائی ہو پھولوں کو توڑ کے زہا کی نسیم نفس کا اثر ہوا غنچے کی یہ چٹاک نہیں آواز رنگ ہو</p>

<p> روتا بغیر وجہ نہیں غنڈیبا کا مریجا گیا تلمک پہ ہر پھول آفتاب کا یہ ہر شراب معنی نسیم سحر کا فیض غنچے میں بند ہر کبھی باہر چین کے ہر پڑمردہ گل ملا کے رن خون سے یہ بولہ کیا ہوش گننے نہ چاہے دل غنڈیبا کا انگوڑے زخم قلب عنا دل پھٹے ہیں کیا پانی چورنگ و حسن سے اپنے مشتات پروا توں سے وہ چپ ہی چپ غنڈیبا سے </p>	<p> ہوتا ہی اب اشک سے اسکے لموے گل باو سموم سے جو اڑا رنگ روے گل کیونکر نہ بلیوں کو کرے مست بوے گل آزاد بھی اسے بھی رہتی ہر بوے گل بلیل کو کیا پسند ہوا حسن بوے گل ہر دامن نسیم میں پوشیدہ بوے گل دیتی ہر بو شراب کی کیوں کج بوے گل کس رشک سے وہ محو نظارہ ہیں گل ہر مثل شمع بزم خموشی میں بوے گل </p>
---	--

تاثیر آہ گرم عبادل کو دیکھے
 فاختہ چین میں خشک ہوئی آنکھ گل

غزل	ریختہ	شعر
<p>مغرور یوں ہیں کشتی عمر روان سے ہم کوئے بتان سے لڑکے چلے پاسان سے ہم مجبورِ سخت ہو گئے ظلمِ بتان سے ہم کہتے ہیں دل میں حسرت و ارمانِ آرزو اچھا ستالے ہکو یہ کیس سیر کے آج کیسا وصال دیدہ اسکی ہوئی نصیب صیاد نے اسیر کیا دام میں ہمیں پھرتے ہیں مثل گردِ رہِ قافلہ تباہ جائینگے اُن کے ساتھ ہوا میں وہ زار ہیں کہتے ہیں وہ سحر ہوئی اب گھر کو جائیے</p>	<p>کھینچے ہوئے ہو اپہ ہین سر آسمان سے ہم آدم کی طرح نکلے ہیں باغِ جنان سے ہم دل آسما ڈھونڈھکے لائین کہاں سے ہم ہر سوں نکلتے ہیں زمین اپنے مکان سے ہم برہ فرورہنگے کہیں آسمان سے ہم ناشاد و نامراد چلے اس جہان سے ہم آگے نکل کے باغین گراشیان سے ہم آوارہ چھٹکے دشت میں ہیں کاروان سے ہم روکے نہیں رُکینگے ترے پاسان سے ہم ماجرِ شب وصال میں شور اذان سے ہم</p>	

<p>چلتے ہیں چھپے چھپے جلاتا ہے جو ہمیں ادا کی طرح سے نہ دیکھی بہا رباع اے غنڈ لیب بھول نہ جانا ہمیں ذرا دامن میں کوہ کبھی اس موت سے بچے خواہش ابل سے کرتے ہیں لچل تو قبیلین کینخت موت آئے تو رحمت نصیب ہو وہ ہکو و بدبو کہیں ہم اُنکو دود و بدو باقی رہے نشان کدھر کے کچھ دنوں جو چاہو ظلم و جور و تعدی کرو بہتو</p>	<p>خاموش شمع سان ہیں کہیں کیا زبان سے ہم فصل بہار ہی میں چلے بوستان سے ہم لڑتے رہے ہیں تیرے لیے باغبان سے ہم اگر یہاں چھپے تھے فقط خوف جان سے ہم تنگ آ گئے ہیں ایسے ہی ضیوع مکان سے ہم بیزار ہیں شرارت کی شب اپنی جان سے ہم کیا ہو مزار زبان جو لڑائیں زبان سے ہم امیدوار تھے ہیں کیا آسمان سے ہم ہو گئے نہ نا صبور کسی امتحان سے ہم</p>
--	--

استاد جو ہیں کہتے ہیں استاد وہ ہمیں

فاخر اب اور کیا کہیں اپنی زبان سے ہم

غزل ۹۲

شعر

ہیں رست باز خلق میں پیرو جو ان سے ہم	جھک کر ملے نہ تیر کی صورت کمان سے ہم
بلبل کو بند کیا کرین حسن بیان سے ہم	کرتے نہیں ہیں بحث کبھی بیرون سے ہم
چلتے ٹھہر ٹھہر کے ہیں بفضل دان سے ہم	کم صنعت ہیں نہیں ہیں کسی ناتوان سے ہم
اویں محض و ترپین نہ کیوں نیجاں سے ہم	ہیں نیم سر پر یہ حسام خزان سے ہم
ہازوں سے پاؤں تھا آغوش میں اسے	دل ہوا اٹھائے رنج وہ لائن کمان سے ہم
آتی ہوا اندھی رعد گستاہی چرخ پر	لیتے ہیں کام ہجر میں آہ و فغان سے ہم
اویں دوست اب تو قبر میں جلوہ دکھائیں	ایران ویدائے ہیں مرکز جہان سے ہم
گردش یہ بے سبب نہیں سنگ لحد کو تو	مضطرب ہیں بعد مرگ بھی ہجر تھان سے ہم
ڈرتے نہیں ہیں سنگ حوادث سے اٹھنا	ہیں سخت جان زیادہ کہیں استخوان سے ہم
اوارہ کر دیا غم ویرانہ نہیں	گلشن کو جانے نہیں فیصل خزان سے ہم
ساقی سے فخر کر کے یہ کتنی ہر دخت رز	ہیں سرخروز زیادہ کہیں ارغوان سے ہم

ایسا تو سسکتے ہیں نہ جان سے ہم	قائل لگا وہ ہاتھ کہ قصہ تمام ہو
بے فائدہ سوال کریں بیزبان سے ہم	دیشکے نہ یہ جواب بتان جہان بھی
روتے ہیں آپ ہجرتیں اپنے بیلا سے ہم	پُرور و باتیں مٹنے سے نکلتی ہیں طسح
عادل ہیں وہ جہان میں نوشیروان سے ہم	دل خون کرے جلکا تو دل کو کریں صلال
جان تک عزیز رکھتے نہیں یہاں سے ہم	غم آئے کدو شوق سے دل کسکان میں
جلجائیں پراثرین نہ بھی آشیان سے ہم	بجلی بھی آسمان گرا لے تو ڈھین
رکھتے نہیں غرض کوئی نام و نشان سے ہم	کدو یہ آسمان سے مٹائے ہی تک
ہیں زرد و زار آمد فصل خزان سے ہم	کہتے ہیں باغبان سے جو اناج باغ یہ
برباد وہ مکان ہوا اٹھے جہان سے ہم	آباد تھا ہمارے ہی دم سے ویا عشق
جھکتے ہیں دوستوں زیادہ کمان سے ہم	اسپا اس سے بڑھ کے اور تو وضع ہو گیا
افسانوں سے بے ہلینگے ناد و ستان سے ہم	و قصہ گو و کھا دے ہیں چلے روے یا

یوسف کی طرح چھوٹ گئے کاروانے ہم مدت کے بعد آج ملے آشیانے ہم صد سالہ پیر ہو کے لڑیں نوجوانے ہم دبتے نہیں جہان میں کسی نوجوانے ہم نازل ہوئے بلا کی طرح آسمانے ہم شرمنہ کہ قدر میں تیرے یہاں ہے ہم	مے سلطنت جو بعد صعوبات کیا عجب عین گزرے موسم گل قید میں ہیں زور شباب دیکھ ہمارا یہ شیبہ ہر بار چرخ پیر داتا ہے تو عبث ابریاہ زلف سینان کا ہے یہ قول غنم دل کا خشک ہو گیا آتے ہی تیرے
مضمون مکر کا ڈھونڈنے کا آخر عدم ہے کل یوں بڑھ گئے ہیں فکر میں عمر روان ہے ہم	غزل ۹۳
شعر ۳۳	
رویف نون	
سامان وصل کا ہے تو ہوا رہی نہیں میں اپنے دل سے آپ خبر داری نہیں	بیکار ہے شراب جو خار ہے نہیں کیا اس سے پوچھتے ہو جو میثاری نہیں

قاتل کو میرے قتل سے انکار ہی نہیں	پر کیا کرے کہ بنجر خونخوار ہی نہیں
پڑ مردہ گل ہیں خاک ہزارنی شجر ہنسیک	کل صطح تھا آج وہ گلزار ہی نہیں
کرتے ہیں قصہ تو وہ مرے قتل کا ضرور	پر کیا کریں کہ ہاتھ میں تلوار ہی نہیں
سمجھاؤ میرے خون کو وہ خون حلال کیا	قاتل کو میرے قریب سے انکار ہی نہیں
پہلو سے دل کو پھین کے کرتے ہو پاپا	تسا بہان میں کوئی دل آزار ہی نہیں
کافر ہو یا کہ مومن دیندار ہو کوئی	اُس بُت کو خون بہانے سے انکار ہی نہیں
کرتا ہوں جب طلب چلے آتے ہیں یہاں	انکو کبھی وصال سے انکار ہی نہیں
اب کیون غرور ہو کل آیا ہر رخ پہ خط	جیسا تھا پہلے صاف وہ خسار ہی نہیں
ای باغبان بناؤں شمعین میں سطح	اس تیرے باغ میں تو کوئی خار ہی نہیں
بن بن لاکھ باغ میں چلتی تو ہر صبا	انکھیلیوں کی پرتری رفتار ہی نہیں
صدقے میں شاہ حسن کے آزار اب ہو	اب قید کوئی مرغ گرفتار ہی نہیں

بعدِ نجاتِ حشر میں رحمت کا تھا یہ قول	اب اسکو بخشوں کوئی گنہگار ہی نہیں
انکھوں کو میری دید کا لپکا تو ہے مگر	جھاٹکوں میں کیا کہ روزِ دیوار ہی نہیں
گہرائے میکہ سے میں نہ کیوں خستِ لگا	کس سے ہوشِ غدا کوئی میخوار ہی نہیں
شکوہ میں اُن سے وعدہِ خلائی کا کیا کروں	انکو تبولِ وصل کا استراہی نہیں
پونچھا جو نوحِ دل کو تو شوخی سے بولے وہ	قیمت بتاؤں کیا میں خریدار ہی نہیں
باہرِ مہونِ حصارِ وطن سے سفر میں بھی	لیکن قدم میں گردشِ پرکار ہی نہیں
دیوِ شبِ فراغ سے کر لے مفاہلہ	جان دینا ہجر یا رہین دشوار ہی نہیں
پہلو سے میرے ٹٹھیں تو بیدل نہ کیوں ہوں میں	دل لیکے چونہ جائے وہ دلدار ہی نہیں
اکتی بڑبڑد بھارت یہ پیسر کی	کیا ٹکون گھر سے طاقتِ قمار ہی نہیں
اکدم کے بعد ہجری رہتا ہر مذہب توں	ہمکو تو وصل یا رسوا رہی نہیں
کہتے ہیں دیکھو وہ دم واپسین مجھے	ادنیٰ اسکا فیل ہر پیار ہی نہیں

<p>یوسف نہیں تو رونق بازار ہی نہیں ناوک بھی میرے پاس ہر تلوار ہی نہیں کبخت آج وہ پس دیوار ہی نہیں اب اور کوئی طالب دیدار ہی نہیں گھر دکھلا ہوا کوئی دیوار ہی نہیں</p>	<p>سوار جا کے دیکھ چکا ہوں میں مصر میں کہتے ہیں مجھ سے ابرو و مژگان دکھائے وہ میرے شوقِ دیرین کہتے ہیں جلا کر جلوہ دکھائے برقِ تجلی کے کلیم آنکھوں میں انکی بند رہے کس طرح نظر</p>
<p>شعر ۲۳</p>	<p>بازارِ مصر میں اسے لیجا کے کیا کرے فاختہ کے دل کا کوئی خریدار ہی نہیں</p>
<p>کون اس غمکدے میں مائل فریاد نہیں کب گلے پر کششِ خنجرِ فولا دہن سب جوروں جہاں کچھ بھی اسے یاد نہیں شہر کا شہر بسا ہر مگر آباد نہیں</p>	<p>زنگِ ناقوسِ موذن کوئی دل شاہ نہیں تنگ کب سختی جان سے مری جلا دہن ترک جلا و فلک کا کوئی اُستاد نہیں بات یہ ملکِ خموشان میں عجائبِ کئی</p>

جان رہے یا نہ رہے پھونکے گرم ہونے
 جوش سودا نہیں کب عشق شرہ میں مجھ کو
 طوں قمری کے پڑاوغ پڑا بلبل کے
 اُسکے صد قہقہے میں ہا ہو گئے قیدی شاید
 صفحہ دل پر مرے کھینچ دین اُسکی تصویر
 کیا کمون لیکیا دل کون مرے پہلو سے
 دو دن کا مثل نہیں ایک ہین تین
 اتنی مدت ہوئی صیا و قفس میں مجھ کو
 چین گیسو سے مراد دل نہ بھی ہو گا رہا
 خاک آتش ہی ہوا اب ہر اک جاہم
 شوخیان اُنکی جو چین کی بیان کیں سُن

یا سین اب نہیں یا خاۃ صیتا نہیں
 تشلیب خون کا مرے نشتر فضا و نہیں
 قیدِ کفست میں کوئی باغ میں آزاد نہیں
 آج زندان میں کوئی ماہل فریاد نہیں
 یہ بھی کیا دسترس بانی و ہزار نہیں
 ایک مدت کی ہر یہ بات مجھے یاد نہیں
 مجھ سا صاحبِ نہیں اُن سا ستمِ اہلِ نہیں
 ہشیاءِ تماکانِ باغ میں کچھ یاد نہیں
 قیدی خاۃ زنجیر کی میسا و نہیں
 ان عناصر سے زیادہ کوئی احد و نہیں
 بولے شرا کے یہ باتیں تو ہیں یاد نہیں

<p>کچھ جوانوں کی نظر میں تری بنیا نہیں اج بھولے ہوئے بیٹھے ہو مری یا نہیں دلِ قفس میں بھی مرا مائل فریاد نہیں افعی زلف سے ڈرنا وہ تمہیں یا نہیں آنکھ سے آج نہان گلشنِ شہِ اد نہیں یہ وہ شاگرد ہے جو پیر و اُستاد نہیں نا توانی سے مجھے طاقت فریاد نہیں</p>	<p>ہم سے ایسی پیر فلکِ بل کی تو کیوں لیتا ہے کل وہ چھپ چھپے مرے پاس کچھ وصلِ نا چین اس طرح سے صیاد مجھے دیتا ہے کتے تھے شانہ و گیسو گو سر مار سیاہ دیکھ کر جسمِ زخمون کو یہ بولے زخمی قیس کا خضرِ بیابان سے الگ باد ہے انہوں کیوں نہیں آئے ستمِ ایجادوں کی</p>
<p>شعر ۲</p>	<p>کچھ تعلق انھیں یلین میں رہتا ہے ضرور غزل سروِ فاختہ کوئی اس باغ میں آڑا نہیں</p>
<p>نہرِ خونِ سحرِ دیدہ نہرِ باد نہیں غدا لبِ آج کوئی مائل نہرِ یاد نہیں</p>	<p>کچھ روانی تری اتری شہِ نوا نہیں خوفِ کلچین کا تھن دہشتِ صیاد نہیں</p>

بے سکھائے اُنھیں کب درِ سخنِ خایا نہیں

یہ جو اناں حینِ قید سے آزاد نہیں

مجھ سے کہتے ہیں شبِ وصل وہ بوسہ لیکر

اب میں ڈھونڈوں کہ ہر اُس بے گم گشتیو

آج پہناتا ہوں زنجیرِ توکل کا ٹکے گا

عشوہ و ناز و اداسی و بیداد گری

سایہ زلفِ پیرو سے پچا تا یارب

ظلم و بیدادِ نئی طرح سے وہ کرتے ہیں

اُس نے دزدیدہ نظر سے جو ادھر دیکھ لیا

جبرِ بر ایک مصیبت میں جماعا شوق پر

شوخی کا تیرِ نظر کیوں نہ در آئے دُلمین

خود وہ اُستاد ہیں انکا کوئی اُشاو نہیں

پاگلِ باغِ عین کب صورتِ شہناو نہیں

کیا سبب ہو کہ جو اُس وقت بھی تو شاو نہیں

یار کے چاہِ ذوقِ عینِ دل نا شاو نہیں

سخت آہن سے زیادہ دلِ حاد نہیں

کون سی ہجو وہ ادا جی بھی یاد نہیں

اس بلا سے کوئی دیوانہ تو نہیں آو نہیں

کون سی ہجو وہ جنابِ حسین کا اُشاو نہیں

سمجھا پہلو میں مے اب لہناو نہیں

ایک دم بھول گئے اُنکے تمہیں یاد نہیں

آئینہ یہ ہو کوئی ساتھِ قولاو نہیں

اُنکے بروے کشیدہ سین کیونچ نہ کروں	تیغ کھینچے مجھے سر پر کوئی جلا و نہیں
چنگیوں سے دل یہ حال کو بیسودہ کرے	سُرمہ ہو جائیگا اسکی کوئی نبیسا نہیں
ہجر یوسف میں نہ کیوں گریہ کنان ہوں	کوئی ایسا نہیں جسکو عنسمِ اولاد نہیں
بنگے دیوانہ کیے خوب مرے لیلی سے	فقرہ بازی میں کوئی قیسِ استاد نہیں
فقر کو گوشہ عزلت میں چھپالے اپنے	کیا دراز اتنی کُلاہِ سرآزاد نہیں
خاک ہو گا نہ شہیدِ ننگہ ناز کبھی	کشتہ تیغ ادا کشتہ فولا و نہیں

غزل ۹۶	تا مرادی سے کہو دھونڈھلا دے قاصر	شعر ۳۲
	آج پہلو میں ہمارے دل ناشاد نہیں	

تڑپتا دل رہے کیونکر نہ برین	اُٹھی ہر ہوک سی میرے جگرین
بھرے ہیں نالہ شبگیرِ اثرین	چلے آئینے کل وہ میرے گھرین
دلِ میران نہیں درجہ بے برین	اُداسی چھائی ہر میری نظرین

چلے آئیں وہ تھانے دل کو گھڑیں
 لباسِ صندلی کیوں ہونہ بریں
 یوں آنکھوں میں کھپے ہستے ہیں گیسو
 غمِ ہجران کے دعوت کیا کروں میں
 جابون کی طرح سے زندگی ہو
 کسی کا خون ناحق کیا کر وے
 سحر کو رخ کا اسکے دھیان آیا
 بسان سوزن ساعت ہو گریش
 پتا انکا ملا جھکوا سی سے
 ہزاروں گردن کاٹیں نہ کیونکر
 پاک کر بل نہ کیوں گیسو کھائے

اثر پیدا ہوا وہ بے اثر ہیں
 رہا کرتا ہو فاختہ دروس ہیں
 جہان تاریک ہو میری نظریں
 لبو باقی نہیں مرے جگر میں
 تہیں دم کا بھروسہ پکڑ لیں
 لگائی تیغ کیوں ایجان کھڑیں
 کیا طوطے کو گیسو رات بھر میں
 سفرِ پیش ہو مجھ کو حضر میں
 نشانِ بیاہود کیے رہ گزرتے ہیں
 لگا ہو نیچے اتنی کسرت میں
 کہاں ہیں ان کی طاقت کھڑیں

کرین اب آکے پروانے بھلا کیا	وہ رونق ہی نہیں شمع سحرین
زمانے میں گویں ہزاروں	سہا تا پر نہیں کوئی ننگ سین
ہیں تیرے ورون شرب وقت ہو نہ	سمندر کیا بھرا چو چشم ترین
نہ دیر صیاد جاؤنگا کہاں میں	نہیں ہر طاقت پرواز پرین
وہ کیوں ٹکڑے ہو دل اکی جتا	برش ہو تیغ کی نیچی تھل میں
فرغ و رخ دل پر میں کیا ہو	ضیا باقی نہیں سحر میں
نہ کیونکر کٹیں اسی ادھر	چاکہ ہو تیغ کی اٹلی کمر میں
ہوئی ہر فکر ان اتون کی جھکو	سرا پا غرق ہوں آب گہر میں
مثال شیشہ ساعت ہوں ہزار	کٹی ہو عمر بھر سری سفر میں
گذر دل کا ہو گناہ و سنجہ	مسافر بچہ کے آیات بھر میں
نشان نقش پیمچین وہ شاید	بچاؤن کیوں آنکھیں گذر میں

<p>کوئی بیٹھا کر کیا پلوں میں اُسکے تیہی کا بڑا ہوتا ہے صبر جیلے جاتے ہیں آنسو بھی ہمارے کیا ہے تیغ و زان سے جوشہ اثر پیدا نکال کا ہو اے نہیں وہاں شمشیر سے یہ عزیز اعمال مرقد میں نیکو ہوں</p>	<p>اٹھا اور رو کچھ قلب و جگر میں پڑا نا سوراخ قلب گدہ میں نخشب کی آگ ہے سوزِ جگر میں مجھے تم توپ دو گر دہس میں غبار کو چہ تر حسم جگر میں کھلے ہیں بھول قاتل کی سپر میں ملا اک دوست مجھ کو عمر بھر میں</p>
<p>غزل</p>	<p>نہیں کوئی یہ فانی میں فانی اندر حیدر ہی رہا کرتا ہے گھر میں</p>
<p>بھی نہ غم سے جنگ و جدال کرتے ہیں وہ لکے آئینے کو تو خیال کرتے ہیں</p>	<p>ہمیں کو الٹی چھری سے حلال کرتے ہیں جو اپنے عکس سے پروں ملال کرتے ہیں</p>

<p>جب ایک پھول سے رخ کا خیال کرتے ہیں وہ اپنی چال میں بھی جیسے چال کرتے ہیں عبت عبت کو وہ کیسے ملا کرتے ہیں غضب کرتے ہیں ناخن تراش کر اپنے فشار ہونہ دو بارہ کہیں غریبوں پر دکھا کے زلف پریشان مجھے سربازار مثال حضرت موسیٰ مجھے یہ غش آئے انھیں بھی قہر و شام و سحر عجب طرح سے ابھتا ہر دل معاذ اللہ لیا تو بسہ ابر و قریب نے لیکن قریب ہوتا جو گھٹ گھٹ کے دم نکلائے</p>	<p>نظارہ گل باغ جمال کرتے ہیں خرام ہاڑ سے دل پائال کرتے ہیں نجانے دل میں وہ کیا کیا خیال کرتے ہیں گلا گلا کے قہر کو ہال کرتے ہیں مٹے ہوئے کو وہ کیوں پائال کرتے ہیں گناہ گار مرا بال بال کرتے ہیں الہی خیر ہو ہم بھی سوال کرتے ہیں جو آسیا کی طرح سے سوال کرتے ہیں شب فراق کا جب ہم خیال کرتے ہیں وہ بے چھری مجھے ناحق حال کرتے ہیں ہم اپنی موت کا جسم خیال کرتے ہیں</p>
---	--

<p> مریض بھر ترے انتقال کرتے ہیں ذرا سی بات کا اتنا ملال کرتے ہیں بزرگ سبزہ جین پائیال کرتے ہیں کہ آج پہلے پہل ہم سوال کرتے ہیں اشارہ دشت میں مجھے غزال کرتے ہیں ہم اپنے دل میں ہزاروں خیال کرتے ہیں خطا کسی کی کسی سے ملال کرتے ہیں کہ لاکھوں کبک ی پائیال کرتے ہیں کہ ہم سے بوسوں کا الٹا سوال کرتے ہیں کندزلف سے صید غزال کرتے ہیں جواب پاتے ہیں جیسا سوال کرتے ہیں </p>	<p> خبر کرے کوئی جا کر یہ رشک عیسیٰ سے غضب ہو بوسہ ابرو پہ کھینچتے ہیں تیغ خدا گرے ہوئے پھولوں کی ہر گلچیں سے ہماری ابرو اُن ست سے خدا کے کھلے سمجھ کے عاشق جیشمان شریکین محب کو وہ بے سبب کبھی مجھ سے نخواستہ ہوتے ہیں کشیدہ ہمسے ہوں تصویر کھینچ لے کوئی جہان میں چائے کیون اب ہوا جواب انکی دم وصال چھائی ہی بخودی اُن پر پھنساتے ہیں مرنے کو وہ چو گیسو میں بتوں سے ہوتی ہیں باتیں کی قدرت سے </p>
---	--

طلب ہے کرو دل کو تکریم نہیں گلون کو آکے سکھاتے ہیں ونہی اپنی عزیز کہتے ہیں آنسے ہاری بالین پر ٹھہرا جل کہ ابھی موسم جوانی ہو ہمیشہ جگنو زاکت تھی مانع فستار	کہن فقیر سے سلطان سوال کرتے ہیں ہراک شجر کو چمن میں نہال کرتے ہیں ہٹو ہٹو کہ یہ اب انتقال کرتے ہیں یہ حوصلے بھی مرا انتقال کرتے ہیں وہ لاش لیکے چلے ہیں کمال کرتے ہیں
---	---

غزل ۹	زبان جواب میں تار بڑکے نہ تھا خبر کی فرشتے قبر میں مجھ سے سوال کرتے ہیں	شمار ۲۱۹
-------	--	----------

مین دل جلا جو کبھی پتیا ہون باغ میں جلتی ہو ایک شمع سی بلبل کے داغ میں صیا و اس چمن میں جو رکھتا نہیں مجھے یہ موتیا بھی پھلکسی موتی سے کم نہو	آتی ہو بوبکباب کی میرے داغ میں رگمائے گل کا ہو جو قبیلہ چراغ میں لیجیل ہیرے نفس کو کسی اور باغ میں برسے اگر یہ ابرگسم بار بار باغ میں
--	--

زلف سپہ ہر کب عرق آلودہ ٹپکے پاس
 اچھا یہ دیکھیں آنکھ اٹھا کر مجھے حضور
 اگر میں نہیں تو کوئی نشانی ہی ہو مری
 اُن تنکھوں کا میں دیکھنے والا ہوں بے غما
 بید روی اس چمن کی دورنگی کے ساتھ
 کوئی گل فساد کھلا چاہتا ہے آج
 دربان بھی کسے یار میں تٹا ہوا طس
 دیوانوں کی طرح سے کچھ کیوں نہ سمر
 کتا ہو کون آب و ہوا سے چن ہو خوب
 فارون سے کچھ غرضن مجھے گل سے کاٹے
 ہر ایک رو شاہ گل زرد زرد ہے

یہ سانپ اُس چاٹنے آیا ہوا غمین
 نرگس سے اب کرونگا اشار میں باغ میں
 صیاد آشیانہ ہی رہنے دے باغ میں
 کیا دیکھوں آنکھ اٹھا کے نرگس کو باغ میں
 ہنستے ہیں بچوں مٹی ہوشم جو باغ میں
 ہمراہ وہ رقبے جاتے ہیں باغ میں
 شمشاد طس سے اکڑتا ہوا غمین
 سوداے زلف یار کھلا ہوا باغ میں
 نرگس سدا مریض ہی رہتی ہو باغ میں
 رہتا ہوں مثل سبز بیکانہ باغ میں
 کیسی ہوا چلی ہو آگے یہ بے حس میں

سو یا ہو کوئی سبز خوابیدہ کی طرح	پھر تیری ہر خود نسیم دے بیے پائون باغ میں
سودائے زلف لوتگا میں دل پہ تلچ کر	اتو ہی سمانی ہو میرے دماغ میں
خوابیدہ بخت کیون نہ ہوں سمجھے وہ گل جو غیر	ہو جو خواب سبز وہی گانہ باغ میں
آنے نہ دے چین میں اگر باغیان مجھے	بستر کاؤن سایہ دیو ارباع میں
سوز و رن سے بعد فنا کے جلا دیا	روشن کیا پرغ کھد میں نے باغ میں
کہتا ہوں گر تیل ہر بے اثر	شبم تو روز اشک بہاتی ہر غم میں
ستاٹا ہی پڑا ہوا ہو کا مفاہم ہو	بلبل نہیں جو زمر مسج آج باغ میں
بارکب بال سے بھی نہ آئی کہ میں نظر	ہو نچا عدم ملک میں کر کے لرغ میں
اجما تھا زلف یا میں جب تک تو خوب تھا	اک دم بھی لے نہ چین پایا قلع میں
صیاد کا ش اسیر خزان میں اسے کرے	ہر موت عند لب کی پتر مردہ باغ میں
عزت ہو فلسو کی بھی ہر دہر کے قریب	ہر گل کے پاس خار کی بھی قدر باغ میں

غزل ۹	فاخر کا دل شگفتہ ہو آنے کو ہر وہ گل ہو آمد بہار دل باغ باغ عین	شعر ۲
<p>آئی ہو کیا ہمارے دل کے غمین محو خرام یوں ہو وہ دور ایام غمین لے آؤں قرب سیر رو کی عین کون او پر خ بے بسب یہ نہیں اُنکو گر غمین خالی نہ کیوں ہو دست قرب سیاہ یابی و شون کی زلف سے لکھے ہیں و اُس بزم میں جلاؤں میں پیہر کی شمع کا جل بھی نہ یہ چشم وہ کرتے نہیں کبھی کیوں ہیں کد پر ہر پروانہ بلسلین</p>	<p>اک کبھی تو سیر کرو خانہ باغ نسیمین جیسے نسیم جھومتی پھرتی ہو باغ عین جھگڑا پڑا ہوا ہو سگ یار و ز غمین پھرتے ہیں ہر وہ ماہ کسی کے سر غمین کب ز روشت غنچہ منت ارزا غمین بھیجوں گا خط سین باندھ کے پر ہاں غمین روشن کروں رگون کا قیلاہ پر غمین ہو دو دل شریک ہو دو دیر غمین شاید پڑا کر غن گل بھی ہے غمین</p>	

<p> جیسے صدائے خندہ نہیں ہر چہ راغین پامال ہونہ سبزہ بگائے باغین کالے کے سامنے نہ رہے صنوبر چہراں پانی ملے تو شور ہو پیدا چہرہ چہراں آنکھوں کے تل کاہل جلاؤں پر غمیں ناسور پڑ گیا ہر کلیجے کے داغین کس بادہ کش کی خاک ملی ہو یا غمیں نہ کا اوصوان نہ رخ جل کے چہرہ غمیں نشستے جو سر جھکانے ہیں بزمِ راغین </p>	<p> ہنستے ہو تم جو بزم میں اس طرح سے ہنسو گلگشت میں ہو غیر کا انکسوی یہ خیال سودائے زلف یار نے دل کو چھجا دیا ہوتا ہر غیر جنس سے کب ربطِ باطنی کاہل وہ رشک شمع چو پار بر آہٹم آنکھوں کی میری اشک نہ کیونکر بہا کرین ساقی بے بھر کے وجود صحریٰ جذب ہو اختلاے سوز عشق جو منظور تھا مجھے کس مست ناز کے ادب آموختہ ہیں یہ </p>	
<p> شور </p>	<p> ہیں اس غزل میں جو گلِ مضمون ہے فاخر کے شعرِ طبع ہیں پستی ہیں باغین </p>	<p> غزل </p>

اشک جتنے ہیں میری ترین	پانی اتنا نہیں سمٹ دین
جان جاتی ہے ہجر و لبرین	وصل جانان نہیں مقدرین
کیا پھنسا جا کے زلف و لبرین	آج ملتا نہیں جوں بدین
بیمحسوس ہوں ہر جسم لائبرین	تار جیسے کوئی ہو بسترین
کیون نہ میرے لہو کا پیانا	آب ہل نہیں ہر بحرین
جڑے آئے تو موت بھی آئی	تفریق ہی رہا مست درین
کون آیا دیان قیامت قد	حشر برپا یہ کیون ہر محشرین
جا کے سو بار ہم مل پٹ آئے	انگو پیا نہیں کبھی گھرین
اشک خون بابا نکھوئیں کرین	مے گلگون بھری ہر ساغرین
نزع میں کیون نہ دیکھو انگو غور	اب ملاقات ہوگی محشرین
اُبلے پڑے ہیں اشک انگو نرس	کیون نہ طوفان اٹھ سمندرین

<p> یہ صفائی نہیں ہے گوہرین تاب پرواز ہے مرے پرین موت آئی ہے تجب زلبرین درود اٹھا ہو قلب مضطربین ورود پیدا ہوا مرے سرین کچھ ابھی ہیں تو کچھ ہیں دم بھڑین کون سودا نہیں ہے سرین ہو گی آوارگی مقدرین کوئی دجنا نہیں ہے سنجہین کیا روانی ہے آب خجہین جی لگا ہو مرا کبوترین </p>	<p> آنسوؤں میں جو آبداری ہے دیکھ اڑتا ہوں باغ کو صیاد لیکے ارمان وصل جاتا ہوں پیشا کیوں نہو مجھے دشوار صنل آتے ہیں کیا لگانے کو کیا تلون مزاج ہیں مشوق انکی زلفوں کا کیا ہوں یونہ خاک میری نہ کیوں ہے برباد تھون ناحق ہی چھٹ گیا قاتل سرمستول بہتے ہیں تال پھر کے آیا نہ کوئے جانان سے </p>
--	---

<p> سخت جانوں کی گزیر کاٹیں خاک سے میری کیوں نہ چال آنکو منظور ہو جو بادہ کشی دل سوزان میں جو طرہ ہو ہاتھ آئے جو پار کی تصویر اگر دشمن دیگا کیا فلک مجھ کو پانی قاتل گلے تک آیا ہو مرتے مرتے رہے لبوں پہلی </p>	<p> یاڑھ کیا قہر کی ہر پنجہ میں اگر دشمن ہیں لکھی مقدر میں نامہ لکھا ہو خطِ باغِ زمین تیری اسی نہیں ہو خاکِ زمین رکھوں آئندہ سکندر میں آپ اٹھوں پہر ہو چکر میں دو بتا ہوں میں اب خسرو میں دم جو نکلے تو عشقِ حیدر میں </p>
<p>غزل</p>	<p> دینا فاسد کو یا علیؑ لی دھیان اُسکا ہو جامِ کوثر میں </p>
<p>ہاں ذرا جو شش میں آوید و گریان دیکھیں</p>	

ہم کو منظور ہی پھر نوح کا طوفان دیکھیں

ہم وہ درویش ہیں گر کو چہر جانان دیکھیں

ہم کلمہ اٹھا کر بھی نہ پھر گلشن رضوان دیکھیں

جذبِ الفت کا اثر سلسلہ مجتبان دیکھیں

منتشر ہم ہوں جون زلف پریشان دیکھیں

ہم جو کچھ کہہ رہے وہ گیسو سے جانان دیکھیں

اک داک شب کو نہ کیوں خوابِ نشان دیکھیں

شبِ فرقت کی سحر ہو کہیں پیدا یا رب

اسپنے دامن کی طرح چاک گریبان دیکھیں

آتشِ عشق سے جل جائیں نہ کیوں پروا نے

حال سوزندگی شمعِ شبستان دیکھیں

یا الہی کمین پھر فصل بہاری آئے
 گل بلبل سے پھر آباد گلستانِ دیکھین
 قول ہر مشوق شہادت میں یہ جاننا زون کا
 ہو روانِ حلق پہ کب حسنِ بہر ان دیکھین
 غریبِ مثنویٰ میں چلے جاتے ہیں سبیلی و ش
 آپ بھی چل کے ذرا سیر چراغانِ دیکھین
 آتشین دلِ غلامِ جومرے دل میں چراغ
 گھر میں بیٹھے ہوئے ہم سیر چراغانِ دیکھین
 گھر میں ہم صورتِ آئینہ رہیں سکتے ہیں
 چشمِ زرگس کو اگر باغِ مین حیران دیکھین
 حالِ ہر عاشق و معشوق کا کیسا برعکس

گل نہیں باغ میں بلبل کو جو نالان دیکھیں

کیا کریں حمد لی سے ہیں ہم اپنی محبوب

ہم بھی رونے لگیں گر شمع کو گریبان دیکھیں

وہن مرتد بے مردہ یہ دیتا ہر صدا

کس دن آباد ہو یہ حنائی ویران دیکھیں

آنکھیں ساقی نے پھرائی ہیں ابھی تو ہے

اگے دکھلاتی ہے کیا گردش دوران دیکھیں

حال جب سترِ محبت کا کھلے گا ہم پر

سرِ بالین جو تمہیں باہرِ عریان دیکھیں

دشکتہ بھی ہو پھر قبر شکستہ کی طرح

چشمِ عبرت سے جو ہم کو مرغِ غیبان دیکھیں

مجھے کھل کھل کے گل و باغ جنوں کہتے ہیں

فصل گل آئی ہے پھر چل کے گلستانِ یحییٰ

باغ سے ٹھوکرین کھاتے ہوئے بھاگین دونوں

کبک و طاؤس اگر تلو کو خرامان دیکھیں

محبِ دوست جنوں تارہ باقی رکھنا

ٹھٹھکے دامن کے اُڑیں چاک گریبان دیکھیں

اپنے جانے نہ کیونکر ہوں پتنگے باہر

شمع جب پروہ فائوس میں عریان دیکھیں

زخمِ مہاے جگر و دل میں چاک پیدا ہو

صورتِ برق جو اُس ماہ کو خندان دیکھیں

ساتھ ہم ہر کس و نا کس کا دیا کرتے ہیں

ہم بھی نالے کرین بلبل کو جو نالان دیکھیں
 دل میں ہر کشاکش حسرت و اندوہ و الم
 کس طرح تن سے نکلتی ہو مری جان دیکھیں
 جان کر سلسلہ رشتہ افت کا سیر
 بال وہ کھول دین مجھ کو جو پریشان دیکھیں
 موت اُدھر آئی ہو لیکن وہ اُدھر آئے ہیں
 کس کشاکش میں نکلتی ہو مری جان دیکھیں
 غزل ایک ایک نے محنت سے کی ہو فخر
 غزل ۱۰۰ داد دیتے ہیں کسے آج نغز دان دیکھیں
 شعر ۲۵

بہت دل اُبھتا ہو میر وطن میں جنون کہ رہا ہو رہو چلے بن میں	بلد میں ہو گردش سکون مجھ کو بن میں سفر میں وطن ہو سفر ہو وطن میں
---	---

پھندا دل جو زلف شکن شکن بین
 ہیں لاکھوں لغت شاعروں کے مخمیز
 ہماری گزرتی ہو تو نہیں ہمیشہ
 نکیرین خلعت سے ملتے ہیں آنکھیں
 بتوں نے نہ کیں مجھ سے باتیں کیا
 نکھر کے جو آئی ہو فصل بہار ان
 نجوم فلک کس لیے ہیں پریشان
 کہوں مشکبویا میں کیسے کو اُنکے
 مری بات ہر اک وہ کاٹیں نہ کیونکر
 بت کم سخن یوں وہ رہتا ہر ساکت
 مزا جو ملا ہو دم وصل اُنکو

ہوا مبتلا کب نہ رنج و محن میں
 ہزاروں زبانیں ہیں گویا دہن میں
 سفر میں کبھی ہیں کبھی ہیں وطن میں
 ہو صُورہ جو خاک شفا کا کفن میں
 رہی آرزو یہ دل برہمن میں
 عداوَل چکتے ہیں کیا کیا حسن میں
 مگر برہمی ہو کسی انجمن میں
 کہ شہرے ہیں ملک خطا و ختن میں
 زبان مثل تلخی روان ہو دہن میں
 زبان اُسکے گویا نہیں ہو دہن میں
 زبان دے رہے ہیں میر دہن میں

<p> سہسین کھلکھلا کر نہ غنچے چمن میں حیا جس طرح سے ہوتا زہ اُلھن میں ہر ن چو کڑی بھر رہا ہے ختن میں اگر وہ سہی قد نہ جائے چمن میں جگہ پر بھی باقی رہا پل رسن میں نہاں تیج تھی کیا جبین کی شکن میں سیاہی کدین سفیدی کفن میں فرشتوں نے مردہ نہ دکھا کفن میں پڑی اوس الہی کیسی چمن میں جہان سے چلے منہ چھپائے کفن میں </p>	<p> عنادل کے زخم جگر ہوں نہ محسوس سدا سرنگون یوں وہ رہتے ہیں مجھے دلِ وارہ کو گیسو نہیں ہے چنچلت سے شمشاد پھر پا بگل ہو ہیں موے سفید ابھی پرچ اسکے کیا قتل مجھ کو چڑھائے جوا برو شب و روز ملکِ عدم میں ظاہر تنِ زار تارِ نظر کیا تھا مسیحا نہ ہنستے ہیں گل ورنہ روتی ہر شبنم کیا نامِ الفت کو برباد مر کے </p>
--	---

گرا تے صنم کیون نہ کہے میں فاختہ

غزل ۱	ہر قوت خدا کی شہادت شکن مین	شعر ۳
<p>ہفتان ہمین ہوا برو عالی مثال مین انجھا ہوا ہون زلف سیہ کی مثال مین آئی نہ کوئی بات جو میرے خیال مین تھرکیوں کیا پاپیٹے سے انکو وصال مین کب آنکھیں لال لال مین شمع مست کی یہ دو گل حذر رہے کیون نہ اک طرح دل کو عروس قبر کا اران ہو کس طرح رویا ہون منہ کو رکھ کے مین کز لعل یار پر کب کے حضور مر گئے ہوتے مریض ہجر وہ شرمسار غیرے بوسہ طلب کرے</p>	<p>جو ہر حکم ہے مین یہ تیغ ہلال مین آتے مین محوئے سنبلیلی چان خیال مین پہونچا عدم کو انکلی مکر کی مثال مین دوبے ہوئے مین ہم عرق اشمال مین بادہ بھرا ہو ساعتر چشم غوال مین آتی نہیں خزان کبھی بانغ خیال مین رحمت فراق مین ہو تو ایزد اوصال مین گوندھا ہو مین نے موتیوں کو بالی لٹال مین لیکن یہ جی رہے مین امید وصال مین آتی نہیں یہ بات ہمارے خیال مین</p>	

<p> ابروے رشک ماہ سے بچا ہوا ہوسری دشت جنون میں آج لایم مذاق ہے ہوا آخرت یہ نہ رہب عشاق کی نہی جلنے بڑا اڑکے جو پھر آسمان پر کھیلے شکار تیغ سے قاتل مرا اگر فرو سخنوران میں لکھا ہوا مر بھی نام جل جل کے میں بھی خاک نہو جاؤں مثل الجھن سے میں پاؤں نہ کیوں قلندر کو مانگے سے ایک تل بھی ملیگا نہ او حریص انگڑائی میں وہا ستن کو کب ستر ہیں کہتے ہیں وہ کہ پورہ تو کیوں مانگتے نہیں </p>	<p> دو چار دن تلک ہو کچی بس ہلال میں وحشت ہمارے دل کی ہوشم غزال میں دوزخ ملے فراق میں حنت صالح میں پیدا اک اور نعل ہو نعل ہلال میں پھنس جائے مرغِ روح بھی حیرت کمال میں داخل ہوا ہوں دفتر اہل کمال میں برق نہ گئے مجھ پر گرا تا جلال میں کھلتی ہو مشکون سے گرہ پڑ کے بال میں نقطہ نہیں ہو دیکھ لفظ سوال میں پر تو فگن ہو بدر کا جلو ہلال میں کیا مجھے تنگ مار ہو تجھ کو سوال میں </p>
--	---

چاہوں چو بلند یں اپ فلک سیر
 شبنم نے روئے شاہِ گل جو بک گویا
 آمد و نہ مج سے اُچھین نکسیرِ قسیر
 اُلٹی تھابِ رخ سے مہرِ بام کیوں حضور
 دل ناخدا ہوز ورقِ عصیان کا خود مرا
 او ترکِ چرخِ دل کو ڈر دیا کیا مرے
 دون تاخنِ خانی ہر سے کیا مثال
 مرغ سے یہ آمد و نہ زیب کرے
 اتنا یہ مجھے خوب تکرر نہیں حضور
 کرتا ہوں او فلک میں بلند آہیں اسلئے
 حرفوں کے دائرے بھی مہ نہیں دیکھو
 کیلین لگاؤں تاروں کی نعلِ ہلال میں
 تر ہو گئی ہو خود عرقِ نفعِ سال میں
 تکرارِ بڑھ نہ جائے جواب و سوال میں
 دھبہ لگایا آپ نے ماہِ کمال میں
 ڈوبوں نہ کیوں ہم عرقِ نفعِ سال میں
 چلے کی احتیاج ہو قوسِ ہلال میں
 سُرخِ وہ شمع کب ہو شفقِ گن ہلال میں
 او چرخ کچھ برش نہیں تیغِ ہلال میں
 ٹپ جائے دل نہ آپ کا گردِ ہلال میں
 لے جوڑ تیرا ہ کمانِ ہلال میں
 نکلے میں یہ ہلال دعا کے ہلال میں

<p> ہنسین کھلکھلا کر نہ غنچے چمن میں حیا جس طرح سے ہوتا زہ دھن میں ہرن چو کڑی بھر رہا ہے ختن میں اگر وہ سہی قد نہ جائے چمن میں جلے پر بھی باقی رہا بل رس میں نہان تیغ تھی کیا جبین کی شک میں سیاہی کدین سفیدی کفن میں فرشتوں نے مردہ نہ دیکھا کفن میں پڑی اوس الہی کیسی چمن میں جہان سے چلے منہ چھپائے کفن میں </p>	<p> عنادل کے زخم جگر ہون نہ محسوس سدا سرنگون یون وہ رہتے ہیں مجھے دل آوارہ کو گیسو نہیں ہے پتخت سے شمشاد پھر پاگل ہو ہن موے سفید ابھی پرچ اسکے کیا قتل مجھ کو چڑھائے جوا برو شب و روز ملک عدم میں ظاہر تن زار تارِ نظر کیا تھا مسیحا نہ ہنستے ہیں گل ورنہ روتی ہو شبنم کیا نامِ الفت کو برباد مر کے </p>
--	---

گراتے صنم کیون کہتے ہیں فاختہ

شعر ۳	غزل ۱۰ ہر قوت خدا کی نسبت شکن مین
<p>جو ہر چمک ہے مین یہ تیغِ ہلال مین آتے مین موعے سنبلی چانِ خیال مین پہونچا عدم کو اُمکی مکر کی مثال مین ڈوبے ہوئے مین ہم عرقِ اُفصال مین بادِ بھرا ہوا ساغرِ چشمِ غزال مین آتی نہیں خزانِ کبھی باغِ خیال مین رحمتِ فراق مین ہو تو ایذا وصال مین گوندِ صاف مین نے موتیوں کو بالی لال مین لیکن یہ جی رہے مین امید وصال مین آتی نہیں یہ بات ہمارے خیال مین</p>	<p>اوشانِ تہین ہوا برو کا لی مثال مین اُبھا ہوا مہونِ زلفِ سیہ کی مثال مین آئی نہ کوئی بات جو میرے خیال مین محرکیوں کیا پسینے سے اُنکو وصال مین کب آنکھیں لال لال مین شمعِ مست کی یادِ گلِ عذارِ رب سے کیوں نہ اک طرح دل کو عروںِ قبر کا ارمان ہو کس طرح رویا ہوں مٹھ کو رکھ کے مین کب نہ یار پر کب کے حضور مر گئے ہوتے مر فیضِ بحر وہ شرمِ سا غیر سے بوسہ طلب کے</p>

<p> ابروے رشک ماہ سے بچا ہوا ہسری دشت جنون میں کج لہام مذاق ہے ہوا آخرت یہ نہ سب عشاق کی نہی جائے براں اڑ کے جو پھر آسمان پر کیلے شکار تیغ سے قاتل مرا اگر خود سخنوران میں لکھا ہو مرا بھی نام جل جل کے تین بھی خاک نہو جاؤں مثل الجھن سے میں جاؤں نہ کیوں قتل نہ کرو مانگے سے ایک تل بھی ملیگا نہ او حریص انگڑائی میں وہاں ہتھون کو کب ستر چھین کہتے ہیں وہ کہ بوسہ تو کیوں مانگتے نہیں </p>	<p> دو چاکر دن تلک ہو کچی بس ہلال میں وحشت ہمارے دل کی چوٹیم غزال میں دوزخ ملے فراق میں جنت صال میں پیدا اک اور نسل ہو نسل ہلال میں پھنس جائے مرغِ رنج بھی ہو کربلا میں داخل ہوا ہوں دفتر اہل کمال میں برن گئے نہ جھپکے گرا تا جلال میں لکھتی ہو مشکون سے گرہ پڑ کے بال میں نقطہ نہیں ہو دیکھ لے لفظ سوال میں پر تو فلک ہی بدر کا جلو ہلال میں کیا مجھے نہنگ عمار ہو تجھ کو سوال میں </p>
---	---

کیلیں لگاؤں تاروں کی نعل ہلال میں	چاہوں چوس بند ی اسپ فلک سیر
ترہو گئی ہو خود عرق ہنس سال میں	شبم نے روئے شاہر گل جو بیک گودیا
شکرار بڑھ نہ جائے جواب و سوال میں	کہ وہ نجم سے اچھین نکسیرن قبیل میں
وہ ہال لگایا آپ نے ماہ کمال میں	الٹی نقاب رخ سے سہرا م کیوں حضور
ڈوبوں نہ کیوں ہم عرق ہنس سال میں	دل ناخدا ہوز ورق عصیان کا خود مرا
چلے کی احتیاج ہو قوس ہلال میں	او ترک چرخ دل کو ڈرائیگا کیا مرے
سرخ وہ شمع کب ہو شفق گن ہلال میں	وہ نافرمان خانی ہر سے کیا مثال
اگر چرخ کچھ برش نہیں تنخ ہلال میں	مریخ سے یہ کہ وہ زیب کمر کرے
شب جائے دل نہ آپ کا گرد ہلال میں	اتنا یہ مجھے خوب تکر نہیں حضور
لے جوڑ تیرا آہ کمان ہلال میں	کرتا ہوں او فلک میں بلند امین اسلے
نکلے ہیں یہ ہلال دعا کے ہلال میں	حرفوں کے دائرے بھی مہ نہیں دیکھو

دوزخِ خزان چرائے گا کیونکر کون کا تر
 آمادہ ہو عدم کے سفر پر مسافر و
 کیونکر شبِ فراق میں دیون میں پانی جان
 افسردگیِ غیب سے دل بچھ گیا مرا
 اقتادہ مثل گردِ پس کاروانِ ن میں
 ہومر کے کیون نہ کوچہ جانان کی آرزو
 عشقِ تباہ سے زیت کا میری شمار
 تالے ہمارے دل کے نہ مقدر میں بھی
 برباد کر ہوا اے اہلِ مجھ سے زار کو
 بلیل وہ ہون کہ قید ہوں خود اپنے قلب میں
 یوں قافلے سے چھوٹ نہائیں گیا

کیا باغیان سر و چمن میں حسن نہیں
 آوازِ الرحیل ہی رنگِ جبر حسن نہیں
 ناچار موت سے ہون کوئی ایسے نہیں
 وہ ولولہ نہیں وہ ہوا وہوس نہیں
 ناگان یہ دل مرا ہر صد اجڑ حسن نہیں
 بے وقتا بہشت کی کسکو ہوس نہیں
 ز تارِ برہمن ہی یہ تانِ نفس نہیں
 خاموش آج کیون سر منزلِ جبر حسن نہیں
 جینے کی ہجریار میں مجھ کو ہوس نہیں
 صد چاکل مرا ہی یہ چاکِ نفس نہیں
 کوئی رفیقِ راس و پٹ پٹی پس نہیں

باور نہ تو دیکھ لو تم آ کے لاش کو	آنکھیں کھلی ہوئی ہیں تمہارا خیال میں
میرا دل شکستہ و ناک ہو سب صفا	بڑتی نہیں گرہ بھی شیشے کے بال میں

غزل ۱۲۱	گوہن گناہگار نہ خشید گادہ ضرور	شعر ۳۱
	فاخر کو شک نہیں کرم ذوالجلال میں	

پھولا ہوا باغ پھول سرین قفس میں	صیاد بربانی کی جھکو ہوس نہیں
ہمارے کی جھکو کج قفس میں ہوں نہیں	صیاد کیا کروں کہ مراد پس نہیں
فریاد کن یہ دل نہیں مٹی میں خستہ	جانا ہوا قافلہ یہ صد اے برس نہیں
شکلی گلی تن سے جان بھلا کب بہار	کیا میرا مرغ روح اسیر قفس نہیں
اے آسمان تجھ ساتھی مغرب میں ہوں کیوں	وہ کیا داغ حسین ہوا و ہوس نہیں
ہو تا میں بوسے غنچہ کے مانند کاشیر	حسرت یہ ہو کہ باغ میں میرا قفس نہیں
مردے وہ زندہ کرتے ہیں ایک ایک	آج کوئی جہان میں سیما قفس نہیں

چشمِ مردہ دل مگر کوئی آیا تھا باغخان	رونق وہ تیرے باغین اپنی برس نہیں
ظاہر ہے شاعر وہ کہ پھیکا کلام ہے	شہد سخن کے گرد ہجوم گس نہیں

غزل	مٹے سے جان جانیگی پڑنے کی طرح	شعر
	فاخر وصال یار کی مجھ کو ہوس نہیں	

آوارگی وشت کی مجھ کو ہوس نہیں	بیر کیا کروں کہ چش جشت سے بس نہیں
مردہ ہر عندلیب صد آتفس نہیں	یہ گوشہ مزار ہے گنجِ آتفس نہیں
ہنسن حضور راہ دو ہفتے سے کیوں نہیں	سچ کہ یہ چودہ روز ہیں وہ برس نہیں
تیرے شریں ابرین اب کچھ نہیں ہا	ملتی نہیں ہر نبض صد آتفس نہیں
کیا یہ کہرا ان عدم کا طسریق ہو	اڑتی نہیں ہر خاک صد آجس نہیں
گھبرا ہی ہو قید میں طیل تو کس لیے	کچھ تنگ آشیانے سے بڑھ کر قفس نہیں
صیا و قیدیوں پر ترے کیا گذر گئی	خالی قفس پڑا ہے اسیر قفس نہیں

<p> تگہ ہوں نہیں تو مجھے بھی ہوں نہیں چپ قافلہ وان ہو صد اجر نہیں حق میں مرے سموم ہو با نفس نہیں تختہ ہلالہ زار کا سطح نفس نہیں یکساں فرق شمع میں کچھ پیش پس نہیں نعمہ یہ تار کا ہو طنین گس نہیں کچھ پر نو چے پڑے ہیں اس قفس نہیں کیسا یہ خواب ہو کہ صد افس نہیں آتی ہیں ہچکیاں یہ فغان جرس نہیں اس وقت یکسی میں کوئی داد نہیں گفتگو یہ بولتا ہو صد اجر نہیں </p>	<p> بوسے نہ دو گے تم تو نہ لو گائیں بھی آنسو بھی کیا میں شہر خروشان کے ماہر ہر زہر ہجر یار میں اک دم کی بھی حیات پیکا ہو جا بجا جو مرے زخم تن سخن ارباب ضو کا باطل و ظلمت کفر ہر بیت عنکبوت میں بزم نشاط آج صیاد سردھڑے ہوئے رہتا ہو زار زار حیران ہو کے کہتے ہیں عاشق کی لاش کسکایہ قافلے میں نکلتا ہوں نے م مرقہ میں کیوں یہ تم سے مدد چاہتا ہوں علی اک جان ملیب بھی ساتھ ہو دھڑان </p>
---	---

توڑو گامین تر کے پرب بندوبست چال | کتب قابل شکست طلسم نقش نہیں

غزل | فاختر ہو کیا حوادث عالم پر اختیار | امواج آب بحرین کچھ زور خس نہیں

ابرو میں حسن کی کمانوں کا خم نہیں | ضو میں خمیدگی میں مہ نو سے کم نہیں
چلتا ہر سر سے پستے روانہ قلم نہیں | کوئی زمین شعر پہ نقش قدم نہیں
دل پر جو اس سچ کا دست کر نہیں | بیتاب و مہم دم ہر سکون کوئی دم نہیں
جاتا ہر کاروان عدم کس طریق سے | آواز رنگ و گرد و نشان قلم نہیں
کاٹی ہیں کیا حضور نے پاؤں کی پیریاں | سودا یوں کا آج وہ چاہ و حشم نہیں
بسے نجف زار ہزاروں ہی دفن ہیں | ہیں جایا مزار شان مستم نہیں
بس ہن نہیں زبان جو قاصد کچھ کہوں | لکھوں میں حال زار رجال مسلم نہیں
بند آنکھیں کر کے کھولیں تو اکدم بھی نہیں | ہستی سے کچھ بید و یار عدم نہیں

وہ قتل کر کے کوچے میں پھینک دینے
 کہ راستی پر تیریں یہی سی نظر کی طرح
 محضہ بلطہ اسکو ترقی پر روز و شب
 اس سچے عشق میں کیونکر نہون عشق
 سمجھوں میں انکا مفروضہ کنا یہ کہ طرح
 باغ سخن میں ہیں گل مضمون کھلے ہو
 کیونکہ راز و لہ کاں لگاتے دوات
 سو گند کھائی مجھ سے نہ ملنے کی یار نے
 جب بیکیتا ہوں آنکھ پر مجھ سے پھرئی
 دل کی مصیبتوں میں نہ کیونکر شریک ہوں
 کیسی خوشی ملاں بھی دیتا نہیں فلک

حتمین ستم بھی اب اٹکا ستم نہیں
 ابرو میں جو کجی ہو کمان میں وہ نہیں
 در و دل و جگر میں کمی ایک دم نہیں
 کبٹ میں اغما ہے جگر کے دم نہیں
 اوج نہیں عرب کا زبان بسم نہیں
 بلبل کا زمزمہ ہے صریرت نہیں
 میرا فسانہ و روزبان ستم نہیں
 سمجھو یہ میرے واسطے اکی قسم نہیں
 وہ لطفت کی نظر نہیں چشم کر نہیں
 جو وقت پڑتا ہے دیر سے وہ ہم نہیں
 افاقے پہ غلاتے دل کو میں کھانے کو غم نہیں

فرہادی طرح میں کروں کیونکر فرکار	کیا میرے پاتن شہ نولاؤ غم نہیں
کہتی ہو شاہ نہیں بھی تو خلیفہ تمام	اسد کے فقیر سلاطین سے کم نہیں
ہر پرورش کیا ہوا ماز و نعم کے ساتھ	یہ فضل شک خوگر رنج و الم نہیں
ہاتھوں کو کیوں ملین جلاجل کی طرح	بزم نشاط یا زمین فسوس ہم نہیں
کچھ شے سے غرض نہ بہن کام ہی	ہم بادہ خوار ساکن دیر و حرم نہیں

غزل	کیفیتیں جہان کی دکھاتا ہی یہ نہیں	۲۵
	فاخر ہمارا دن بھی کم از جام خم نہیں	
موجوں کا یہ ستم بھی جبابون پر کم نہیں	اُنکو ہلاک کرتی ہیں یہ خمیں و خم نہیں	
تبہ میں میرے دل سے زیادہ نہیں	کہہ یہ وہ جو حسین مقام صنم نہیں	
ایرہنک سے بعد بکا کے بھی کم نہیں	گہرا یہ پڑ رہا ہوی مری چشم خم نہیں	
سیاد کے وہ گھڑتین یہ گلچین کی گوہرین	کیا تفرقہ پڑا گل بولبل ہسم نہیں	

یہ نام کب رقم سر لوح و سلم نہیں	منکر علی کے رتبہ اسلی سے کون ہو
کس کن مصیبتوں میں علی کا کرم نہیں	وقت اخیر و رزخ وزیر میں حشر
کو بچے میں اُنکے کوئی نشان قدم نہیں	مرمر کے مثل خلد پہنچتے ہیں عاشقان
بے فیض باغِ نظم میں شاخ و سلم نہیں	کاغذ پہ کھلتے ہیں گلِ مضمون ہزار ہا
سکتہ سا ہو گیا ہر مرے تنہا و ہم نہیں	حیرت نے مجھ کو مردم تصویر کر دیا
کس کام کی وہ آنکھ کہ سپر م نہیں	کتھن میں پھوٹ پھوٹ کے بنے ہیں آبلے
آنکھیں یہ رہروں کی ہیں نقش قدم نہیں	رستے میں دیکھ بھال کے پانوں اٹھائے
قابلِ اسی سے بار کے نخلِ سلم نہیں	کھتا ہر سر تو پھولتا پھلتا نہیں کبھی
مانندِ یحسون کے یہ خود ہو کو دم نہیں	شمسیر کُنِ صلق پر قاتلِ حبیب کی کیا
دونوں سے عاشقی میں گرہم بھی کم نہیں	فرہاد و قیس وادیِ الفت میں گویں یک
دل ہو گیا ہر چاک شگافِ قلم نہیں	مجھ سے شکستہ دل کا لکھا ہو جو حال

کچھ دیکے رنگ اسکے تاشے کی بچکے	کشلون بھی گدا کا کم از جام بسم نہیں
لکھا ہو برگ برگ پہ حال خزان تمام	باغون میں کوئی شلخ نہیں جو قلم نہیں
مر مر کے موت آئی ہوگی کسی کو یوں	نکلی ہو مرجان کی جان مہین مہین
کسی تی ہو تو راز بھی گوش و دات سے	تیرا کچھ تبار زبان مستلم نہیں
ہوں فیض زبرد امن پر پیغام سے	کب سر پہ میرے سایہ ابر کر مہین
تجہ ساحر یس کون ہو یوں کنار کا	کب مٹھیں ای و دوات زبان قلم نہیں
حال فراق یار کو حب سے رقم کیا	نفا سے کی بھی زبانیں جہاں بہم نہیں
خاک کی بھر ہو رنگ زین پر بنا کے نقش	رہرو کی سات با بھی کم از موقلم نہیں
تجھے لکھ کے بدھو ہے جب تو یہ کھلا	کم ظلم آسمان سے زمین کے ستم نہیں

عبدال

قاسمین مانگتا ہوں تو وہ ہنسنے لگتا
دل میرے پاس آپ کے کرتی قلم نہیں

۳۳۱

<p> سیرکت ہوں پر چل کا سامنا ہوتا نہیں ملکت طوفان میں مجھ پر ناخدا ہوتا نہیں خسوف میں آہوں کبھی کچھ قافلہ ہوتا نہیں پیو قافلہ کی طرح یہ باوقامو تا نہیں پھنسکے دام زلف چچان میں ہوتا نہیں خط کو لیا روعی پیغمبری کرتا ہوتا نہیں یہ بھی اقلیم قناعت کا جہان میں شاہ ہوتا نہیں آسمان کو بحر عالم میں نہ کیونکر ہوتا نہیں بے فغان کے اشکوں میں متصل ہوتا نہیں وصف ذاتی مس نہیں سکتا اسکا کبھی شور آنا کس کے کئی ہر تو شام وید گاہ </p>	<p> آئینہ شمشیر کا صورت نما ہوتا نہیں سچ ہر کوئی بھی کسی کا آشنا ہوتا نہیں آج تداہ بھی مجھ کو عصا ہوتا نہیں درد فاش تیرے پہلو سے جدا ہوتا نہیں دل مارا کب گرفتار بلا ہوتا نہیں نامہ بر مجھ کو ذرا خوف خدا ہوتا نہیں کم کسی سلطان سے تبسمین گدا ہوتا نہیں دم جابون کی طرح اسکا ہوا ہوتا نہیں قافلہ جاتا ہر پر شور و راہ ہوتا نہیں جو ہر شمشیر آہن سے جدا ہوتا نہیں رزق تجھ کو کیا میسر آیا ہوتا نہیں </p>
---	--

دو نون اپنی قوتِ جدِ کُشش میں اپنے	کم ذرا آہن رہا سے کمر ہوتا نہیں
لغزش پا ہونے کیوں باعثِ افتادگی	ہاتھ میں پنجوار کے مینا عصا ہوتا نہیں
بھوت آٹو سے رختِ فقر بھی غالی نہیں	کب قبلے تن پہ نقشِ بویا ہوتا نہیں
قولِ عبرت کا سہرا اسِ لطیف سے یہ	آج سر پر سایہ بال ہما ہوتا نہیں
چھوٹ جاتا مرغِ دل ہی اسکے چھوٹے	پر کوئی صدقے میں بھی طائر ہوتا نہیں
رزق پیچھے جب گدا کو تہن آوازیں بلند	منہ میں بے لقمے کے شور آیا ہوتا نہیں
ریگِ مقتل ہی لگا دو قاتلوں پر مرک	بے ناک چھڑکے ہر حست پر مزا ہوتا نہیں
مرحباؤ جذبہ شوقِ شہادتِ حربا	ناوکِ قاتلِ مرکِ دل سے جد ہوتا نہیں
دل میں میرے یاد آئی اُس صغیر کی گرتو کیا	بت کوئی کعبے میں رہنے سے خدا ہوتا نہیں
دستِ رنگین کی لکیروں کا بچھا رہتا ہوں	قید کس دن طائرِ رنگِ حنا ہوتا نہیں

عاشقانہ بھی مضامین ہیں ابھی دروہی

شعر ۲۶	غزل سچ ہوا خیر کی غزل میں لکھا ہوا نیز
<p>ماہی کو خوں غرق گرا داب میں نہیں جیسے غبار آئندہ آب میں نہیں ہم زار مثل غار کے گرا داب میں نہیں ساغر کا دور حلقہ اجاب میں نہیں موج کا شمار دیدہ خواب میں نہیں ہیسی تڑپا ہی بے آب میں نہیں فیض تھا لا محبت اجاب میں نہیں اشکون کی قدر دیدہ پر آب میں نہیں یونچن روان تو مسلخ تھا میں نہیں دشمن تو کوئی محفل چاب میں نہیں</p>	<p>گردش کا در طبیعت بیتاب میں نہیں گرو ملال یوں دل حباب میں نہیں یان ڈوبتے ہیں خوں نہیں غرق کا یہ رند انتظار میں بیٹھے ہیں ساقیا ہم نکمیں ہیں اس کی دہ وصلات لال نصیر جو بیٹھے ہیں تم خوبی کے ہجر میں بزم سرور میں بھی نہ کچھ شاد ہم ہو نکلے صدق محب تو گھر کی ہو آبرو دیر یا ہو کا ہو ورنہ قال پہ جس طرح کیون خود بخود دون کو ہر اک کے ہو چکا</p>

تو بہ اثر یہ شربت عذاب میں نہیں	مجزاں لبون کے بوسون کے قرا ہو چمے
خون کا اثر بھی وشنہ قصابین نہیں	لاکھوں ہی بیڑ بانوں کی کاٹی گئیں
لطف حیات دوری اجاب میں نہیں	اہل وطن سے چھوٹ کے جینا وبال ہر
وصلت کی شبِ مقررِ شراب میں نہیں	راتوں کو میرے آنکے نہ کیونکر فراق ہو
تباہی وہ کرک شہتاب میں نہیں	جیسی ضیاءِ نول کے شراروں میں ت کو
بخشِ محبت کی جاو الِ اجاب میں نہیں	طے ہیں ہم سے ظاہر و باطن و اک طرح
طوفان کا خطر کسی تالاب میں نہیں	کما اُنکی جوشِ جنگی طبیعت روان ہو
یہ اختیارِ حلقہ مضارب میں نہیں	پیدا ہو انمیرا کی تحریک کے بغیر
کب زیر کا اثر غم اجاب میں نہیں	لذتِ حاصل ہوتی ہو تلخیِ موت کی
بوسے و فاکلِ اجاب میں نہیں	پھل اُنکی دوستی کا ملے کیا جہان میں
وہ تازگی تو سنہرے شاداب میں نہیں	انما ز خطِ بنبرِ اُرخ چہ طسح

<p>گوسرے آنسوؤں کی زیادہ ہو آبرو دل بیٹھے بزم رنج و ملال و الم میں کیا بند آنکھیں کر لین سیر کھانے کی واسطے ماسور کوئی ان دُرنایاب میں نہیں جائے نشست جلسہ اجاب میں نہیں بیدار ہو وہ وصل کی شب خواب میں نہیں</p>	<p>پہلو میں آکے بیٹھا ہو دجھو کوئی مگر غزل فاختہ پر وہ اب دل بیتاب میں نہیں شمع ۳۴</p>
<p>طاقت ہو کیا کہ دم دل بیتاب میں نہیں ان اتوں کی ضیا و زنا یاب میں نہیں ایسی روانی ایک بھی سیلاب میں نہیں آنے نہ فاتحے کو وہ بھولے سے قبر پر آتش مزاج خشک طبیعت ضرور میں چھلے کسی کی پورون کے جیسے ستارے میں مردہ ہو جان کشتہ سیلاب میں نہیں مٹ چکی لعل لب گل عتاب میں نہیں جاری کب اب خنجر پائے میں نہیں اب یاد میری خاطر اجاب میں نہیں پانی کا نام چشمہ سیلاب میں نہیں عادت یہ چھپر چھاڑ کی مضراب میں نہیں</p>	<p>مردہ ہو جان کشتہ سیلاب میں نہیں مٹ چکی لعل لب گل عتاب میں نہیں جاری کب اب خنجر پائے میں نہیں اب یاد میری خاطر اجاب میں نہیں پانی کا نام چشمہ سیلاب میں نہیں عادت یہ چھپر چھاڑ کی مضراب میں نہیں</p>

ناشاد نامراد کھسایا رہنے مجھے
 ہنس ہر ایک ل کی کدورت سے پاک ہو
 ہو بجز آسمان پہ روانہ نظام سے
 حیران میں دید کے لیے نکھین کی
 غارت خراب جو میں دولت سے مین ہی
 ہو گا کبھی تو آٹھ پہون سکون آے
 کل کی طرح سے یاد نہیں گیسو ٹکلی کیا
 کہتا ہوا سنہین عکس اٹکا جڑ مرے
 آئینہ آتشی ہو کدورت سے پاک تھا
 دشمن سے میرے گئے جتنے عزیز تھے
 عزت گزین جو میں نہیں ابرو کی تابی

مضمون سوا سے در کے اتفاق میں
 اگر تو تم ہی اس در نہ یا سب میں نہیں
 مکان کو غینہ تھا سب میں نہیں
 موجوں کا عکس سنسٹراب میں نہیں
 موتی کوئی بھی دامن سیلاب میں نہیں
 چکر مرے نصیب کا گرداب میں نہیں
 آئین پھر آج کیوں دل تپا میں نہیں
 تیرا طیر عالم اسباب میں نہیں
 جہان میں کاتب ہر تھا تپا میں نہیں
 استاد آب اب کسی تالاب میں نہیں
 زاہر بھی شکست کوئی محراب میں نہیں

پہونچا ہوا آسمان سے بابِ اتر تک	تیر و عابدہ محراب میں نہیں
وسعت بڑھے جو دامنِ مژگانِ ترے	وریا کا پاٹ چادر سیلاب میں نہیں
اہیں اگر نہ کھینچوں تو دورانِ سحر	بے ریمان کے گردشیں دورِ اینچ نہیں
بار و مزاج کو ہر حرارت سے کام کیا	تپ مثلِ آفتاب کے ہتھاب میں نہیں
روئے بہنِ ساتھ میرے جنازے کے سطح	آنسو کا نام دیدہ اجاب میں نہیں
پرتو میں واغِ دل کا دمطلق اتر ہوا	پیوند کوئی چادر ہتھاب میں نہیں
کدو کہ میری لاش کو اغیارِ پلین	طاقت اٹھانے کی مرے جہاں میں نہیں
آنسو بھر ہوں آنکھ میں مژگان کی ہو جو یاد	خارون کا خوف دیدہ گرداب میں نہیں
کب اہلِ برو کو ہر کم مایگانِ فیض	پیدائش گہ کسی تالاب میں نہیں
تحتاجِ غیر کے نہیں اہلِ صفا کبھی	صیقل کا کام آئے نہ آب میں نہیں
چاہ عمیقِ فکر میں ڈوبا ہوا ہوں میں	دورانِ میری طرح سرورِ اب میں نہیں

<p>کچھ خوف رنگ آئے آب میں نہیں مردم ہو دیکھ دیدہ گرد آب میں نہیں وشت رد کی دیدہ گرد آب میں نہیں آپس میں آفاق جواہر آب میں نہیں سب میں یہ تو ہی مجمع اجاب میں نہیں</p>	<p>ہر وقت دست موج سے ہوتی ہیں صقلین تو بھی بہاویں تلیان چشم پر آب آشوب کا خطر نہیں چشم پر آب میں میت پڑی ہرات سے اٹھنے کیوڑے دیکھانہ میں نے اہل قیامت میں بھی</p>
---	---

غزل	فاتر زیادہ کرب نہ کیونکر ہو وقت نزع	شعر ۲۶
	آرام مجھ کا وقت اجاب میں نہیں	

<p>الفت ابرو سے جلا د کروں یا نہ کروں حکم ملتا نہیں فریاد کروں یا نہ کروں رخ جنون میں سوچا د کروں یا نہ کروں آب واد یہی قفص میں نہیں تیا یہ مجھے</p>	<p>سر نہ بچر پیدا کروں یا نہ کروں قید میں خاطر صیا د کروں یا نہ کروں خواہش شتر قضا د کروں یا نہ کروں اب بھی میں شکوہ صیا د کروں یا نہ کروں</p>
---	---

اُنس کچھ طول اسیری سے ہوا ہو مجھ کو
 دوا دلتی ہو مجھے یا نہیں ملتی دیکھوں
 سخت مشکل ہو کہ سربار ہو گرون پہ مری
 قید کر کے مجھے دیتا ہو یہ حد کی تکلیف
 طائر روح اسیری سے بتنگ آیا ہو
 دل عاشق پہ پئے چور و جفا کہتے ہیں
 یاد اسکی نہیں آتی تو ہجوم غم سے
 شہسوار ایک کی پاس یہ کرتا ہو خیال
 ٹھوکرین کوہ و بیابان کی کھلائیں سنے
 جوش فریاد سے تنگ کے وہ کرتے ہیں خیال
 یاد اسین نہ خدا کی نہ بتوں کی اُفت

ترک میں اُفت صیاد کروں یا نہ کروں
 پس یواریں فریاد کروں یا نہ کروں
 خواہش خنجر فواد کروں یا نہ کروں
 بدو عائن پئے صیاد کروں یا نہ کروں
 قفس تن سے اب آزاد کروں یا نہ کروں
 تاز پروردہ پہ پیدا کروں یا نہ کروں
 خاند دل کو میں آباد کروں یا نہ کروں
 قبر ٹاپوں سے میں برباد کروں یا نہ کروں
 خاک میں دل کو میں برباد کروں یا نہ کروں
 طائر دل کو میں آزاد کروں یا نہ کروں
 خاند دل کو میں برباد کروں یا نہ کروں

نیم راضی طلب وصل پہن فکریہ ۵۰
 امتحان کے لیے کہتے ہیں گلے پر رکھ کر
 حکم ۵۱ کج نقص میں یہ مجھے ۵۲ صیا و
 ہنس کے فرماتے ہیں وہ طارِ دل کو تیرے
 بہر تسکین وہ سنانے کو مرے کہتے ہیں
 مجھے کہتے ہیں نئے ظلم و تعدی کر کے
 قید ہوں فصل بہاری میں اگر ۵۳ صیا و
 پیچھے کا جو نقص میں نہیں حکم ۵۴ صیا و
 گوشِ دل سے وہ سننے لائنے صحتِ گل
 جو معلق ہو قضا سر پہ یہ کہتی ۵۵ مرے
 نو گرفتار ہوں کیا جانوں میں آئینِ نقص

آج بھی خاطرِ ناشاد کروں یا نہ کروں
 کیون رواں خنجر بیدار کروں یا نہ کروں
 نالہ و شیون و فریاد کروں یا نہ کروں
 و ام گیسو سے سین آزار کروں یا نہ کروں
 شاد تیرا دل ناشاد کروں یا نہ کروں
 ہوں ستر گستر امجاد کروں یا نہ کروں
 تو ہی منصف ہو میں فریاد کروں یا نہ کروں
 چپکے چپکے تو میں فریاد کروں یا نہ کروں
 شل بلبل کیسین فریاد کروں یا نہ کروں
 قیدِ غم سے تجھے آزاد کروں یا نہ کروں
 متحیر ہوں کہ فریاد کروں یا نہ کروں

غزل	تنفسِ فکر میں مرے ہر قداری فاش مرغِ مضمون کو سینِ آزاد کروں یا نہ کروں	شعر ۲۱
<p>خُشن کی قدر ہو کیا مصر کا باز انہیں کوئی امید مجھے یار سے زہنا رہیں قلبِ افسردہ کا کوئی گنجِ خیرِ بیدار نہیں ہم فقیروں کو پڑا رہتے دوا کی شاہِ حسین ایک بو سے بھی لیتے تھیں خوبانِ بہا انکے کپنچے سے کئے جلتے ہیں دلِ جوگر پہچاند جاتی ہے گلستان کو گلون کی کہت از خمِ دل کے مرے نکڑے نہ کیے اوجِ جراح آئینہ ہی نظر آتا ہر اہل کا نقشہ</p>	<p>مثل یوسف کے حسین ہیں تو خرم نہیں عہدِ بوسون کا نہیں وصل کا قرار نہیں سرو آہوں سے مری گرمی باز انہیں سایہ بالِ ہما سایہ دیوار نہیں جنسِ دل کا کوئی عالم میں خرید نہیں تیز ابرو سے زیادہ کوئی تلوار نہیں دُور کو دُشستِ خار سردیوار نہیں قائدِ مند مجھے مریم زنگار نہیں برہنہ ہاتھ میں قاتل کے یہ تلوار نہیں</p>	

روز ہوتا ہویا ہر رخ یا طبع	باغِ جنت کی طرح کوچہ و لہ از نہیں
بتلی آنکھوں کی سمٹ کر ہوئی نقطہ کی طرح	گر دشن چشم میں کب گر دشن چ کا نہیں
مدتِ عمر وراثتِ برساتی ہے	از بیسیان کی طرح چشم گہرا نہیں
خاکِ سی مصر کی گلیوں میں اڑا کرتی ہے	مہ کنعان جو نہیں رونقِ بازار نہیں
نقدِ جان دی تو صدا کا نین آئی سکی	رز کی جھنکار سے کم تیغ کی جھنکار نہیں
گر زمین ایسی صفائی سے وہ کرتا ہو جدا	سر سے تین گرن خون کی بوچھاڑ نہیں
بطل و کھلا کے نہ کچھ مجھے بیہوش حضور	عفو فرمائیے میں ملا ہے دیدار نہیں
مشتری کیا ہو مرے قلبِ شکستہ کا کوئی	جنسِ ناقص کا زمانے میں خریدار نہیں
یہ نہ سمجھو کہ کوئی دیکھ سکیگا نہ مجھے	چشمِ عشاق ہیں یہ روزِ دیوار نہیں
وہن زخمِ نہلین پیار سے بوسے کیونکر	لال اس لب کی طرح کب لبِ سونا نہیں
زلف چھونے سے یہ کیونکر تنہائی زنجیر	ہاتھ مجرم ہیں مرے پانوں گنہگار نہیں

۱۲۰
غزل

۲۱۲
باغ عالم میں یہ پھیلی ہوئے گلے صحت
فاخر اب نہ گس بیمار بھی بیمار ہیں

شعر

جلد ہیں قلب عناول کے گل کے غنچوں	پڑا رنگوں کا تیار چرخ مدفن میں
نہیں ہیں گوہرین گلچین کی پھول گلشنین	ہیں ٹکڑے قلب عناول کے دشمنین
نہیں ہیں رت پروانہ وار مدفن میں	چراغ قبر وہ لائے چھپا کے دہن میں
ہمارے دل کی حرارت سے جل گیا ایسا	رمانہ نام کو روغن چراغ مدفن میں
ہوئے قلوب عناول کے شب کو پروانہ	جلد چراغ گل لا لاجب شمیم میں
اڑی ہیں رت جھون سے یہ دھیان اکی	شہول چاک گریبان ہو چاک دہن میں
چمن سے گوہرین بھر کے چلا ہو تو گلچین	گلوں سے آگ نہ لگائے تیر دہن میں
وصال یار ہوا لاغری کے باعث سے	اچھ کے رگیا میں زار اسکے دہن میں
سمجھتے ہیں وہ مجھے اور قریب کو کیساں	کچھ اتیار نہیں انکو دوست دشمن میں

اگر نشان ہیں یہ نکھین سنا بیان سی
 مری طرح گل رخ سے جو لو لگائی ہو
 فروغِ خورشیدِ بانشق کے گھر کو پھونکا یا
 نہ دیکھ سکتی مرے زخمِ دل کو ای حراح
 کسی نے سر سے جو اپنے پڑھائی تھی ہنسا
 بہم جو بائل دیدار یار ہیں عشاق
 مجھے قریب کے جاو کا کوئی خوف نہیں
 مرزا ہو مصحفِ عارض کے بوسے لینے کا
 بیاضِ صبح میں بارہ ہلال روشن ہیں
 وصالِ نہتِ غنایوں ہوا ہر مستون سے

بھر رہے ہیں دُرِ اشک سیرِ دامن میں
 کھلے ہیں نور کے گل نخلِ شمعِ مرقن میں
 لگی ہو آگ گل لالہ سے نشیمن میں
 ذرا بھی ہوتی بصارت جو چشمِ سوزن میں
 چاک سے ہیں وہی دوسے خاکِ مرقن میں
 ہجومِ تارِ نظر ہو درون کی چلن میں
 ہیں ردِ سحر کے تعویذ میرے جوشن میں
 اگر یہ ہاتھ حائل ہوں اسکی گردن میں
 نہیں ہیں طوقِ یہ منت کے گوری گرن میں
 ہیں ہاتھ یادہ کشون کے بدم کی گرن میں

ریاضِ نظم کو کھٹکا بھی خزان کا نہیں

غزل	بہارِ غلدہ ہر فاختہ ہمارے گلشن میں	شعر ۲۰
پتا ملیگا نہ صیاد کو شیش میں جمن کی سیر ہو اُس گل کے جامہ تن میں ضیاء ہر بین ہر جو رو روشن میں یہ ڈھونڈ لیتی ہو پوشیدہ ہو جانِ انسان غبار رکھتے ہیں باطن میں آئینہ رخِ یون کھلے ہیں پھول مرے زخمِ دل کے پتہ چھپتے ستارہِ نختِ عنادِ کا یہ چمکتا ہو چہار سمت سے گھیرے ہو ہر بختِ سیاہ فنا کے بعد بھی برباد آندھیوں نے کیا کیا اثر نہ مٹے پر بھی عشقِ عارض کا	چھپے ہیں جانے کے عنادِ گلوں کے دہلیز میں کھلی ہیں پھول کی کلیاں تمام دہن میں وہی خطوطِ شعاعی لگے ہیں حلین میں اجل سے بچ نہیں سکتا ہر قصر آہن میں کہ جیسے کینہ پہنان ہو قلبِ دشمن میں ملی ہوئی ہو خزان بھی بہارِ گلشن میں کہ نورِ کریمِ شہتاب ہو نشیمن میں ضیا ہو خاکِ ہمارے چراغِ مدفن میں اڑا ہوں خار کی صورتِ غبارِ مدفن میں شیم گل کی ہر آغشتہ خاکِ مدفن میں	

<p> بلا کی صورتِ ظلماتِ اسکی ظلمت ہو وہی لگا رنگا سبز بھی چشمِ زر گس میں چمکتے یہ نہیں پھولوں میں اس کو قطر عدو کو بھی توڑ لاتی ہو لاغری میری نسیم تھے جو انہیں نفسِ سیسوں کے کد پڑے جو وہ یہ اٹھی پیسے تسلیم کوئی یہ کدے کے تحریرِ قبر کو نہ پھین دل جگر کے جرات میں بخیمہ شکل ہے کفن کی گور کی حالت میں کوئی نہیں </p>	<p> انہیں ہر شب تیرہ کا شامِ دفن میں مری لگائی ہو جس نے وہاں سون میں بھرے ہیں گوہرِ بایان گلہوں میں مثالِ خار کھٹکا ہوں چشمِ دشمن میں شگفتہ ہو گئیں کلیان گلہوں کی دہشت میں وفا کی بوا بھی باقی ہو خاکِ دشمن میں بہت بُرا ہوا اثر وید لوحِ دفن میں رنجِ حال ہو پھولوں کے چاک وہاں میں کہ اتنا زہین صبح و شامِ دفن میں </p>
--	--

غزل	<p> سر پہوں سے اینگی نہختیاں فاشتر بتوں کے دل کی ہو تاثیرِ سنگِ دفن میں </p>	شعر ۱۹
-----	---	--------

در ہم دیر ہر سہم جان ہوتا نہیں	در دِل کا امتحان ہوتا نہیں
مذکرہ تیرا کسان ہوتا نہیں	شورِ ناقوس و اذان ہوتا نہیں
خلقِ پنجہ بر روان ہوتا نہیں	سخت جانی سے مری قاتل ہوتا نہیں
آج میرا امتحان ہوتا نہیں	سرکھٹ قاتل کھڑا ہون دیر سے
اشتبہ خامہ روان ہوتا نہیں	تا تو اتنی کا لکھن میں حال کیا
شاخِ گل پر آشیان ہوتا نہیں	عند لبینِ دل میں کیونکر گھر کرین
ہنگ یون کوئی مکان ہوتا نہیں	کیون نہ اُچھون گنجِ مرقد و کیسک
زیرِ شمشیر امتحان ہوتا نہیں	تیغِ زک زک کے نہ پھیرِ حلق پر
یاں کبھی دخلِ خزان ہوتا نہیں	اک طرح رہتا ہوا باغِ زخم و ل
اب خدا بھی مہربان ہوتا نہیں	ان بتوں کے عشق نے کھویا مجھے
خالِ اک بھی استخوان ہوتا نہیں	کیا و باقی ہو زمین قبر تو

جان جنگل میں درندوں سے بچی	لب یہ تالہ پاسبان ہوتا نہیں
لاکھ پوشیدہ کرین ظاہر سہست	حالِ باطن پر نہان ہوتا نہیں
پہنچتے تھے تاشب و صلت سبھی	آج کیوں شور اذان ہوتا نہیں
تذکرہ میرے دل پر دور و کا	کب شریک داستان ہوتا نہیں
یہ خطا دل کو وہ کرتے ہیں ہفت	تیر چلے سے روان ہوتا نہیں
بے مزا کہنے سے شعرون کے کبھی	شاعر شیرین زبان ہوتا نہیں
دارغِ فرقت کو نہ کیوں ولین رکھوں	دوست کس کو یہ سمان ہوتا نہیں

غزل	درد و فرقت میں سنبھالو دل ذرا	شعر ۲۲
آج فاتح	امتحان ہوتا نہیں	
لاش پر کیا امتحان ہوتا نہیں	میرے مرنے کا گمان ہوتا نہیں	
ان حسینوں کے وہاں ہوتا نہیں	نام کو ہی پر نشان ہوتا نہیں	

راز و صلت کا عیان ہوتا نہیں	سُرخ پہ پوسون کا نشان ہوتا نہیں
عشق مٹ کر بے نشان ہوتا نہیں	خاک مجنون اڑ کے محل پر پڑی
دماغ الفت کا نہاں ہوتا نہیں	لالہ بنکر قبر عاشق پر اگا
صبح کا تارہ عیان ہوتا نہیں	کورم نکھینجی بسر کی شبہاں تو کیا
تیر بھی جھک کر گمان ہوتا نہیں	سرکشوں سے کیا تواضع کی امید
کیون روانہ کا روان ہوتا نہیں	جس چوے ماہ کنعان کے لیے
بدگمانی کا گمان ہوتا نہیں	پاس غیروں کے وہ جاہل جھوٹے
ان جن کا باغبان ہوتا نہیں	گل کھلے ہین زرخیز سہاگے خود
آگ جلتی ہو دھواں ہوتا نہیں	آتش گل میں نئی تاثیر ہو
پیر ہو کر پسر جو ان ہوتا نہیں	جز زلیخا کے زمانے میں کوئی
پاؤں کا ان کے نشان ہوتا نہیں	راہ چلتے ہین نزاکت سے وہ کیا

ہیں کثافت سے بری نازل مزاج	آتش گل میں دھواں ہوتا نہیں
اُس جفا جو کی شرکت کے بغیر	مائل جو آسمان ہوتا نہیں
آہ نکلی کیا دل پر داغ سے	ان چہرا غم میں ہونے نہیں
سوز دل نے یوں کیا یا بس مزاج	ایک آنسو بھی روان ہوتا نہیں
حشر میں قاتل پہ ثابت ہو گیا	خون ناحق رائیگان ہوتا نہیں
آنکھ سے ہوتا ہوا ہر وصل یار	سات پروں میں نہاں ہوتا نہیں
اشک مجھ حیرت زدہ کے کیا بہین	خون رگون تک میں ان ہوتا نہیں
مثل ماہی نصف کاٹا اُسے حلق	مجھ سے بڑھ کر کون ہوتا نہیں

دل چرا کر لیگیا ہو گا کوئی	خزل
تپہ فانی سر کا گمان ہوتا نہیں	شعر ۲۵

کانتے پیچھے ہے کسی بستر کم نہیں	جنگل میں وحشیوں کو مڑا کر کم نہیں
---------------------------------	-----------------------------------

<p> رنگت وہ کنڈنی ورت کر کم نہیں کر وٹ اُدھر کی بھی مجھے لینا محال سینے میں میرے قلب کے ٹکرے اڑا آنسو کبھی گھٹے تو کبھی حد سے بڑھ گئے انجودہ عاشقان کی کوئی آہ نہیں انہیں بھی آنسوؤں کے ہین ہوتی پڑے پورا نہ کیوں نصیب کا لکھا ہوشیہ میں یکے بعد دیگرے نا اہل سوزان سے ایک بھی ان دونوں سے ہوشیاری الفت بھی ہونی آنسو روان ہین ہجرتیں رشک جو کر قری کی طرح کیوں نہ ماول بنائے ہو </p>	<p> وہ پھول سے عذار گل تر سے کم نہیں بیتابی جگر دل مضطر سے کم نہیں ابرخندہ بھی کسی خنجر سے کم نہیں آنکھوں کا جزو مد بھی سمندر کم نہیں کوچہ پتھارا عرصہ محشر سے کم نہیں موے قرہ بھی رشتہ گوہر سے کم نہیں ہاتھوں کی جھڑبان خطِ سطر کم نہیں دل ان بتان دہر پتھر سے کم نہیں قلب و جگر ہماز کے لنگر سے کم نہیں دریا ہمارے اشک کا کوثر کم نہیں بوٹہ ساقی وہ سروِ صنوبر کم نہیں </p>
---	---

ہر اشکِ ابدِ ارحی گوہر سے کم نہیں	انکھوں کی کیوں نہ قدرِ صدف زیادہ ہو
وزہ بھی اسن میں کا خستہ کم نہیں	خستہ میں کوے یارِ فلک کے مثال ہو
پرکان تیر بھی دل مضطر سے کم نہیں	پیوستہ یوں ہو چین اسبھی وزہ نہیں
جھونکے ہو اے آہ کے صحرے کم نہیں	غم کی کٹھنائیں چھائیں نہ کیوں قلبِ پار
رو سے صبح وہ مہِ انور سے کم نہیں	پر تو سے ایک چاندنی گویا کھلی ہو یہ
دیواریں یان کی سہ سکتہ کم نہیں	دیوانے نکلیں خانہٴ زندان سے کس طرح
ہر اک سانس بھی دمِ خیر سے کم نہیں	موتا ہو ٹکڑے آمد و رفتِ نفس کو ل
انکھیں مری بھر ہوئے ساغر کم نہیں	ملو یہ جامِ مہِ مئے خونِ پاشاک ہو
تیرا نشان پاکلہ سے کم نہیں	اے جو میرے اٹھ جگہ سرچہٴ دون آ
انکھیں پھر اناگر و شش ساغر سے کم نہیں	ست اُسے دیکھ دیکھ کھلے محفل کو کر دیا
عاشق کا مرغِ رُوح گہوتر سے کم نہیں	قاصد کے برے اڑ کے یہ پہنچ گیا یا تاک

سوتا ہی سبز چمن سے میرے مزار پر | نکلے از مین قبر کا بستر سے کم نہیں

غزل	بہتھر گائے سخت کلائی کے قلب پر فاخر وہ بت بھی ترخ ستگر سے کم نہیں	شعر ۳۵
-----	--	--------

دل میں مرنے نہیں کہ قریب گلوں نہیں دشنام دیکھتے ہو گالی کی تھوہیں بیکار ہیں لبوں پہ اگر ذکر ہو نہیں جسکی سوا قتل کوئی آرزو نہیں تسکین ہوتی خاک گلوں کو تو میں دشمن قریب کا کبھی دشمن نہیں مرا وہ ہلکے ہم بُرا کہیں اسکو عتاب میں کس طرح خط مصحف جانا لکھو میں	وہ کون سا مقام ہے جس جا کہ تو نہیں اس گفتگو میں کوئی مجھے گفتگو نہیں کس کام کی زبان جو تری گفتگو نہیں قاتل اُسی کا اک تیرے گلوں نہیں تیرا سازنگ پھول میں تیری ہی نہیں جو ہو وعدہ و کا وہ اپنا وعدہ نہیں باتیں ہمارے یار کے کچھ دو بد نہیں حرمت کا ہر خیال کہ میں باوجود نہیں
--	---

اسکی برائیوں ہی سے ناجی ہوا نہیں
 دن بھی شب فراق کی صورت سیاہ ہو
 مر کے بھی دیدار کی رہجائیگی ہوس
 صیا و بلبون کا تو گلین گلون کا ہو
 آنکو ہو قدر عاشق محتاج کیا بھلا
 محفل گلون کی یہ ہو کہ یخا رہ چین
 اک جلوہ گر بلال یا ضحیٰ سرین ہو
 میں جانتا ہوں ہو کہ تھوس گلی میں ہو
 ہو دماغ دل میں ہو محبت یہ کس طرح
 آنکو صدف میں آنکھ میں آنکھ ملی جبکہ
 خوشاب اشک آنکھ سے کیونکر نہ پڑوں

دراصل مہربان ہو دشمن عدو نہیں
 وہ مہروش جو آج میرے رو نہیں
 مٹنے کی میرے دل سے کبھی آرزو نہیں
 وہ کون ہو جہان میں جس کا عدو نہیں
 سچ ہو ذلیل و خوار کی کچھ ابرو نہیں
 مجمع یہ دوستوں کا ہو کوئی عدو نہیں
 منت کے طوق یار کے زیب گل نہیں
 اس اپنے کھوئے دل کی مجھے جستجو نہیں
 بیکار ہو وہ پھول ورا جسمیں نہیں
 موتی کی آنسوؤں سے آبرو نہیں
 کشتہ غم فراق سے کب آرزو نہیں

لیتا ہر مجھ سے وحشی لاغر کی کیا تو قصد	فصا و نام کو بھی رگون میں لہو نہیں
خود لیکے بوسے وصل میں مجھ سے کہتے ہیں	اب تو تمہارے دل میں کوئی آرزو نہیں
بے آب تیری تیج کو سیر کیا کروں	حیرت زدہ کے جسم میں طلق نہیں
زنگ خزان ہجر کی ہوا آج کل بہار	سر سبز انون چین آرزو نہیں
اکبار اور دیکھ لون مرنے ہو انھیں	اسکے سوا تو کوئی مجھے آرزو نہیں
جنگو جنوں سے زور و جوش نہ کچھ ملا	زنجیر پاتوں میں نہیں طوق گل نہیں
کیا اُس پٹگنی ہو ریاض فرار پر	پھولا پھلا موا شجر آرزو نہیں
مٹی وہ سو لگھو لگھو کے قتل کی کہتے ہیں	اس خاک میں تو خون شہیدان کی نہیں
جاری ہو آب اشک غدا دل غمیر	ای باغبان چین میں وہ ان آبجو نہیں
بائیل کیوں نہ قاتل قابل ہو بھلا	سچ ہو کہ بے سفید جہان کا لہو نہیں
حصیاد نے جو توڑ کے کچھ پھول رکھ دیے	بلبل کو تقصیر میں کوئی آرزو نہیں

نغمہ سرا جو آج کوئی خوش گلو نہیں	سکے تین لوگ بیٹھے ہیں مچل اوس ہو
ای باغبان یہ جامہ گل پرا تو نہیں	وہو کا نہ کھایہ ناخن بیل کے نشان
کیا تازا اٹھانے والوں میں ہلر کے نہیں	اپنی درشتیوں کا گلہ شکے ہو لے وہ
خود ہی مجھے وصال کی بات نہیں	وقت کے بعد وصل وہ صد اٹھائے

غزل	بوسے لیے بھی اُسے دیے بھی تو وصال	شعر ۲۹
	فاخر کے بلین ہو کوئی آرزو نہیں	

کس روز خارشہ خون سرخرو نہیں	بیاسون کا کب سبیل جنوین انوین
موی مریض سحر کو کچھ آرزو نہیں	انگور زخم قلب ہو جام و سبونہین
سفاک سا جہان میں کوئی جنگو نہیں	میرخ میں بھی قاتل عالم کی خونین
غدا دست ہوں خوشی کی مجھے جستجو نہیں	پوری ہو جو کبھی وہ مری آرزو نہیں
تلوار کھینچتا ہوں وہ ابرو کے بوسے پر	عالم میں اس طرح کا کوئی تند خو نہیں

بہلی ہو یہ شراب گون مین لہو نہیں	بے تشہ میکشون کے گھنچین کیون دہشتاؤ
ہنگام احتضار بھی بالین پہ تو نہیں	انکھوں مین بہر دیو نہ کیون اٹکے جاؤ
میرے لہو کو آپ یہ سمجھیں لہو نہیں	پانی سمجھ کے خون بہائیں کرین حلال
سہلو مین وہ نہیں تو کوئی آرزو نہیں	آنے سے انکے قلب مین ارمان بھی اٹنگے
اشکون مین کب شریک جگر کا لہو نہیں	اعل و گہر نہ کیون صدف چشم سے ملیں
اک بونہ بھی تو قلب و جگر مین لہو نہیں	دعوت غم فراق کے تھان کی کیا کروں
ارمان غیر ہو یہ مری آرزو نہیں	تا عمر اسکے دل مین مقید رہے یہ کیا
یہ تو زبان گنگ کی لکچفت گوئیں	تقریر میری آپ سمجھتے تھیں ہین کیون
خلوت کے بھی مکان مین یار تو نہیں	جلوہ مزار مین بھی نہ تیرا لطف بڑا
ہلکا مری طرح سے کسی کا لہو نہیں	لیتا ہو فصد کوئی تو آتا غم شمس مجھ
ملوک کرتے ہاتھ وہ طوفان گلو نہیں	دونوں اسیر لہ وصل چھٹ گئے

مہور کچھ زور دہن گفتگو نہیں	حاسد کی طعن سننے میں کیونکر ہون خوش
جس طرح جیب و دامن گل میں تو نہیں	بیل کے زخم دل کو بھی صیاد رکھو یہیں
ماہی کی طرح میرا پیرہ گلو نہیں	کیون آب تیغ سے مجھے کرتے نہیں لال
کب دامن قرہ میں ڈر از تو نہیں	آنسو فراق یار میں بہتے ہیں رات دن
باغ ہوس میں کوئی گل از تو نہیں	غافل جہان میں حرص کا لگا کیا ثمر
کاتھا ہوا ہون سوکھ کے تن میں نہیں	عشق قرہ میں مجھ سے جنون کی ہوفصدا کیا
یہ آگ کی لپک ہو جہندہ لہو نہیں	نشر مثال شعلہ سر شمع جل اٹھے
روغن نہیں قندیلہ میں رگ میں نہیں	گل ساتھ اس چراغ کے ہو گا چراغ عمر
ایسا کسی کا گرم و شرردم لہو نہیں	نشر کے ساتھ ہاتھ بھی فضا کے جلے
کسے یہ پھول ہیں کہ محبت کی پونہیں	دو چار وہ اٹھا کے یہ کہتے ہیں سونگھ کر
افلاس کے صدق میں دربار تو نہیں	خواہان نہ او غریب ہو عزت کا خلق

غزل	فاخر دورنگی صورت آئینہ یان نہیں ظاہر میں صا دل میں عیار اپنی نہیں	شعر ۲۵
ور و وپ میں دم قتا ہوتا نہیں ظلم کچھ ذکر حبنا ہوتا نہیں ور و دل میں کب سوتا ہوتا نہیں رکھ کے گردن پر ہٹا لیتا ہوتا تیغ ایک بوسہ پر ترے اے شاہ حسن بندگی تنگی بہت دشوار رہی قافلہ اشکون کا جاتا ہو مگر بندگی ہر روز کرتا ہوں انھیں رزق ہیئت مجھے دیتا ہو رُو	عشش میں کینخت کیا ہوتا نہیں بات کہنے میں گلا ہوتا نہیں کچھ اترتے سدا دوتا ہوتا نہیں اپنے ہاتھوں سر جدا ہوتا نہیں ہم فقیروں کا بھلا ہوتا نہیں ایک سجدہ تو ادا ہوتا نہیں شورِ آواز در اہوتا نہیں یہ فریضہ بھی قضا ہوتا نہیں مہربان کس میں خدا ہوتا نہیں	

چھوٹنے کی کیا مجھے امید ہو	کوئی ٹیلیاں رہا ہوتا نہیں
بھر کے دل بے مرہلو میں کیا	وام گیسو سے رہا ہوتا نہیں
دوبنے سے کیوں نہ مجھ کو وہ بچا	باخدا کیا نانا خدا ہوتا نہیں
سکے الفت اور کی مجھ سے کہا	تجھ سے بڑھکر بی وفا ہوتا نہیں
جان میں بھی ن ڈیڈن سچ ہیں	کوئی عاشق بی وفا ہوتا نہیں
ٹھیکان تم بند کرتے ہو عیبت	قیدیوں دُروخا ہوتا نہیں
دل دکھاتا کیوں نہیں تصویراً	آئینہ صورت نما ہوتا نہیں
خون عاشق بھی تو ہاتھ نہیں ملو	شوخ یون رنگ حسا ہوتا نہیں
پاس دلیہ جو بیٹھا ہو مرے	دل بھی ہلو سے جدا ہوتا نہیں
رنگ درود عاشقانہ جوتوں	ایسے شعرون میں ہوتا نہیں
ریگ چھڑکون اپنے چہرہ کیوں	بے نمک پاشی مزا ہوتا نہیں

<p>تلخ باتوں میں مزا ہوتا نہیں بت مگر کوئی خدا ہوتا نہیں قید ہوتا ہی رہا ہوتا نہیں درد دل تو سوا ہوتا نہیں</p>	<p>لشکر شیریں زبانی سے کرو لاکھ سجدے پر جہنم سا کرو دائمی میعاد اُس نرمان میں ہو سینہ ہاتھو سے دبا کر یہ کہا</p>
<p>شعر ۲۱</p>	<p>کام آگے کیون نہ فاختہ آشنا نا آشنا ہوتا نہیں</p>
<p>غزل ۱۳۱</p>	
<p>بتان و ہر سے ہم دل لگائے بیٹھے ہیں غضب کی چوٹ کیلچے پہ کھائے بیٹھے ہیں ادا سے منہ سر بالین چھپائے بیٹھے ہیں جنھیں میں ڈھونڈ رہا ہوں وہ آئے بیٹھے ہیں اجل جو آئے اٹھائے تو اب اُٹھیں گے اہل</p>	

مژدہ کا تیر کیجے پر کھائے بیٹھے ہیں

کسی کے سامنے پھیلائیں دست حاجت کیا

فقیر ہاتھ جان سے اٹھائے بیٹھے ہیں

خیال باوصف ہا ہونہ ذرہ خاک اُڑے

وہ بال و صوب میں کھولے نہائے بیٹھے ہیں

کبھی نہ آئینگے وعدہ یوہین وہ کرتے ہیں

ہزار بار اُنھیں آزمائے بیٹھے ہیں

اسی ادا سے ہزاروں کو قتل کرتے ہیں

حیا و شرم سے وہ سر جھکائے بیٹھے ہیں

اگر خود آتے نہیں وہ صد اہی کچھ آئے

ہم اپنے کان سودر لگائے بیٹھے ہیں

چمک رہی ہو جو بجلی گرج رہا ہو جو عرس

گلے وہ خوف سے ہمو لگائے بیٹھے ہیں

مثال ماہ نہ کیوں عاشقوں میں روشن ہوں

جگر سے داغ محبت لگائے بیٹھے ہیں

و کھلے دست خالی بلایا عالم کو

دلون میں آگ خوشی سے لگائے بیٹھے ہیں

وہ دیکھتے ہیں پتنگوں کی بقیہ اری کو

اسی سے شمع کد پر جلائے بیٹھے ہیں

کیکو تیغ نظر سے کرینگے آج حلال

جو اپنی آنکھوں میں سہمہ لگائے بیٹھے ہیں

ترقیج کرتے ہیں ناحق سے اٹھاتے ہیں تیغ

ہنسی نہیں مین وہ سیتہ دبا ئے بیٹھے ہیں

وہ جس سے چاہیں نہیں بولیں ساری محفل میں

ہم اُنکے سامنے گردن جھکا ئے بیٹھے ہیں

یہ پوچھتے ہیں و آ آ کے اپنے دربان سے

یہ کس امید پر بستر لگا ئے بیٹھے ہیں

حلال اور وہ پامال کیا کرینگے مجھ سے

کہ ہاتھ پاؤں میں منہدی لگا ئے بیٹھے ہیں

کھڑے ہیں ہاتھ کو بانو سے رقیب محفل میں

ہم اُنکے شانے سے شانہ ملا ئے بیٹھے ہیں

مجال کیا جو اُٹھے درو اسب کیلئے مین

مریض عجب کا پلو دبا ئے بیٹھے ہیں

مزانسراق من ملتا ہر نصف وصلت کا
کیا دل سے مرقع لگائے بیٹھے ہیں

شعر ۲۳	<p>قرب و کیم سکین کیا مجال ادا فخر ہم اُسے آنکھوں سے نکھین لے بیٹھے</p>	غزل ۱۲۲
--------	---	---------

<p>آتی ہی شام غریبا نکلے بلائیں آئین کان میں طوق و سلاسل کی صدائیں آئین پھر کے یوں باب جابجے دعائیں آئین عہ طفلی سے جوانی کی ادائیں آئین دشت اور کوہ سے تحسین کی صدائیں آئین ساتھ آندھی کے ڈنڈوں کی صدائیں آئین ان وفاؤں مری تم کو جہانیں آئین</p>	<p>ہم رہ غول بیابان کے صدائیں آئین شب کو جب خائے زندان ہوئیں آئین شبِ فرت میں وہ بے شکے بلائیں آئین دل مرالیا وہ طفل حسین شوخی سے قیس و فرہاد کی بھی جب جین وں گدرا ہم رہ آہ کیے قلب و جگر نے نالے صبر کرنا نہ تمہیں ظلم کی عادت ہوتی</p>
--	---

کیون نہ دل تھام کہ تھو وہ گھر کھینے
 آج کس کہ کو خدا جانے کیا اُسے اسیر
 وہ بھڑکے تھے اور وہ پہ ابل مجھ پر
 الفت زلف سے کر کے بڑا بیچ پڑا
 دل اب شگفتہ ہوا غنچے کی طرح
 سیل شکون کی بہا نجد کو ای دیدہ تر
 قہر نازل ہوا خالق کا گنہگار و بچ
 مٹی دینے کو وہ کس ناز سے بیٹھے قبر
 جان بلب ہو نہ کیوں آپ کے پیار چین
 کبھی انیہار پہ کرتے نہیں جو بیداد
 ہوس تا مہر بری میں مجھے موت آہنگی
 کسی پروردگار کی صدائیں آئیں
 گھر سے صیاد کی نالوں کی صدائیں
 غیر کی بھی مڑھنے میں بلائیں آئیں
 خوف جس کا تھا وہی سرتو بلائیں آئیں
 موسم گل میں جو گلشن پہ لائیں آئیں
 خاک مجنون کے اڑانے کو لائیں آئیں
 شہرِ احمق قیسوں کی قضا ئیں آئیں
 خاک میں مجھ کو ملائے کو ادائیں آئیں
 کوئے بھول گئے یادِ عائیں آئیں
 اک ہمارے ہی لیے تھو جاس آئیں
 طائر جانے اڑانے کو ہو آئیں آئیں

<p>کیا برتی ہوئی ساون کی گھٹائیں آئیں میرے صدقہ میں تجھے اتنی جنائیں آئیں منہ بڑا ہو کہ میں ٹھنڈی جو لائیں آئیں تن جلا جاتا ہو کیا گرم ہو آئیں آئیں</p>	<p>سو کئے دھانوں میں اپنی ہر کھیت ہو امتحان کے جناؤں کا وہ یہ کہتے ہیں خلق سمجھی پس گریہ جو بھرن سر آئیں آتشیں آہیں یہ کس سوختہ دل کے ہیں</p>
<p>شعر ۳۵</p>	<p>سرو آہیں نہ کہیں پس کی ہو فاختر ٹھنڈی ٹھنڈی جو بیا مانسے ہو آئیں آئیں</p>
<p>کوئی حسرت کے سوا خانہ ویران میں نہیں پھر وہ حیلون پر محبت بھی جو نہا نہیں نہیں چھپے بلبل شیا کے گلستان میں نہیں ترت قیس کی بھی خاک بیا با نہیں نہیں ہاتھ قتل کا قاتل کے گریبان میں نہیں</p>	<p>آرزو ایک بھی اب نہ لانا نہیں نہیں عشق کیا کینا کہ دل لالان میں نہیں لیگا کس گل تازہ کو چمن سے گلچین مرثون کو بھی فلک نے کیا برباد ایسا عرصہ شہر میں بھی میری مروت نہ گئی</p>

کوے کیسین بھی خاک میں موندھوں سکوں
 باسیان ہاروں پھولوں میں جیسی خوشبو
 آنسوؤں ہی سے بنایا ہوا سے صانع نے
 تلے سب یہ پے جسم نزار عشاق
 کب صفت شیر کی کرتی نہیں وہ نکمیں شکار
 لطف پر دیکھ مرزخم جگر کیسے ہیں
 تخت بلیقہ کا آیا تو عجب کیا ہے
 خود کشی کے لیے کیوں مجھے خفا ہوتے ہو
 زور مجھ زار سے چلتا نہیں اب صرصر کا
 ہو کہیں کیسویلی سے زیادہ تاریک
 نام بھی میرا نکلتے نہیں پاتا باہر

دل گم گشتہ مرا کو چہ جانان میں نہیں
 گل تر بھی کوئی اس گلستان میں نہیں
 خون تو نام کو بھی شمع شبتا نہیں
 تار باقی کوئی اب حیب و گریبان نہیں
 کب مراخت جگر پنجہ مژگان میں نہیں
 بھولیں ناک کے گلچین کو دانا میں نہیں
 کب کرامات کوئی نقش سلیمان میں نہیں
 خود گلا گلا کاٹنا اپنا مرا مکان میں نہیں
 خاک بر باد مری موسم باران میں نہیں
 داغ دل کی بھی تجلی شب ہجران میں نہیں
 مجھ سا قیدی تہاں خانہ زندان میں نہیں

<p> کوئی جہنم تو ہمارا یہ دہریاں میں نہیں حیف ہی کچھ بھی مروت مرہمان میں نہیں مشاک غلو طہر کیا سکے نکران میں نہیں دل صد چال کی جازلف پریشان میں نہیں دیکھے بوسے وفا خون شہید انہیں نہیں انکی قبروں کا پتا گور غریبان میں نہیں کچھ کرامات تو اس شوخ کے دربان میں نہیں کیا کروں رسم سخن شہر خموشان میں نہیں خاک بھی آب بقا چشمہ حیات میں نہیں دلبری کا تو فراس رو چرخان میں نہیں پھول کوئی شجر شمع شبستان میں نہیں </p>	<p> نریان اکھن پہر و نون ان ہستی ہیں اتے ہی تیرے اس ترک کے دل کو توڑا دوہری زخموں میں ہوا سکو مجھے ایذا دینی سوک میں غیر کے شائے سے ہوئی یہ نفرت آپ نے کیا یہ رقبوں کو کیا ہر کشتہ بے نشانوں کی کدھوڑ کے وہ کہتے ہیں آڑ کے میں جاؤ نکاح زار کو کیا رو گیا جی میں آتا ہر کون اہل کد سے باتیں ہو کے یابوں پھر جب سکندر نے کہا گو ہر خصوصیت قامت جانان تو کیا بلبلین صورت پروانہ خدا کیونکر ہوں </p>
---	---

رات دن میں نوح و نوح مرا جلتا ہوا	روشنی آئندہ سرور چراغان میں نہیں
مجھ سے پہلے کو ہزار کی صنعت بھائی	آشیانہ کوئی تصویر گلستان میں نہیں
جو پڑا اس تن خاکی پر وہ پوست ہوا	کب شرتیر کا ہر قطرہ باران میں نہیں
پڑا رہا میں دکھائی نہیں دیتا مجھ کو	یہ نئی بات کسی سر چراغان میں نہیں
اُس کے شرکان سے کیوں پاپ بگڑی ہو	منجھی اسی تو کسی خار مغیلان میں نہیں
او غلام عجب خالی ہیں سیناں جہاں	دیکھ لے داع کلف کا سر کنعان میں نہیں
اشک آنکھوں سے ٹپکنے لگا ہر دھڑکے	بیقراری کی صفت کب دُرِ غلطائیں نہیں

محو رہتا ہوں تصویر میں ہم آغوشی کے	محو رہتا ہوں تصویر میں ہم آغوشی کے
کب سامانِ دل کا خورشید بھراں میں نہیں	کب سامانِ دل کا خورشید بھراں میں نہیں

شبِ فراق جو بے یار گھر کو دیکھتے ہیں	نگاہِ یاس کو دیوار و دروازے دیکھتے ہیں
جو چشمِ وہم سے تارِ نظر کو دیکھتے ہیں	تو ہم ساری میں وہ موسمِ کمر کو دیکھتے ہیں

ہون کیا سطر قلب و جا گوئی مکتے ہیں
 رہا کرے ہمیں جیادیا اسیر کرے
 کہو کوچ باغ جہان سے جوشل نکرت گل
 طلب جو کرتا ہوں مغل میں بوسرا برو
 آئی آج یہ پیکان نکلتے سینے سے
 سفر پر ملک عدم جو یہ ہے اما وہ
 کہاں وہ رخ کف پاسے کوئی نہیں ت
 کھڑے ہیں خشرین ہرست طالب دیدار
 خیال ہو ہی مجھ سے مریض الفت کو
 خود اپنے نخل تما کو یاد کرے نہیں
 نشانہ زم میں ہوتے ہیں دل نزارون کے

کبھی ادھر کو کبھی وہ ادھر کو دیکھتے ہیں
 نگاہ یاس سے اسکی نظر کو دیکھتے ہیں
 ہم اپنی زکسی انکھونے گھر کو دیکھتے ہیں
 کبھی وہ تنہا کبھی میرے سر کو دیکھتے ہیں
 وہ میرے جذبہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں
 پتنگے یاس سے شمع سحر کو دیکھتے ہیں
 مقابلے میں جو روئے سحر کو دیکھتے ہیں
 اٹھا کے آنکھ وہ دیکھیں کہ سحر کو دیکھتے ہیں
 کب آئے دیکھے اس تجربہ کو دیکھتے ہیں
 ہر ابھرا جو کبھی ہم شجر کو دیکھتے ہیں
 نگاہ شوخ اٹھا کر جدھر کو دیکھتے ہیں

بیانِ خلافت جو تحریر کی یہ کرتا ہے
 خدا کرے انھیں دونوں پسند ہو جائیں
 کبھی جو عقل کی میزان میں تولد نہیں
 ہمارے پنجہ مرگان کے شانہ کرنے میں
 غضب کی شمع ہو انکی نگاہ و زویدہ
 نگاہ اشک مسلسل یہ کیوں پڑے نہ مری
 کلجا ہاتھوں سے تھامے یہ کہتے ہیں عشاق
 اوجھروہ منہ کو پھرائے ہو صورت خورشید
 نہیں ہے کام کیسی بھی عیب جوئی سے
 خوشا نصیب کہ ہر شب صال ہوتا ہے
 پڑے نگاہ نہ کیوں نخل قدین جو بن پر

کبھی وہ خطا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں
 کبھی وہ دل کو کبھی وہ جگر کو دیکھتے ہیں
 جن ملک سے زیادہ بشر کو دیکھتے ہیں
 بجائے آئینہ وہ چشم تر کو دیکھتے ہیں
 ثبوت کچھ نہیں ہوتا کہ ہسر کو دیکھتے ہیں
 کہ جو ہری بھی تو سلاک لگے کو دیکھتے ہیں
 غضب یہ کیا کرے ترچھی نظر کو دیکھتے ہیں
 نگاہ ہر ہو کس دن اوجھروہ کو دیکھتے ہیں
 جو باہر نہیں وہی تو ہنسے کو دیکھتے ہیں
 انھیں کا عارض روشن سحر کو دیکھتے ہیں
 کہ پہلے باغ میں نورس ثمر کو دیکھتے ہیں

<p>کیسی آہ رسا کے اثر کو دیکھتے ہیں جب اپنے دہن زخم جگر کو دیکھتے ہیں کہ لیتے وقت وہ نفع و ضرر کو دیکھتے ہیں کہ اٹھ کے آئینہ فرح کو دیکھتے ہیں وہ نیچی نیچی نظر سے کہہ کر دیکھتے ہیں بتاہ گردِ طریق سفر کو دیکھتے ہیں کیسی چھری کبھی مُرخِ حیر کو دیکھتے ہیں</p>	<p>بکجا ہاتھوں سے تھامے ہو وہ کشتین کھلا ہو نظر آتا ہر تختہ بھولوں کا دل شکستہ کو کیا لیں وہ ایک پر سے پر بغیر دھوپ کے نکلے وہ جاگتے ہی نہیں زہے نصیب خوشا اسکا حال محفل میں کوئی غریب پس کاروان نہ رہ جائے نہو لئے شبِ برباد جو غیظ میں</p>
<p>شعر ۳۱</p>	<p>شب وصال کی صحبت اسی نے برہم کی نگاہ یاسِ فانی سحر کو دیکھتے ہیں</p>
<p>تو کس کے پانوں پہ قاتل کے سر کو دیکھتے ہیں ازل سے چاک گریبان سحر کو دیکھتے ہیں</p>	<p>جو تیغ ہاتھ میں خونی نظر کو دیکھتے ہیں کسی کہ بے سحرین داغی قبر کو دیکھتے ہیں</p>

چمک میں آنج ہر بجلی سے امتحان اسکا	ہم اب ترقی دروجہ گر کو دیکھتے ہیں
اکرم ہو دیکھے کسیر عتاب کسپر ہو	امیدوار کھڑے اس نظر کو دیکھتے ہیں
مثال عرش کے دن بھی کسی کا لگا	ہم آہ بے اثری کے اثر کو دیکھتے ہیں
دل و جگر پہ وہ دونوں کو آزماتے ہیں	کہ ساتھ تیر کے اپنی نظر کو دیکھتے ہیں
دم مدد ہو خبردار ستم مر دان	تہ حسام وہ قلب و جگر کو دیکھتے ہیں
ہو لے بخل چلی ہو یہ باغ عالم میں	کہ بند خچون کی مٹھی میں زر کو دیکھتے ہیں
کمال فکر و تردد ہو چارہ ساز و بن کو	نگاہ یاس سے زخیم جگر کو دیکھتے ہیں
ہماری الفت ابرو میں جان جاسیگی	کہ خواب میں شمشیر کو دیکھتے ہیں
رہی سہی بھی بے گی یہ گرمی رخ سے	ملا کے منہ کو وہ شمع سحر کو دیکھتے ہیں
ہر ایک شب کو جو در رہنمون کھاتا ہو	سحر کے ہوتے ہی زاد سفر کو دیکھتے ہیں
جو اتفاق سے کھر کی قفس کی کھلتی ہو	تو حسرتوں کی نگاہوں پر کو دیکھتے ہیں

کسی مکان کے دیوار و در کو دیکھتے ہیں	گرا پڑے ہوئے کو بچے میں چشمِ سر سے
ہمیشہ ساتھ اسی مسافر کو دیکھتے ہیں	زخمیں سایہ ہی رہتا ہوا راہِ غربت میں
تو اپنے کانوں کے موتی سحر کو دیکھتے ہیں	انہیں گمان جو موتا ہو صبحِ صیانت کا
کہ برہین بکھر دیا میں بر کو دیکھتے ہیں	یہ انقلاب نیا اٹک کر غم نے کیا
اٹھا کے آنکھ جو دہراپے لکھ کر دیکھتے ہیں	مقام ہو کا نظر آتا ہو کدین میں
بڑی دقتِ نظر سے لکھ کر دیکھتے ہیں	غور کیوں نہ ہو بار یک پینیون پہن
ہمک چھڑک کے یہ زخم جگر کو دیکھتے ہیں	ہو دیکھتے ہیں میرے زہر ان ٹیوں کی
ہجومِ عام میں دیکھیں کہ صحر کو دیکھتے ہیں	کھڑے ہیں لاکھوں ہی مشن ویدِ شین
اٹھا کے ہاتھ میں تمنغ و سپر کو دیکھتے ہیں	وہ اپنی قوتِ بازو کو آزماتے ہیں
کمر کے دیکھنے والے لکھ کر دیکھتے ہیں	بغیر وصل کے گھٹا نہیں یہ عقدہ کبھی
کہا ہوشِ مر زخمِ بگر دیکھتے ہیں	مجھے یہ خوف ہو مانکے ڈوٹ جابین میں

چلا ہر لیکے تلاش جگر میں دل پہلو	عدم کی راہ میں بھی راہبر کو دیکھتے ہیں
سحر کو کہتی ہو اُن سے قضا مریموں کی	تری دعاؤں کے ہم بھی شکر دیکھتے ہیں
اڑا یہ کوچہ قاتل میں خون کشتوں کا	کہ لال لال ہر اک بام و در کو دیکھتے ہیں
پڑا ہوں غش میں میں سینہ نگار اور حراج	بجھکے ہوئے مرے زخم جسم کو دیکھتے ہیں
ہم اپنی آنکھوں سے کہتے ہیں عدم کی سیر	وہن کیسا کیسی لکڑی کو دیکھتے ہیں
نگاہ اڑتے ہی تار نظر اُبھتے ہیں	ادھر وہ دیکھتے ہیں ہم ادھر کو دیکھتے ہیں
رہ فرار کو قیدی سیاہ خانے میں	بڑھاکے ہاتھوں کو یاد دہر کو دیکھتے ہیں
خدا نخواستہ اُلٹے کہیں تیرے پڑیں	حضور آئینے میں کیوں نظر کو دیکھتے ہیں

۲۶ غزل	ہو ایک حور تھا جلوہ گر جوا و فائز بجھکے قصر جنان اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	شعر ۲۰
دولت محسوس کی جو تقدیر میں نہیں	بجز خاک نفع کوئی بھی اسیر میں نہیں	

لب عادت جفا فلک سپیدین نہیں
 بوسے وہ مجھ گدا سے کہ بستر اٹھائیے
 پھیکا ہونے کا نقشہ جان نہ کس طرح
 کیا سوگ میں قیاس کے کچھو الی یہ شبیہ
 اور دل بحث ہوا اس سے شکایتوں کی
 قاتل ہونیلگون تن زخمی نہ کس طرح
 بہتین ہیں جست و ست ہراک کے کلایم
 کیا خاک دیکھے حال یہ مجھ سے اسیر کا
 دور روز تک ہوا اسکی کچی اسکی عمر بھر
 نامہ لکھی لکھا بھی جو اُس نے تو کیا لکھا
 زہرِ جبین شمع سے ممکن نہیں مصال

لب برصیبیان مری تقدیر میں نہیں
 میری گلی کچھ آپ کی جاگیر میں نہیں
 رنگت ہمارے خون کی تصویر میں نہیں
 مستی لبون پہ آپ کی تصویر میں نہیں
 وہ کیا کرے کہ وصل ہی تقدیر میں نہیں
 کیا سمجھو اس شمشیر میں نہیں
 اشارہ اکیساں غزل میر میں نہیں
 نور نگاہ دیدہ زنجیر میں نہیں
 ابرو کا خم ہلال کی شمشیر میں نہیں
 مطلب کا ایک حرف بھی شہر میں نہیں
 شامل ستارہ یہ مری تقدیر میں نہیں

بے عیب کیا کینچی ہو یہ اُس مہوش کی شکل	دل غ کلفت بھی چاندی تصویر میں نہیں
نسبت تو آسمان سے کیا خاکسار کو	رفت مجھے تو گردش تقدیر میں نہیں
کیسی شب وصال کھینچی گئی شبیہ	کوئی نشان بوسہ بھی تصویر میں نہیں
باتوں میں اور اشاروں میں تسخیر کیا	کب سحر الکی آنکھ میں تقریر میں نہیں
پشون کی طرح پی گئی کشتوں کا کیا لہو	قطرہ بھی خون کا جو ہر شمشیر میں نہیں
مانی سنے کیا ہی کھینچا ہو عکس رکھا ہو ہو	بس ایک جان پیکر تصویر میں نہیں

غزل	بہرہ دل جگر کو بھی فنا خراڑا دے یہ	شعر ۲۱
	طاقت یہ کیا ہوا ہے پریر میں نہیں	

اُس مہوش کا وصل بھی تقدیر میں نہیں	کچھ بھی اشر جنالہ شکیب میں نہیں
تیر نظر کا حال ہو ائینہ دھیسلا	ایسا بلا کا توڑ کسی تیر میں نہیں
دیکھے سے خود بخود کھپا آتا ہوں دل مرا	کب دلبری حضور کی تصویر میں نہیں

ایسی یہ نعرہ زن ہو اسیروں کے حال پر	آنسو تو کوئی دیدہ نہجسیرین نہیں
قاتل کی تیغ کو بھی غم کشتگان ہو کیا	منہدمی لہو کی ناخن ششیرین نہیں
رہتی ہو باغ و بہرین بے اصل پر بہار	کھڑک خزان کا گلشن تصویرین نہیں
مانی نے کیسی کھینچی ہو یہ قیدیں کی شبیہ	دامن کے ٹکڑے جامہ تصویرین نہیں
یون صاف تو نے دونوں نشان اڑا دیے	قلب بگر کا خون بھی پرتیرین نہیں
دل سے دوسار ہو کے پیچھے ہو گیا	پرواز کی جو تاب پرتیرین نہیں
بحر و ح قاتلو ہوئے ٹھنڈے نہ اہلک	سردی ہو ادا من شمشیرین نہیں
پھیلا کے پانوں عین سے سوئے اسیر	آتی جگہ بھی خانہ زنجیرین نہیں
اسکا یہ نام وہرین رکھا ہو کس لیے	اک گل بھی شمع بزم کا گلگیرین نہیں
قسمت کا اپنی اپنی اسیروں کو مل گیا	حصہ ہمارا دامن زنجیرین نہیں
زندان میں کیا اسیر محبت گزر گئے	نالوں کا شور خانہ زنجیرین نہیں

<p>وصلت کا دل کے گھٹا آتش فراق میرے نصیب میں جو نہ لکھو وصل اور کیونکہ کون کہ حضرت مجنون کی ہر شبیہ جو جوہرین انکی خاک کی چٹکی میں فاقہ حیران ہوں دیکھ کر یہ وقع حضور کا راہ عدم میں کیوں نہوا عالی سے خوف قاصد تو جا کے لائے گا کیا نامہ یار سے</p>	<p>انصاف خاطر فلک پیرین نہیں کیا اتنی بات کا تہہ تقدیر میں نہیں دشت کا کچھ نشان ہی تصویر میں نہیں تو یہ یہ ایک بات بھی اکسیر میں نہیں آئینہ میرے قلب کا تصویر میں نہیں کب ہر نوں کا دل رگسیر میں نہیں خدا کا جواب تخت کی تحریر میں نہیں</p>
<p>۱۲۸</p>	<p>دیوانگانِ عشق کا قبضہ ہو کس طرح فاخر کا دخل خاؤں و ترخسیر میں نہیں</p>
<p>غزل</p>	<p>ردیف الوداد</p>
<p>سرین ہو اسے کبر و تکبر بھری نہو</p>	<p>لانا واجب خدا جو شیرین خودی نہو</p>

<p> غَم ہو مجھے رِیب کو لیکن خوشی نہو پہلو لیے ہو رنج کا ایسی ہنسی نہو مجھ سخت جان کا قتل کوئی دل لگی نہو لاشِ عدو بھی دیکھ کے مجھ کو خوشی نہو یارِ بہا ہمارے درو جگدین کمی نہو جاو دیکھ اشیائے مین بلیل جلی نہو ابر وہ کیا ہلال کی حسین کمی نہو ایسا ہو کچھ کہ خون سے قاتل بری نہو پی کر شراب وصل کو بھی بخودی نہو یہ راستہ ہر خلد کا اسکی گلی نہو بچھڑون مین پھر حضورؐ ایسی گھڑی نہو </p>	<p> فرقت مین میری وصلِ عدد کو بھی نہو جو ہو پتے کی ایسی کوئی دل لگی نہو قاتل ہو زورِ ہاتھوینِ خنجر بھی تیر نہو اے دوست ایک روز ہر تیرے بھی موت ایذا پسندوہین کہ کرتے ہیں ہم ہا یخڑ کی ہوا آتش گلِ باغبان بہت جٹی بھوین خمیدہ نہ گریہوں تو کچھ نہیں دیکھتے چٹلین جو تیغ سے دامن ہی ہیں مہوش ہوئے عیش مین کھو کر حواس کو تا کوے دوست جائین کس طرح مر کے ہم شکلِ فراوانِ حق نہ دکھائے پسِ صال </p>
---	---

یہ شامیانہ مرستہ ناوار پر نہیں
 بر تمام تو قیہ کرے مجھ سے ہونہا
 اہر میں اور کچھ ہیں تو باطن میں اور کچھ
 دستِ بخیل سے نہ ملے گا کسی کو فیض
 همان مدتوں جو رہا خونِ ملگیا
 عشقِ چہرینِ وقتن کہ بخیل کے دل
 جیسے اجل نے گورِ غریبان کو بھڑیا
 چو بی حسام سے تو گلے سوئے کٹ گئے
 یوں اُس نے پیٹے جی مجھے مبرا کر دیا
 قلب و جگر کا خشک لہو ہو تو شہرِ یون
 عشقِ بری میں اس سے تنفر ہو ای جنون

مثلِ سحاب چھائی ہوئی کسی نہ
 تم کیا کرو جہان میں اگر منصفی ہو
 ایسی دورنگی اہل صفا میں کبھی نہ
 خشکینِ شاخِ باغِ عینِ چھوٹی پھلی نہ
 غم ہو گا نہ دل کا کوئی اہستہ نہ
 انسان کی اس کنوین سے کبھی جائز ہی نہ
 مردوں سے اس طرح کوئی بستی ہی نہ
 اور ترک تیری ہاتھ میں تیغِ آہنی نہ
 ایسی کسی کی خاک میں صورت ملی نہ
 رنگین غزل کا کٹنا کوئی دل لگی نہ
 لپچل مجھے وہاں کہ جہان آدمی نہ

ان دونوں سے جو بڑھ کے نوادی ہو	اثر خدا نے جن و ملک کیا اسی
پہلے کی طرح آج تو وہ بے رخی ہو	سوؤ شب وصال تک روٹ بدل کے تم
ویران وہ مکان جو حسین کوئی نہ	دل سے نکال کر حسرت و ارمان کو کس طرح
خندہ ہوا حسین کا گلون کی ہنسی نہ	کیونکر گئے نہ کوڑھ کے عاشق کے دل پر
باران بھی گیسواہ بیابان ہری نہ	جلجلائے میری گرم روی سے نہ کس طرح
او برہمن بتوں سے کبھی بیتی نہ	جو مانگنا ہو میرے خدا سے وہ مانگے
ہو قید ہر طرح کی سگ بے بسی نہ	پر کاٹ کر قفس میں نہ صیاد کرا سیر
یت کسی غریب کی ارمان بھری نہ	لاشے کے ساتھ بھیر ہو ارمان و یاس کی

فاخر جہان کی بو بھی نہ آئیگی اُس ملک

شعر ۳۱

دور بھی جسکے دل میں ولا سے ملی نہ

۲۲۹
غزل

جس سے ہو غم صیب کو ایسی نہ

زندہ خدا نہ کر وہ مرا مدعی نہ

<p> حیران مری لحد ہو اگر کسی نہو سینے سے لپٹو وصل میں ایسا دہنی نہو لالی جی ہو لب پہنسی ہو مہسی نہو آفت ہو عاشقوں کے لیے مہنسی نہو مہسی ملے لبوں پر کسی کے مہنسی نہو رونے پہ بیلوں کے گلون میں مہنسی نہو بھون کی طرح کوئی جہان میں سخی نہو دم کی ہوا جا کے سر میں بھری نہو قاصد پہ میرے راہ میں بجلی گری نہو رونا چراغ قبر کا دے مہنسی نہو بیل کے منہ میں گل کی کوئی پتھری نہو </p>	<p> جسطرح کی کہ اب ہو وہ رونے کی نہو پردہ حیا و شرم کا سائل کوئی نہو چکے شفق میں ابرسیہ کے بغیر نہو گرتی ہو ایک برق دل بقرار پر پوشیدہ برق کیون ہوئی ابرسیہ میں معشوق عاشقوں کے اگر غم میں ہو شریک او منمو گلون کی روش سے لٹاؤ زر لیتے ہی ایک سانس کے کیون فنا ہوا کیون آج دل مثال کو تر ہو بقرار ماتم میں میرے خون کے آنسو پٹے میں رنگینیاں یہ انکی زبان میں کہاں </p>
---	---

ستم گلوں کی محفل غم میں نہ ہے جگر
 آتی ہر بوسے ناز شہیدوں کے خون سے
 غنچے چٹاکے کیون نہ خزاہیں کہیں فغان
 میں نے بوجھ پتے کی کہی جھپٹ کر کسا
 یہ شک لے وہ گور غویان سے آئے ہیں
 باتیں نکلیں ہوں قبر میں راز و نیاز کی
 ہوتا ہو کیون شگفتہ یہ فصل بہار میں
 کیون مکر وہ آئے تیرے جنازے کے ساتھ
 جمع ہو کر دلاش حسینانِ شوخ کا
 جاتے ہوئے تو اپنے مسافر کو دیکھ لو
 مرگان و رخ کی پشت میں آئی ہو یا کیون
 بچوں میں تیرے رونے کے بدلے نہیں ہو
 تیغ ادا کسی کے گلو پر چسپلی نہو
 منتقا غنایب ہو گل کی کلی نہو
 میرے تھارے آج سے لپٹی نہو
 دامن پر اڑ کے خاک کسی کی پڑی نہو
 خلوت کا تب مزہ ہو جو گھر میں کوئی نہو
 دل عنزیب کا کسی گل کی کلی نہو
 اس بیوفا کے پائوں میں منہ دی لگی نہو
 ایسا نہو کہ رونے کے بدلے سہنج
 نکلی کسی غریب کرنا بدی نہو
 خاویں ہی گلوں کی طرح ناز کی نہو

<p>کشتی آہن اس ادا پہ ہزاروں کی گردنیں آہستہ چلیے میرے جہاز کے ساتھ ساتھ ستارہوں آج غیر کو اُس نے کیا حلال بادِ صبا چمن میں اڑا خاک دیکھو کیوں تھمتے لگاتے ہو نکلے کہیں ناک تلوار کی طرح کمر اُس نے کسی نہو مانعِ خرام تاز کی گرتا ز کی نہو اور شک دیکھ خون کی منہدی مٹی نہو رنگین قبا خون کی کہیں بلگی نہو ڈرتا ہوں میں کہ یا عشتا گریہ منہی نہو</p>	
--	--

غزل	<p>روتا ہوں کون کشتہ حسرت پہ دروے فاختہ کرکھی جتنا ہو بیکسی نہو</p>	شعر
-----	--	-----

<p>مینہ آئی ہر تو غافل سے سو جانے دو سو گیا وہ جو شب وصل تو سو جانے دو بانٹا ہوں میں اُسے جس نے چھپا یا ہوا اُس کے پہلو سے مگر پاس پھر اٹھ کر آتا دل کے ارمان نکل جائیں گے سو جانے دو نہ ستاؤ اسے بیدار تو ہو جانے دو گھو گیا دل مرے پہلو سے تو کھو جانے دو غیر کے طالب بیدار کو سو جانے دو</p>	
--	--

دیر ہوئی ہو سحر ہو گئی لو جانے دو	نکے آواز گجری یہ کہا کب سے
جاگتا ہوا بھی صیاد کو سو جانے دو	یہ بلو چاکِ قفص توڑ کے پھر اڑ جانا
واسنِ جبر سے خونِ خم کا دھو جانے دو	تا تلوا شک مری آنکھ سے ہو دور و
خاکِ جلِ جلکے تنگے ہون تو ہو جانے دو	شہرِ یو دلِ عشاقِ ٹھٹھٹا اند کرو
عشقِ اس غیرتِ شمشادے ہو جانے دو	پہنہ نگا طوقِ اسیری بھی مثالِ قمری
کسی لیلی سے محبت مجھے ہو جانے دو	مثلِ جنوں کے رہو نگا نہین تا کام بھی
اچھا تقصیر مجھی سے ہوئی لو جانے دو	تج کیوں کھینچے ہو بوسے ابرو کے لیے
عشقِ اس غیرتِ بلقیس سے ہو جانے دو	تختِ پروں کے مرے سے اڑنے لگے فر
چار آنسو تو اسے قبر پر رو جانے دو	ابر آتا ہو تو سایہ نہ کرو ایار و
میت عاشقِ ناشاد پر رو جانے دو	تاز و اندازِ وجہِ ملکہ مانعِ موافقین
پیر ہن گرو بھڑکھو لو گن دھو جانے دو	پا عیانِ انہیں بنم سے پچاتے ہو عبت

۱۳۱ غزل	شور آنار بالین نہ کرو فاختہ کے نیند آنکھوں میں بھری درخیں سو جانے دو	شعر
<p>وصل سے خوش نہ کرو ہجر کا غم کھانے دو سُن لو سب کی نہ لگ لب پہ گلہ آنے دو ماہ کو ابر کے پر سے نکلنے دو قیدی سلسلہ عشق میں قیس فرہاد چھوڑو تنہا دم آخر نہ مریض غم کو جگر و دل کو مرے سوزِ محبت ہو بہت خبر مرگ کہ شکر یہ کہا غیروں میں ایک لہو ویر کی تعمیر ہوا ایک لہو قصہ قیس ہوا ایک ایک کہانی میری</p>	<p>دل بیاہ میں قوت تو ذرا آنے دو جسکے جو ذہن میں گئے اسے کہ جانے دو مجھ کو لکھو سونچ پر نور سے سر کھانے دو ایک رنجِ زمین و آب تہ میں دیوانہ دو اٹھ کے جاؤ نہ ابھی موت کو آجانے دو شمعِ عارض پہ جلنے لگے ہی پروانہ دو مر گیا اک جھ عشا ق میں مرجانے دو یوں بنا بہت میخوار تے میخانے دو دل سے مرغوب حسینان ہیں یہ فساد</p>	

اشک و ترنا جان چرخ غم خاری بین
 شب و صلت کی ہوئی صبح تو گھر کے گما
 ہیں اور غیر اور مشرقین وہ شعلہ عذار
 پارسہ ابر کرم سے نہ بچاؤ اسکو
 سرخاں کے لیے سب ملاست ہوش
 کام آسنگی نہ اغیار کی اولاد کی
 ایک فرماؤ اور ایک ہی مجنون حوش
 ہم تو ہر ایک کی گتے ہیں تو ختم
 مشق کرنی ہو اگر جنگ کے حربوں کی تھیں
 جلیو شاکستانی سے بچاؤ نہ اسے
 نیک آواز مری ہو لیے بیتاب اپنے

مئے گلزار کے لہر زمین پیانے دو
 دیر ہوتی ہو نہ رو کو بجے گھر جانے دو
 شمع تو ایک ہوا اور گرد و ہین پروا دو
 آتش رشک سے خساد کو جلانے دو
 مار پیان کی طمس غیر کو بل کھانے دو
 شعر ادون کے پر جاس تو بڑھ جاؤ
 کیا تماشا ہو جو باہم ہوں یہ دیوانہ دو
 بکرتے ہو جو کوئی تو بگاڑ جانے دو
 زخم تیغ و تبر و تیر مجھے کھانے دو
 ہمت گل سے نشین کہیں چل جانے دو
 پاسا تو نکو دسم انھیں آنے دو

<p> کفر اسلام سے دو ناہو کیوں عالم میں سر ہو تا نہیں جو آنسوؤں کی پانی سے تیغ ابرو سے ہی منظور اگر قتل تھیں میری آہوں کا دھواں ایک تو ایک پڑا گردِ شون بین یہ نہیں انکی شیلیاں نکھین قیدی زلفِ ہرٹل سر کرنے ہر اس کا سودا شورِ مرفان سحر کے یہ بوئے غیبِ وصل زہرِ بیمار کو کیوں دو کہ یہ اب اثر ہو شہرِ مین جاڑوں کیونکہ دکائیں آنسو جان </p>	<p> ایک مسجد کے مقابل جو ہون مینا نے دو شعلہِ فاعِ دل ہوں ہی سے بھڑکا دو تیر مرقان ہی مرے دل سے گزرا دو جھوٹے آتے ہیں گلزارِ مین مستادو جھوٹے ہیں سے سحر جو سچ مستانے دو ایک لیلیٰ کے ہو غش مین دیو آ دو صبح کو ہو گئی اب تو مجھے گھر جانے دو کچھ دو لون اور زمانے کی ہوا کھا دو قیدیوں مین سے رہا ہو گئے دیو آ دو </p>
---	---

شعر ۲۴

ابھی پہلو سے دم وصل آنکھ صاحب
 دلِ فاجر کی تمنا تو نکل جانے دو

غزل ۱۳۲

دل کیا جوہین غم ہر شین نہو
 مجھ تھک کر کوب زیادہ کسین نہو
 ایسا تو بد گمان بہان میں کہین نہو
 ایسا جھکے ستون کا ہو دیکھو یہاں نہو
 ایسا تو کہ مجھ سے کہیں یہ لے عرض
 بہ شرم جواب دے نہ کیوں پھوٹ پھوٹ کر
 ہوتی ہو کیوں کھٹک سی شب انتظار میں
 ہر اک کو کیوں یہاں بھاری تلاش ہو
 ہوئیں جاپش پاش نہ دھتھام و فشار
 پوچھے مجھے جس سے اپنے آسودہ حال
 دیوانے لکے خاک ہڑائیں تو اس قدر

خاتم وہ بد نما ہو کہ سپر عجین نہو
 گریبان وہ میرے پاس دم واپس نہو
 گرم بھی جاؤں میں کبھی انکو یقین نہو
 اس خاک میں ملا سو اسے کہیں نہو
 پا مال رہروں کے قدم سے زمین نہو
 وریا میں دست موج کی تر استین نہو
 انکی مرقہ کی پھانس جگر میں پہنچے نہو
 سب اڑو ہام حشر میں ہواک ٹھہرین نہو
 پھر شوق بھی سو جگہ سے لحد کی زمین نہو
 میرے عدو کی آنکھوں پہ وہ ہستین نہو
 بہت آسمان گئے جتنا کی زمین نہو

<p> اول ہی میں دنا لاشیں روٹا کر کھین یہ کون بیقرار ہو پر دے میں ابر کے گھرے میں جیسے گور غریبان کے اطف ہو پہنچ جانی اور ہمہ جانی اسی پست نیت کو میری سونپا پوٹے کی سے وہ تکلیں آہیں قس کے تھوڑے توڑے پیری اگر مری تہ تکلف پسند ہو وہ بکے نکلے نامن پاسے نہ مفر سر رکھے وہ دل پہ ہاتھ تو بیتاب ہو جنگ تھسے گناہگار کو کرنے لگے جو دفن شانے پہ رکھے سر جو میں دیا تو بولی وہ </p>	<p> انچل یہ منہ پہ آنچ پہ یہ استین نہ گو یا ہوا مراد دل مضطر کسین نہ و کسب و لکشا کوئی ایسی زمین نہ بے دیکھ کر کین ہو جو دیکھ کر کین نہ و کہ درد اس غریب پچھو اور نہ نہ مانتا ابر مردہ شبک ز میں نہ ہر ہاتھ پہ چنی ہوئی پھر استین نہ آما وہ یون فشار پہ میرے زمین نہ سینتین ہیر و رو کین ہو کین نہ نیت کو میری پیکرے رضی زمین نہ ترا آسودن سے دیکھ مری استین نہ </p>
--	--

<p>پھر چھو سیاه رو کا ٹھکانا کسین نہو آبادیوں مکان ہی بنیں اگر مسکین نہو داخل ہمارے ساتھ بلا میں زمین نہو اس وئی آنکھ کے لیے یہ ہستی نہو بارگاہ کی تحمل زمین نہو کوئی مرے قریب نہو واپسین نہو تھامے ہو جو کوہ کے دامن زمین نہو</p>	<p>عصیان میرے بھاگے نوح بھی شہین دیوارین بھی گری ہوئی مٹی ہوئی چٹین ہم سے گناہ گار کو رکھو قسیرین دامن ہوا نکا غیر کے اٹکوں کے سہل سینہ بھد کا چاک ہو چھو کرین جو دفن وہ کہ بجانکشی ہو کہ دیکھاتے جائز گنا اللہ ان سے تھکے لحد میں بن بقیہ</p>
<p>شعر ۲۶</p>	<p>بہار کی طبع طائر جان کیوں ہو بقیہ خاک کے دل میں تیر غماز اکسین نہو</p>
<p>غماز اگر نہ دل ہو تو محب کو یقین نہو مانند آسمان حرکت میں زمین نہو</p>	<p>پہلو میں ہو قریب کے یا وہ سین نہو نہایت نہ یہ تجھے ہو جو شہستی نشین نہو</p>

پھر ہر قدم پہ پائون سے خست زمین ہو	ہر گام پر مکان کی گرفت زمین ہو
تاہیں ہیں تیغ تیز کی چین حسین ہو	کچھ سے ابرو نکلتیں کیوں گریں
غارت کی سی کایوں کوئی دنیا دین ہو	عشق تباں ہیں جیسے دو عالم کو کھو دیا
سمجھا وہ قفل یہ مرا سایہ کہیں ہو	زرا یہ قریب کو ساتھ اپنے دیکھو
پھر اس دل حزن کا ٹھکانا کہیں ہو	پہلو زلف میں وہ جاگدین نہ گرے
خالی جہان کی ایک خود بھی زمین ہو	عالم میں مریع ہوں لہو یوں محیط
تا شمر پھر لحد کے برابر زمین ہو	بتا بیوں سے یوں مری پست و بلند ہو
ترخون بیگنے کے کھینستیں ہو	منظور ہو تو خنجر ابرو سے کر حلال
ترا آسودن سے دہن محشر کہیں ہو	اوج چشم آج اشک نہ ہمت تو ہوا
پھر تباہ شمر قبر کی ساکت زمین ہو	یوں آنے زانے میں مگر مضطرب
مانند تکیہ منہ موم نہ نشین ہو	جیسے ہو گر تو تباہ تھا وہ فیض سے

<p> مجھ سے سینہ سخت کو و اعظا نہ کہ بڑا کوتا ہوں میں تو کاٹ لو حاضر ہو گیا ہوٹ یہ قتل خیر ہو یا مر گیا ہوں میں ہیں افسون میں نعمت دنیا گھری ہوئی بھائی شریک حال نہو اپنے بھائی کا مال وصال کیوں نہ جلیں سو پہ موعینا نکلے جو آنکھ سے تو بڑھے ابرو و آشک پیسا ہوئے زیت میں اُسے نیشنا ادمنہ و وقار کو کہے کے بچھل عریان وہ ہاتھ ہو تو گلے سیکڑوں لکڑی اقرار میں ہو زیت تو انکار میں موت </p>	<p> سجدے کا یہ نشان ہو داغ حسین نہو میرا قصور کیا ہو جو راضی تھیں نہو آنکھوں کا دم کو دیکھ جو تکوین نہو بے نیش کھائے نوش کبھی انجکین نہو اُٹھے جگر میں درد و دل اندو گین نہو ظاہر نہو جو آنکھ تری شکر گین نہو مردم کی طرح چشم میں گوشہ نشین نہو یارب یہ آسمان نہو یہ زمین نہو رونق نہو مکان میں جو کوئی مکین نہو تبع اہل کامیاب ہو وہ ہستی نہو بان ہو سوال و حل لب پر نہیں نہو </p>
---	---

دامن بھرا ہو شکون سے تر استین ہو	سیکشن نہ روئین جام چھلکے جو دھن
۲۸ شفر	<p>۱۳۳ غزل</p> <p>بتیاب پاک کے دل پہ وہ کہتے ہیں ہاتھ کو فانچ کر میں روزِ یادہ کہیں نہ</p>
<p>بکلی سے جل کے خاک مرا آشیانہ ہو یار ب نہ یوں خلافت کی سی زمانہ ہو غنی بھی بونگل کے لیے قید خانہ ہو رگ سے لہو تو جان بد سے روانہ ہو ویدون میں جان اہل کا جو کوئی بہانہ ہو کوئی تو میرے قلب و جگر سے نشانہ ہو ہاتھوں میں خون ملو تو خاکا بہانہ ہو جتنا ہو صرف اتنا ہی مملو خزانہ ہو</p>	<p>مجھ سے سخت نصیب کا دشمن زمانہ ہو برگاہ کیا ہو دشمن جان ہر گناہ ہو بائبل کے واسطے جو قصص آشیانہ ہو نصا و مجھ سے قیدی لاغر کی لے جو قصہ کھینچو بسان تیغ تم ابرو تو غیظ میں تیرنگاہ دیکھے خالی نہ جائیں یہ مرا نظر جو قتل میں زینت بھی ہو تمھیں مشق سخن سے گو ہر مضمون زیادہ ہو</p>

<p> کشتہ ہوا ہوں کیسے شگون کی یاد میں دیتے ہیں وہ جو زہر تو دین مجھ کو تھوڑے صیاد و باغبان کے نہوں گئے ظلم جو میں سوختہ نصیب نہ منوں ابرہوں عجاج و نامراد کی تربت کیو سٹے فصل بہار میں بھی وہی خشک ہو شجر نامے کے بعد بھی جو لکھوں نامہ میر ور تک بھی ضعف جو نہ باہر نکل سکوں مصرع غزل کے کم نہوں برو کی بیت تیر سو کسی سے بھی ڈرتے نہیں ہیں اک ہو فاتو جاتا ہی یہ بھی رہتا پاس </p>	<p> اے یہ لحد پہ مری شامیسا نہ ہو اچھا تو ہو جو موت کا کوئی پسانہ ہو بر باد خاک میں نہ مرا آشیانہ ہو وہو جگر لحد پہ اگر شامیسا نہ ہو خود کیسی ہی چھائی ہوئی شامیسا نہ ہو جس شاخ پر چمن میں مرا آشیانہ ہو قاصد کیچھے اور بھی قاصد رانہ ہو اپنا مکان بھی آپ کی قید خانہ ہو جو شعر ہوا قراق میں وہ عاشقستانہ ہو تو ایک مہربان ہو دشمن ز مسانہ ہو پہلو سے ساتھ دل کے جگر بھی روانہ ہو </p>
--	--

<p> بادِ خزان نے آ کے درختوں سے یہ کہا وہ کیا پھر کہ مجھ سے ہوا میں بھی کھین گرم آہوں کا مری جو اثر ہو پس ہنسنا طبقہ اڑا دے گشت سے خاکِ مزار کا صبا کے جو در سے نہ آئے گلونے پاس لکھتا ہوں وصف گیسو شکین یار کا آشتون کے خون لال ہو قالینام تک اس گل کے نام شام تو پہنچا دیا صبا آنکھوں میں یہ کیے لیا اکی ہو جان نزار </p>	<p> جلدی تین سے قافلہ گلِ رونا نہ ہو برگشتہ یوں کہی نہ کسی سے زمانہ ہو اشکوں کا اور شمعِ نیک کو ہسانہ ہو او شہسوارِ گورِ غریبانِ رونا نہ ہو بیل کو پھر سس سوا استیاء نہ ہو ملکِ حق کو آشپنا ظلمہ رونا نہ ہو برہینِ عروسِ تیغ کے جوڑا شہساز نہ ہو لیکر شمیم گل کو تین سے رونا نہ ہو بالین پہ آئے وہ تو مسافرِ رونا نہ ہو </p>
---	--

شعر

دیکھئے نگاہِ ناز سے فاختہ وہ غیر کو
 اور ناولِ شمع سے مرادِ نشانہ ہو

غزل

کچھ اور آپ عمر روان پھر واتہ ہو	موج ہوا سے عشق کا کرتا زیاتہ ہو
شوریدہ سر کے واسطے کوئی بہانہ ہو	سر پھوڑوں میں نصیب جو وہ آستانہ ہو
سر آہوں کا جو غنچہ دل کو بسانہ ہو	بگل کی بسنت کی راز محبت روانہ ہو
گھراؤں کا بہر زرق نہ کیوں قید خانہ ہو	زنجیر ہی کا جسکے قدر میں دانتہ ہو
عاشق ہوا اس حسین کی زینچا نہ کس طرح	خوبان و ہرین جو وحید زمانہ ہو
آہی تو مشق او قدر انداز چاہیے	ایک ایک نشانہ تیر کا جائے نشانہ ہو
دریا میں اب تند نظر سے نہ دیکھیے	تیر نظر سے کوئی نہ ماہی نشانہ ہو
یاد دہن میں لے سنے نکلے دیون بستہ	او تیرا وہ طائر نشانہ ہو
ایسا نہ کہ میر تمہارا یہ ذکر عیش	کل مثل عشق لیلیٰ و مجنون فسانہ ہو
سیراب و سیر کیوں نہ ہو صبا کے پہا	تقدیر میں جہان کا لکھا آب و دانہ ہو
فاقون میں کیوں نہ رو کوہ پنی ہر کر	اشکان کی کاہی ہے آب و دانہ ہو

اشکوں کے ساتھ آنکھ سے سخت جگر ہے	دیریا کے راستے سے مسافر روانہ ہو
تلے کو دیکے دی خبر مرگ بھی مری	قاصد کے ساتھ طائر جان بھی روانہ ہو
جنگل میں موت قیس کو آئی ہوا دھوا	لیکڑ سنانی جانب لیلیٰ روانہ ہو
انسان کی ہست و بود کا ہو عیا کیا	آتے ہی گر جہان میں عدم کو روانہ ہو
تیر نظر کا دل کو وہ تو دایتا تے ہیں	آنکلی ہوشِ قلب یہاں نشا نہ ہو
ہوتی ہو دیر یوح کو ادا کاروانِ شگ	آنکھوں سے سوئے منزل و اسن اہو
مارا ہو سوزِ حیر نے چکا ہو کیا قصور	کشتہ کرین حضور اجل کا بہانہ ہو
محرمات میں کیوں نہوا انسانِ جاہل	کھلتے ہی آنکھ کے جو عدم کو روانہ ہو
پروانے کیوں نہان جس کی طرح کرین	شمعون کا قافلہ جو سرور کو روانہ ہو
لیل وہ ہوں کہ آٹھ پہر رہتا ہوں تباہ	دوش صبا پہ کیوں نہ مرا آشیانہ ہو
کیونکر ہو بتاؤ نہ وقت رہ عدم	دنیا میں کوئی آنے تو کوئی روا نہ ہو

ہنگام مرگ کے کوئی بات خیر کی	ہمراہ لیکے زاد سفر کو روانہ ہو
جاری ہو بھر گریہ اجاب اس قدر	تا بوقت میرا صوت کشتی روانہ ہو
روزاک کا خون بہائے وہ ختم کا طرح	انہی زلف یا رجو بالائے شام ہو
یون راز عشق دل سے کلک رہا	جیسے گلون سے قافلہ یوروانہ ہو
رہنا جو اس سراین مسافر کی طرح سے	آئے جو شام کو وہ سحر کو روانہ ہو
اس گل کی نسیم خبر لا دے تو مجھے	صحرے سے جلد جانب گلشن روانہ ہو
اپنی نظر کے تیر ہو ائی نہ سمجھو تم	دیکھو نہ مرغ غریب کیسے کانشا ہو
ہرمت جلوہ عاشق و معشوق ہی کا ہو	آباد ہے آپ سے آئینہ خانہ ہو
برباد آنہ صیون ہو احب طرح مرا	یا رب نہ یون تباہ کوئی آشیانہ ہو
اسکو بھی ہو قرار نہ جلتے سے ایک دم	بجلی سے جل کے خاک اگر آشیانہ ہو
صیاد اسے اجاڑ کے سر پر چو پہلے	زینہ مثل تاج مرا آشیانہ ہو

مقتول ہنرہ رنگ کی تربت کیو سٹ	چھایا ہوا شجر کا کوئی شامیسا نہ ہو
گھیرا ہوا کد کو مسہری گلوں کی ہو	چادر ہو چار پر و گھون اک شامیسا نہ ہو
مجد سے غریب کی نہ جلے دھوپ میں کد	سایہ پر طیور کا اگر شامیسا نہ ہو
پیری کے انتظار میں ٹھہری نئی روح	ہو جا کج سحر تو مسافر روانہ ہو
یون جلد نامہ لیکے چلا میر نامہ بر	جیسے کڑی کمان کا ناوک روانہ ہو
بنگ برس کی طرح نیکو آئین چکیان	سو کدم جو قافلہ جان روانہ ہو
مرنے سے فراق عمل کو نہ کیون لون سا	تہنا کبھی نہ گھر سے مسافر روانہ ہو
نکلے بدن رنج نہ یارب شباب میں	لٹنے کا در پہ شب جو مسافر روانہ ہو

۱۳۶	اس یاد سے ہی کی تو کچھ فائدہ نہیں	شعر ۲
غزل	فاخر کا ذکر خیر کبھی غائب نہ ہو	
غیر ورنہ کی تاب یار ہسانی کبھی نہ	یون ہمسے وصل ہو کہ جدائی کبھی نہ	

<p> صیاد سے ہوائس جدائی کبھی نہو قد مون چہب گرون تو نکلی آدم مرا اشکون سے لاکھ دھوون تو ہوتا ہر پہلا وہ جان میرے جسم میں آ جا کر گدین چاہوں نہ گرین ہی تو مراد نہ ہوت مرثوے وہ دیکھ کے بولے یہ طبع سے کرنا قتل غیر کو منہدی کے ہاتھ سے باتون میں ایسی چرب زبانی نکلاؤں فصل بہارین جو نہیں میرے زمرے میرے جو اضطراب سے آئین نہ رنزا ہر صبح کا سہیلے پھرین ہم نہ ویرا </p>	<p> مین یون اسیر ہون کہ ربائی کبھی نہو ایسا ملاپ ہو کہ لڑائی کبھی نہو انکی کدورتون کی صفائی کبھی نہو پھر تا بہ عمر اُسے جدا نی کبھی نہو اد تیر عشق تیری رسائی کبھی نہو اس سخت جان کی اہل آئی کبھی نہو آلودہ خون دین دست خانی کبھی نہو اُس شمع و مجھ سے رکھائی کبھی نہو پھر بلبلون کی نغمہ سرانی کبھی نہو پھر مجھ سے برخلاف خدائی کبھی نہو ہے تو نسل ہر گدائی کبھی نہو </p>
---	---

وہ گر گرین حلال نہ منہ پکڑا تھے سے	میرے ابو کا رنگ حسائی کبھی نہو
یون صاف ہو رفیق دلون کا غار بج	بانی میں بھی ذرا وہ صفائی کبھی نہو
رکھے قفس میں پھول جو صیاور و زو	پھر غنڈ لیب و گل میں جدائی کبھی نہو
آنکھوں کے ساتھ پروں میں پوشیدہ ہیں	اُس گل تلکات کی رسائی کبھی نہو
وحدت میں تیری جلوہ کثرت نہو اگر	پھر ایک جانی میں ہمہ جانی کبھی نہو
آزاد کر دے موت اگر مجھے اگر	زندان غم سے میری رہائی کبھی نہو
بر بار مجھ کو شاد کر وغیرہ کو بھی گر	مجھ سے بُرائی اُس سے بھلائی کبھی نہو
صیاور کو جو آہ و فغان پر ثائے رحم	پھر اس قفس سے میری رہائی کبھی نہو
فاتون میں صبر و شکر سے بیٹھے ہیں	قانع سے در بدر کی گدائی کبھی نہو
چاہے جو تو تو دم میں نہوں دیر و ہن	دنیا میں پھر بتوں کی خدائی کبھی نہو
تصویر اپنی میرے کفن میں جو کدو تم	پھر تاپہ شتر سے جدائی کبھی نہو

رومانہ میری لاش پہ مثل عروس نو | آنکھوں پہ دیکھو دست خانی کبھی نہو

شعر ۲۲	اسباب واقربا کا تو فخر ہو ذکر کیا دشمن کی بھی تو مے برائی کبھی نہو	غزل
--------	---	-----

<p>بیتختر گھر سے سر شام نکلتے کیوں ہو ہاتھ مل مل کے کیلجا مار ملتے کیوں ہو غیر وزنگ قیامت کا بد لستے کیوں ہو پھر جگر تھام کے ہاتھوں سے سینے کیوں ہو چال عشاق سے تلواری کی چلتے کیوں ہو منہ کو کھولے سر بازار نکلتے کیوں ہو قلزم چشم سے ادا شک ایسے کیوں ہو منجھ سے مور حق و ناعاق کو بدلتے کیوں ہو</p>	<p>بال کھولے ہوے بازار چلتے کیوں ہو چنگیوں سے دل شیدا کو مسلمے کیوں ہو عرہ حشر میں بن بنکے ٹہلتے کیوں ہو میری آہوں میں جو کہتے ہو میں کچھ مایوس تو نہ ہوتا ہو غریبوں کے گلے کٹتے ہیں مثل یوسف کے نہ پھنس جاؤ تیرا رو نہیں پھر کہیں تو کاٹو فانہ اٹھے عالم میں تیوری غیروں پہ چڑھاتے تین جہاں</p>
--	--

جان دیتے ہو عیبت منت میں جسے کیون ہو
 آسمانوں کی طرح رنگ بدلتے کیون ہو
 خون میں ڈوبے ہو گٹر و نکو بدلتے کیون ہو
 دیکھ لے جب تو پھر اب نام بدلتے کیون ہو
 منہ چھپائے ہو رات کو کھلے کیون ہو
 روز پوشا لے نہا و دھو کے بدلتے کیون ہو
 کا نہ حجابوت کا رستے میں بدلتے کیون ہو
 منہ دی ہاتھو نہیں مری قبر پہ بدلتے کیون ہو
 گرتے گرتے مری تربت پہ بدلتے کیون ہو
 خیر کے دل کو مرے دل سے بدلتے کیون ہو
 ساتھ اختیار کے تربت پہ بدلتے کیون ہو

شمع کی گرمیوں پر جاؤ نہ اسی پر دانو
 رنج دیتے ہو کبھی اور کبھی خوش کرتے ہو
 قاتلو دفن اسی طرح شہیدوں کو کرو
 بیوفائے نہ اب ٹھیک کو وفادار کہو
 دشمنوں کو کہیں بدنام نہ کر دے کوئی
 بدگمان ہوں کہ نہوں میں تین انصاف کرو
 لیچلو جلد سے قبر مری تربت کو
 صورت برگ خا دل بھی پساجاتا ہو
 کیا مر غم میں کچھ آیا ہو قیوں کا خیال
 پھیرتے ہو تو وہی دودل مضطرب ہو
 بیوفائی سے ملاتے ہو وفاداری کو

سمر چڑھے خون نہ کہیں پاؤں سے رقت سے	لاشتے قتل میں شہید دن پہلے کیوں ہو
دل مزید انہیں ہو تو یہ کیا باعث ہو	داستان عشق کی سن سنگے بہلے کیوں ہو
پہنچتی کتاہری مری تلخ کلامی مئے شونخ	زہر افی کی طرح منہ سے اگلے کیوں ہو

غزل	ہو زمانہ تہہ بالا نہ کہیں رفا	شعر ۲۵
	کر وٹیں ہجر کی راتوں میں بہلے کیوں ہو	

تمہارے عکس نے مجھ کو بنا دیا ہسکو	عجیب نقشہ حیرت کھا دیا ہسکو
ترے فراق نے ایسا گھلا دیا ہسکو	کہ سیل شک کے کوسوں بہا دیا ہسکو
شب وصال ستایا انھیں تو فرمایا	ابھی تو سوئے تھے کس نے جگا دیا ہسکو
ملا نہ جب کہیں سیلی و شہر تک گھر کا پتا	جنون نے نجد کا رستا بنا دیا ہسکو
اتر کے قبر میں کرتے ذرا سچائی	ہلا کے شانہ نہ تھے جگا دیا ہسکو
خدا سے پھر کے بھی آسکا ہوا یہ نصب	بتوں نے دونوں پہاڑا بنا دیا ہسکو

سنا سنا تم نہیں دیکھو مٹی دینے سے
 ہماری کان ہین شام کے بہت نشان
 رہیں نہ غیر سے کب گرم جوشیاں سرزم
 سدا یہ کہتے تھے دل میں جاگ تمہاری
 رہا نہ دل کے لگانے کا حسلہ باقی
 نہ تھی جو دل میں کدورت ہمارے چاہیے
 شب فراق میں کس طرح چین سے بیٹھیں
 دیا وقا ہین سر چڑھا کے ہر سانس
 کہا یہ شمع سے جلنے لگا جو پروانہ
 کھڑا چکور کے ماتہ ہم نہوں کیونکہ
 لپٹ کے سونے تھے اک شب جو ہل گئے

پھر آج خاک میں کیونکر ملا دیا ہم کو
 تمہاری گالیوں کی کیا خرا دیا ہم کو
 نہ کس دن اپنے داغ اکٹھا دیا ہم کو
 بیٹھا کے پاس یہ پھر کیوں اٹھا دیا ہم کو
 شب فراق نے ایسا ڈرا دیا ہم کو
 تو کیوں یہ خال میں تمنے ملا دیا ہم کو
 جاگ کے درونے اٹھک اٹھا دیا ہم کو
 ذلیل کر کے نظر سے گرا دیا ہم کو
 یہ کس شاہ پہ تو نے جلا دیا ہم کو
 کسی نے چاند سا کھڑا دکھا دیا ہم کو
 تمام بچوں کی بوہن بسا دیا ہم کو

کسی نے ٹھک نہ وان بھی پتا دیا ہمسک	لظن نہ آئے وہ لبوہ حشر میں بھی کہیں
مثال آئینہ حیران بنا دیا ہمسک	دکھا کے وہ رخ روشن جو ہو گئے روپا
تمھیں بتاؤ یہ کنے سکھا دیا ہمسک	ہر ایک طرز ادا پر وہ مجھ سے کہتے ہیں
کچھ انکے بوسوں ایسا مزا دیا ہمسک	ہم اپنے ہوٹھ چباتے رہے تصور میں
اجل نے پاؤں باکر سلا دیا ہمسک	شب فراق میں آتی کبھی نہ نیند میں

غزل	غضب کی شوق طبعیت کی اپنی فاختہ	شعر ۲۱
	کہ عین جوش بکامین ہنسنا دیا ہمسک	

مزا دوزیت کا پھر کیا اگر حبیب نہ ہو	قبول موت ہو جینا مجھے نصیب نہ ہو
یہ داغ وہ ہو کہ دشمن بھی نصیب نہ ہو	جد کسی سے کید کا کوئی حبیب نہ ہو
سفر میں مرگ کسی کو بھی نصیب نہ ہو	وطن سے دور اجل سے کوئی قریب نہ ہو
گلو نہیں خار سے دلتنگ لہریں نہ ہو	جہا نہیں کون ہو چمکا کوئی قریب نہ ہو

جد اجٹون بھی ہو اچھ سے شہت غریبین	مری طرح سے الہی کوئی غریب نہو
ٹرپ ٹرپ کے شب ہجرین یہ کہتا ہوں	یہ درود کسی دشمن کو بھی نصیب نہو
اکی درویشین آپ درو مندوں کے	کوئی جہانین مشت کش طیب نہو
گلون کو توڑ فیصل بہارین گلچین	ارتے چمنین کہین خون عندلیب نہو
وہ پداثر مری فریاد کے کہتین	کہین یہ وہی ہمارا بلا نصیب نہو
چھپا ہوا دم کو پھیلا کے گھاتین صیاد	چمنین آج کہین قید عندلیب نہو
چلا ہوں ٹھان کے دیلین چکر لہوا	مین ہنہی آج ہوں دنیا میں یا قریب نہو
نظر سے خلق کی گرتا ہوشک کی صورت	ذلیل خوار جہانین کوئی غریب نہو
لٹا کے زر کو یہ کہتے ہیں پھول غاروں سے	کوئی جہانین تھی دست یوں غریب نہو
اسی مرض سے سیما بھی منہ چھپاتے ہیں	شفاق سے وق آپ کیوں طیب نہو
جب آئی وصل کی عتاجل بھی آپہنچی	اتنی موت عدو کو بھی یوں نصیب نہو

نہ مرگ ہی اسے بھائی اور بڑے بڑے	عدوے جان کسی دشمن کا بھی صیب نہ
رہائی ہوگی خدا پر مسبب الاسباب	گلون کی دید سے یاس عذیب نہ
مجھے وہ ترع کی الجھن میں دیکھ کر بولے	آئی کر ب یہ دشمن کو بھی نصیب نہ
اڑے جو زرق مرے نخت کا تیرین	طلب پہ دانہ نہ نخبیر بھی نصیب نہ
مقام عرش بھی جل اورید بھی ہوتا	بعید ہونے پر تجھ سا کوئی قریب نہ

قبل ہجر وفا خروڑ و جلاست	پس وصال جدائی مگر نصیب نہ
--------------------------	---------------------------

روایت ہے کہ ہونے

گزشتہ میں نخت جگہ گھائے کیا پ کے ساتھ
 پیا ہر دل کا لہو نہ تو ن شہ اب کے ساتھ
 بھلا یہ شیب بہل ہو کیا شباب کے ساتھ
 کہ جھریاں رہیں منہ پر یوہین خضاب کے ساتھ

گروک شراب کی چاہین جو سوختہ قسمت

ہوں سچ آہ یہ بریان جگر گلاب کے ساتھ

حسین ورخ کے ہمراہ خال بھی روشن

چمکتا نجم بھی ہے ماہ و آفتاب کے ساتھ

خنا کا رنگ بڑھاتا ہیرون و مالون مین

لو لگاتا ہوا کشتون کا بھی خضاب کے ساتھ

جگر کا داغ ہو ہمراہ داغ دل پیدا

طلوع ماہ بھی ہوا آفتاب کے ساتھ

حسین دل ہو مرا وہ جو بے دیکھ لیا

تو خود بھی بلیا انگاروں پر کباب کے ساتھ

کیا نہ فیصلہ بیل کے گردن و سر کا

یہ رسم کیا فاسل تجھے عتاب کے ساتھ

عسم و الم کی گٹھائیں جو دل پہ چھائی ہیں

برس رہی ہو مری آنکھ بھی سما تب کے ساتھ

مٹا ہو و اِغ جگر داغ قلب کے ہمراہ

غروب ماہ ہوا آج آفتاب کے ساتھ

نہ کیوں کئی بشارت ہو غم پہ پیری میں

گٹھا ہے نورِ نظر طاقتِ شباب کے ساتھ

تجھے کا وزہ افتان نہ روئے تابان پر

تجھے گی خاک سے بھلا نجم و افتاب کے ساتھ

طیش سے چین جو دمِ بزمِ نین کسی پہلو

تو کرو میں بھی بدستِ احوال کہاں کے ساتھ

سبب ہو دوری عشاق کی سوارِ فست
 روان چنگِ نہیں سخنِ ماہِ ستاب کے ساتھ
 بڑے بھی اچھے ہیں نیکون کی ہنرِ شینی سے
 بے ہیں حصار بھی بازارِ مین گلاب کے ساتھ
 مزے سے خوب ہی بوسے مین لونگاسٹے مین
 زہا نصیب جو بیدار اُنکے خواب کے ساتھ
 یہ شہسوار کا پاس ادب کیا مین نے
 جھپٹ کے بوسے قدم کے لیے رکاب کے ساتھ
 شراب سر کر ہو سکد کہ شراب ہو جائے
 ہوا انقلاب اگر اور انقلاب کے ساتھ
 کہہ دینا سو خستہ ہمتوں کی ہر سہری غافل

غریب جل گیا رشتہ عبث کہا بے ساتھ
 ہی علاج حرارت کا اسکی کر ایسے
 مسیح چوتھے قلم پہن اقباب کے ساتھ
 یہ اشتیاق شہادت ہو مجھ کو اسی قاتل
 چلا ہوں کو سون ہی پیدل تری رکاب کے ساتھ
 رہیں گے بحر جہان میں نہ ظالم و مظلوم
 فنا ہو سوج کو بھی دیکھ لے جا بے ساتھ
 ہزاروں یوں دل سوز ان سے پیشہ ہیں امان
 ہجوم مورچہ جو طبع کباب کے ساتھ
 فقیر جو ہیں طبع سے غلام و مستان ہیں
 بھگ کے کھاتے ہیں نان جوین کو اب کے ساتھ

توسر کو کاٹ کے فتراک مین لگاتا تل
کے کھل مین جلو ننگا تری رکاب کے ساتھ

شعر ۲۵

جلگاہ بھی جو فخر مجھے جلائیگا
کہ سنج و تار بھی جلتی ہیں دیکھا کے ساتھ

غزل ۱۴۱

گٹھا بھی برسیگی اس دیدہ پر آب کے ساتھ
اٹھا ہوا لکڑہ دو دنگ سحاب کے ساتھ
حلا جلا کے رلاتا ہے باعث گرہ یہ
روان مین اشک کہانی کے بھی کباب کے ساتھ
حضور چھوڑ کے ٹھب کو سندر کو جائیں تو
نکل کے روح بھی جائیگی پا تراب کے ساتھ
مقص مین پھول بھی صبا دئے جو رکھے ہیں

سکون بھی ہے دل بلبل کو اضطراب کے ساتھ

یہ باد و خوار ہیں حسنِ طبع کے عاشق

نہک ملا کے پیا کرتے ہیں شراب کے ساتھ

حسد میں ایک ہوا دوسرے بھی اور سب اعلیٰ بھی

ہمیشہ جلتا ہر ذرہ بھی آفتاب کے ساتھ

وفادہ ہاتھ سے دی اسے وقتِ مشکل بھی

برشتہ آگ پہ رشتہ ہوا کباب کے ساتھ

ہوئی جو غمتِ کشائی نظارہ رُخ سے

کھلی ہر دل کی گرہ بندش نقا کے ساتھ

نمرِ فاقبتِ گل کا یہ طرفہ پایا ہے

عروت بھی خار کا کھینچا گیا گلاب کے ساتھ

ہوا ہے رحمتِ غفار کا کریمِ محشر
عذاب میرے مبدل ہوئے تیرے چہرے کے

جلا ہیوں دل سوزان میں مل کے تارِ ریاست
کہ جیسے آگ پر شہرِ حبلہ کہاں ہے کے ساتھ

عرق میں غرق ہوں تاسینہ کیوں نہ محشر میں
پیش قدمی داغِ جگر کی بھی آفتاب کے ساتھ

شراب سرگم ہو جب بھی نہ جام ہاتھ لگے
نئی یہ گردشِ دوران ہو انقلاب کے ساتھ

کروں میں عشقِ حسینوں کا فصلِ شیبِ بین کیا
وہ ولولہ ہی نہ دل کا رہا شباب کے ساتھ

تو شہنشاہ جاوے سے باہر نہ آؤ پتہ گواہو

بہشت تہو نہو شمع پنجاب کے ساتھ

بکریہ پاپتھامیران چشم عاشق کا
نزاگت اسکی جو تولی گئی گلاب کے ساتھ

جو آب و دوا و نقص میں دیا نہ بیل کو
مگر ہر کال بھی صیا و قحط آب کے ساتھ

نجات عمر ہے اہل رفیع کا ظاہر
منکاف قاتلو اگنہ جاپ کے ساتھ

نیا یہ چشم مجھ سوئے تر مقتدر کا
فرسے کی بات ہے دل بھی جلاکباب کے ساتھ
تہہ اکاشک نہ کہی ہو کر وں میں وقت خیر

لی جہان جو میں مست نہ آفتاب کے ساتھ

ہمارے وصل میں شرم کے کیوں نہ ہو سے لین
 کہ دلولہ بھی تو رکھتے ہیں وہ مجاہد کے ساتھ
 اجل ہو بادہ کشون کی فراغ ساقی میں

پیما ہر جام قضا ساغر شراب کے ساتھ
 کیا حلال مجھے نیچی نیچی نظروں سے
 گلے پہ تیغ نظر کی ہلی چاہیے کے ساتھ

شعر ۳۲۱	انہیں کا میں ہوں وہی مجھ کو بخشا سنگ جہان میں جاؤ گی فاترین بوجہ کے ساتھ	غزل ۱۲۲
---------	---	---------

اڑتا رہا غبارِ کاروان کے ساتھ کاوش نہ کیوں ہو پیر کا کوئی کھانا پین بھی ہو گیا ہر دو باغبان کے ساتھ	صرصر ہی سفین جو پھندا تو ان کے ساتھ جھک کر ملا خدنگ کوئی کمان کے ساتھ برباد یہ کرینگے مجھے اتیان کے ساتھ
---	--

گل ہر نہ عنایب ہر مجھ ناتوان کے ساتھ
 واما نگاہ کا حال یہ ہر کاروان کے ساتھ
 ابرو کشیدہ مجھے ہر ٹیڑھی نگاہ ہے
 ملتا نہیں خزانہ عمارت کا پر تلک
 اٹھ اٹھ کے اپنی قبر سے میدان خستین
 فصل بہار میں جو سیری کا خوف تھا
 و شام و یکے بزم میں مارا قریب کو
 کہتے ہیں جانکی میں وہ اپنے مرخص
 رکھتا ہر پھول میرے نشمن میں توڑ کے
 بیسیگی مجھ کو قبر میں یہ بھی اسی طرح
 قلب و جگر سے ہر ہرین شعلے بلند ہیں

اڑتا پھر ہون غمین رگ خزان کے ساتھ
 اٹھ اٹھ کے گرد گرتی ہر مجھ ناتوان کے ساتھ
 ناوک بھی ہو گیا ہر خمیدہ مکانات کے ساتھ
 یوں اڑ گئے ہیں رنگ گل بوستان کے ساتھ
 آتے ہیں غولیاں دکھنوں کے فغان کے ساتھ
 اڑتا پھر ہون طائر رنگ خزان کے ساتھ
 چلتا ہوا نکا ہاتھ بھی انکی زبان کے ساتھ
 آنکھیں بھی تیری بند ہوئی ہیں نہایت
 اک عشق ہو گیا ہر مجھے باغبان کے ساتھ
 دشمن مری زمین بھی ہوئی آسمان کے ساتھ
 منہ سے نکلتا آہ و فغان کے ساتھ

شاہدین ہر ماہ مرے اتحاد کے
 بولے وہ باتھاپانی بہ منت پہ وصل کی
 خزاں بندہ کل غدا رہیں بوٹہ سا ہر وقت
 سو زبیا فراق نے یوں تن گھسا دیا
 اعربا غمان جلا کے لے سیر دیکھ تو
 دم میں مکان گور میں پہونچا دیکھ
 صبح شب و صا ا اگر وہ چلے گئے
 جھکا کچھی ایک بوسہ خوبان کی ہر تار
 اٹھتے ہیں گرو بار بار بان میں متصل
 گویا صدایہ آتی ہو کسری کے طاق سے
 تھرے غصے کے اور اشار بلا کے ہین

ذرات میں ہوں سہا بہ صفت جانا کے ساتھ
 چلتے ہیں ہاتھ پاؤں بھی تیرا کے ساتھ
 گویا رونے پر غم بھی سرور و راحت کے ساتھ
 اک چپو ست پر اچھو فقط ستوا سے ملے ساتھ
 یہ باغ بھی جلیگا مرے آئینہ کے ساتھ
 احسان کیا یہ موت مجھے تو ان کے ساتھ
 میں بھی قنار ملنے کو نہکا اذائے کے ساتھ
 میں بھی ہونی لڑن برس کا روئے کے ساتھ
 چکر میں ہوزین بھی کن آسمان کے ساتھ
 مٹی میں مل گئے ہیں مکیں بھی مکان کے ساتھ
 تیر نظر بھی چلتے ہیں تیغ زبان کے ساتھ

<p>فلک گیر و شمع بین ہو کیونکر جلی کئی صبح شب وصال وہ تھمنے کے ابھین گویا یہ چکیوں کی صدا ہو دم خمیر اندری لاغری مریش تب فرقت قاتل نہ کہنچ تیر دل غم پسند سے آتے ہی دل میں تیرے زخموں کی کھل یعنی آج جان اگر تو جنابین نہ کیجھے مجھ ناتوان کی فرقت و پستی سفرین ہو</p>	<p>منہ بھٹ بھی ایسا چاہیے الہی بانگے ساتھ آئی صدا غم سحر بھی اذان کے ساتھ دم بھر ہوا رویتن نی جان کے ساتھ جنبش تمام تن کو جو بصر ان کے ساتھ جان میر بانگی جاگی اس میہا کے ساتھ اس باغین بہار بھی آئی خزا کے ساتھ سو سو تہاں ان کا امتحان کے ساتھ اٹھ کر اہون گرد رہ کاروں کے ساتھ</p>
---	--

گرد مال ملے اکٹھی دو دو آہ سے

فاخر زمین بلند ہوئی آسمان کے ساتھ

شعر ۴۲

رویت یای شناہ تہمانیہ

غزل ۱۳۳

<p> اہل زمین یہ سمجھتے تھے چمکے گئے کچھ اور میرے دل کے پھوٹنے لگے گئے کانو نیہ ہاتھ رکھ کے فرستے چھپا گئے بوسے فراق آنے لگی ہم کٹھک گئے پانی کے چھینٹے ابرجد پر چھڑک گئے بالین سیر می خوش کام گئے گئے دل عاشقوں کے بار کے لہذا پک گئے دو گام چلے پاؤں سروستھا گئے گئے وزرے زمین کے نجم کی صورت چمک گئے بادل بے تو چرخہ تلے چمک گئے گئے نکلا وہ جلیق سے رستے ماک گئے گئے </p>	<p> وزرے جو سیری خاک کے سو فلک گئے گئے تربت پہ اشک گرم جو آنکے ٹپک گئے گئے تاسے جو خوفناک مرے افلاک گئے گئے پہلو سے میرے وصلین جب وہ گئے گئے جب آئے سطرن کو کچھ آنسو پک گئے گئے دم توڑتے وہ دیکھنے مجھ کو جھپک گئے گئے خورشید داغ جب کا استرے اثر گھر سے سفر کو جاتے ہی خستہ بن ہو گیا اس مہ جبین کے پر تو مہر عذار سے کیسو جو سر کے اتھے پہ افشان نظر پڑی پوشاک ملگی ہو کر جہلی ہو یار کی </p>
--	---

عشق شہ کا دلچ مرے لاج اثر ہوا
 اس گل کے بوے جسم نے گلشن بسا دیا
 آہوں کو ضبط کر کے جو گرم شک پیگیا
 ثابت قدم رہا ہوترے اتھائیں کوں
 باتیں پئے وصال شہ کی جو میں نے کہیں
 سر سے چلینگے جاوہ شمشیر پر ضرور
 بکائے میرے ساتھ چلے آئے شہر میں
 برق بندہ بنکے نہان ابر میں ہوا
 آنکھ نہانے آگیا رستے میں کیا خیال
 بانوں پہ عاشقوں کے گرین کیوں صاف
 دریا سہا لے گوزے میں سچ ہر حال

مدت سے جو گراے تھے وہ کانٹے ٹھٹھک گئے
 کلیوں سے پیرہن کی گل ترہا گئے
 کچھ اور شعلے و غ جگر کے بھڑک گئے
 ہم کیا ہیں بانوں کوہ کے پیچھے کس گئے
 دل میں وہ مثل طائر سیل بھڑک گئے
 اچھا ہوا جو بھاگنے کو بانوں ٹھٹھک گئے
 خود آج راہ غول بیابان بھاگ گئے
 دل کے شرارے آہ میں جیتا فلک گئے
 کیوں آئے آئے قبر پہ میری ٹھٹھک گئے
 جب مسکرائے وہ دُردان جاک گئے
 جوش بکامین آنکھوں سے آنسو چھٹک گئے

عشقیں مرد کا اور اثر جانتے ہیں
 آہ یادِ غمش سے ہوش مریضِ فراق کو
 دوزخ سے دُرا چروا دی حشمتِ مبین شاہ
 کیون روئے بیکسی بھی نہ مجھ خستہ حال
 پھولوں کے ٹوٹے پہ عمادِ جور و دلی
 فریاد کے لہو میں حرارت تھی اس قدر
 بادِ نسیم بادِ مسموم اُلو ہو گئی
 بوقتِ سحرِ مسرت فیضِ نسیم سے
 تڑپا دیا کو کیا دلِ بیتاب نے مرے
 اُس مہ کی دیدِ حق میں مرزہ ہو گئی
 بے صبری اس قدر کہ کسی کو ہوزیر تیغ

کچھ خارتے جو دل میں ہمارے ٹھکانے
 وہ آگ کے گنچے پہ گویا قتل چھڑک گئے
 دم آہوون کے پھول گئے پانون
 منزل ہوئی نہ ختم مگر پانون تھک گئے
 مارے شے ہی کے باغین گل پھینک گئے
 لکڑے ہو پھارے کے پتھر چٹک گئے
 شیشم سے جامِ زیست گلوں کے چھانک گئے
 بالیدہ پھول ہو گئے غنچے چٹک گئے
 پہاڑ سے اٹھ کے آپ اُدھر کیوں نہ گئے
 پر تو سے زخمِ قلب و جگر کے چمک گئے
 قاتل کے ہاتھ میرے تڑپنے سے تھک گئے

صبح شب وصال ازان کا ہوا جوش	یہ زمین کے دونوں کپے دھڑک گئے
شدت ہوئی جو دردِ جگر کی پس فنا	وزنِ ہماری خاکِ کد کے چمک گئے
مرنے کے بعد آنکھیں جو میری گہلی میں	اُس گمان یار کو کیا یاد نکال گئے
دربان کی گھر کیاں لگات تان کی دھکیلا	کیا کیا ہوا حال جو اُس ورتاک گئے
عشقِ مرثیہ بین دل کو چڑھا دوا دہ	اچھا ہوا اہم دردِ لدا رتاک گئے
کی ہیں چراہِ ناکِ عدم عمرِ بحر میں طو	کن مشکون میں منزلِ مرثیہ لٹاک گئے
افلاک کیچھو لون میں کیوں کر غلوش	ہم زارِ مثلِ خارِ دلون میں کھٹاک گئے
کہتی تھی ناز کی حسینانِ دہر کی	رنگِ خاک کے بارے یہ ہاتھ تھاک گئے
دل سے بخارِ رنج کو دھویا ہوں نے	اُس کے آبِ شاک کی پرچھڑک گئے
سچ ہر شریکِ حال پرین نہیں کوئی	وقتِ فشارِ قبر فرشتے سرک گئے

پڑھنے کے جو شاہد گل با عینِ غزل

۳۲ غزل	فاخر کے شعر کے عنوان پڑھئے	شعر ۲۵
<p>خدا کریم ہو زاد سفر نہیں نہ سہی سوالِ وصل پہ کہدین اگر نہیں دہی ہمارے دل کی رگون میں گز نہیں نہ سہی جنازہ دیکھ کے مرنے کو تو وہ سمجھتے دوساروں کے ہو تو وہ اک اشاریہ خزان تو رنگِ جمائیگی میر سینے میں مزا ملے گا اسی سے مجھے تڑپنے کا ہمارے نالوں کے سینے پہ ہاتھ کیوں رکھا حضورِ طائرِ دل کا تو کر لیا ہو شکار ہمارا بخت نہ الٹا ہو خیریت ہو۔ ہی</p>	<p>پہنچ ہی جائیگے منزل پہ زنجین ہی وہن تو ہو گیا ثابت کمر نہیں دہی قفس میں طائر تیر نظر نہیں نہ سہی ہمارے حال مرض کی خبر نہیں دہی جگر کے پار خدائےک نظر نہیں نہ سہی بہا پر گل زخم جگر نہیں نہ سہی ہو در و قلب تو در و جگر نہیں نہ سہی ہی ہو بس جو زیادہ اثر نہیں نہ سہی اسیرِ دام جو مرغِ نظر نہیں نہ سہی اس آسمان کی جو سیدھی نظر نہیں نہ سہی</p>	

سیاہ نمائے دل میں چمک ہو داغوں کی	اتر میری رات میں شمس و قمر نہیں سہی
ایک ہی تو چشمِ تھمرے دیکھ لیتے ہیں	دو چار انکی نظر سے نظر نہیں نہ سہی
ہم اپنی جان تو دیدہ پیچے عشقِ باز میں	مجتہدوں کا کسی پر اثر نہیں نہ سہی
جگر کے داغ تو جلتے ہیں قبر کے اندر	حد پہ شمعِ خیاباں اگر نہیں نہ سہی
گدا کی طرح بے ہوگی عمر دو روزہ	پتھر رہے کسی در پہ گھر نہیں نہ سہی
صحن سے آنکھ کا میری یہی اشارہ	ملے ہیں اشک تو جھک کر نہیں نہ سہی
مرے سے ہم لب و دمانکے بے لیتے ہیں	نصیب اگر نہیں شیر و شکار نہیں نہ سہی
ہماری جان تو جاتی ہو اُنکے قدموں پہ	انھیں تو راہی محبت اگر نہیں نہ سہی
گھر بجا نیکی و سطرین تو دل کی ہر کی شب	صد آئنا مرغِ سحر نہیں نہ سہی
کبھی تو تھے مرے قابو میں اجنوں کو	اب اختیار میں قلب و جگر نہیں نہ سہی
ہوا کے جھٹکے نہیں ہیں ارار کے جاوگا	یوں اسکی بزم میں میرا گز نہیں نہ سہی

بسان بنگ و را تو میں نالے کراہوں	خیمار تافلا آسا سفر میں نہ سہی
بخارول کا نکلتا ہوا میں بھرنے سے	کسی کے قلب و جگر پر اثر نہیں سہی
مثال شمع جہان سے ہم آچے تہیں	شب فراق کی پیداخیز نہیں نہ سہی

غزل	خوشی سے روکنے سینے پر تیغ قاتل کی	شعر ۲۲
	بچانیکے لیے فاخر سپر نہیں نہ سہی	

کم نہیں تیغ ادا و تاز مرنے کے لیے
 اُستین اُلٹے ہوئے ہیں ذبح کرنے کے لیے
 جان دو ٹکا عاشقوں میں نام کرنے کے لیے
 منع کرتے ہیں مجھے کیوں آپ مرنے کے لیے
 ہو تو وقت اس زمانے میں گزرنے کے لیے
 سب عدم سے خلوت میں آئے ہیں مرنے کے لیے

اُسکے کہنے کا بھی مجھ کو یقین آتا نہیں

وعدہ و صلت وہ کرتے ہیں کرنے کے لیے

دل تو لیکر ہو چکے ٹنکا جگ بھی سیٹھے

کوئی پہلو اور پیدا ہو مکنے کے لیے

اور زمین قبر پر اٹھن بھی دیا دیکھ فشار

ترے گھر میں آئے ہیں آرام کرنے کے لیے

اور ہو ایسا نہ تربت سے کہیں میرا غبار

کیون اڑاتی ہو اسے برباد کرنے کے لیے

قید خانے سے رہا ہو ہو کے دیوانے ترے

بشنون کو چلے آبا و کرنے کے لیے

سر ہٹا کر یہ صدا دیتا ہو موجوں کو جاب

بحر فانی میں ہم آئے ہیں گزرنے کے لیے

شاد زلفون میں شبِ صلت کرو تو فوت تم

دن بہت ہوا و پریا پیکر سنورنے کے لیے

غذیبہ آشیانوں سے ابھی آنا نہ تم

وام پھیلے ہیں چین میں قید کرنے کے لیے

رکھ کر اگر جبراح تو زنگارہ کا پھاہا کوئی

زحسم یہ دل نہ نہیں کھائے ہیں بھرنے کے لیے

مقتضائے کسنی ہر سانپ سمجھے ہیں اگر

کھولتے زلفین نہیں وہ شب کو ڈرنے کے لیے

شمع کی صورت ہو تم عثمان ہیں پروانہ وار

حلق میں پیدا ہوئے ہیں تپہ مرنے کے لیے

کاسر زانوین کیا صورت نظر آتی نہیں

اُس نہ مانگا ہو کیون تم نے سنو نے کے لیے

روکتا سینے پر ہیں شوقِ شہادت میں اُسے

تیرا تاگر مرے دل سے گزرنے کے لیے

تیغ کے کٹختے ہی بھاگے سامنے سے غیر کیوں

تم تو کہتے تھے کہ آمادہ رہیں مرنے کے لیے

دیکھ کر آئینے میں ابو چڑھاتے ہو عبث

نیچے کھینچا ہو کسے قتل کرنے کے لیے

بارِ احسان سے الٹی تو سب کمرے مجھے

قبر میں اترے ہیں وہیت کو دھرنے کے لیے

جانِ بری بیماریِ اُلفت سے مشکل ہو میری

مرستے فرستے چچ گیا ہوں تپسہ مرستے کے لیے

چھوڑنے کو قیاسیتا دھجھکا ہو مگر

ہاتھ میں تپنچی لیے ہو پر کمرے کے لیے

خون تاحق کے نشان دامن سے کیوں دھو تا ہوتو

مگر کرتا ہو قیامت میں مگر نہ کے لیے

بکیں کشہ حسرت یہ اُن سے کہتی سب

تم نہیں پہلتے ہو میست و فن کرنے کے لیے

شعر ۲	<p>شغل قاخر شعر گوئی کا مجھے و نرات ہو</p> <p>روزگاران بن غزلین مشغول کرنے کیلئے</p>	<p>۱۴۶</p> <p>غزل</p>
<p>پچھو سہلے پھوٹ کے دلچسپ کہا کرتے</p> <p>مزا تھا جب وہ ادا کرتے ہم تھا کہتے</p>	<p>وہ چھیرنے کے لیے مجھے گر جھا کرتے</p> <p>نکلتا دم سر بالین اگر جھا کرتے</p>	

اگر وہ آتے تو مر بھی ہم وفا کرتے	بخار قبر سے تعظیم کو اٹھا کرتے
یہ عادت انکی نہ جاتے نہ میری خواجانی	وہ ظلم و جور و جفا اور ہم وفا کرتے
جو ہتھ سے لاکھان ہوتے قاتل مانتے	بلند شور و فغان صورت ورا کرتے
نکا لاؤ پتے دریا سچ و غم سے مجھے	سلوک اور پہلا کیا اب آشنا کرتے
بتوں کو چشم بصیرت سے دیکھ لیتا اگر	تو بتکدوں میں برہمن خدا خد لکرتے
کہیں جو آپ کے دیوانے آئے تھیں	اک اور حشر قیامت میں وہ بپا کرتے
لوہا ہاتھ وہ بخدی لگائے ہاتھوں کے	ہمارے خون کو زیت وہ جھا کرتے
فلک بھی گردش میں تھا ہین جو شام گاہ	بلند شور و فغان مثل آسپا کرتے
نہ دیتا بوسہ اگر وہ نہ دیتا عارض کا	ہم اتنی بات پہ کیوں یار کو خفا کرتے
کچھ اور ہو تا مر نام قاتل و روشن	بسان شمع اگر تن سے سر جھاکرتے
نجاتے خانہ صیاد سے کبھی باہر	بہاؤین بھی اسیری سے گرہا کرتے

<p>لگاتے داغ امیرین ہم فقیر کا ہمیں جو بوسے سُخ دیتا اوشہ خوبان سرفزار جلاتے اگر وہ آگے چراغ بٹھاتا ہلو اگر ایک رات پسوین کشان کشان مجھے کچا تاور دولت تمہارے ہاتھ کے چھلے اڑا کے لٹکے</p>	<p>جو ملتی مسند زریں بیا بویا کرتے تو ہم فقیر تر سے واسطے دعا کرتے لحد میں ساتھ بنگون کے ہم جلا کرتے اٹھاس کے ہاتھ ترے واسطے دعا کرتے رسانی اتنی مرنے نخت مار سا کرتے ابھی تو یہ سرقہ سارق حنا کرتے</p>
<p>غزل</p>	<p>ترپے حسرت واران و آرزو فاخر دل حزین کو جو پہلو سے وہ جدا کرتے</p>
<p>شعر ۱۱</p>	<p>کیسے نام پہ جان حزین فدا کرتے زبان جلتی اگر شکوہ جفا کرتے خیال دشت نوردی نہیں اگر کرتا</p>
<p>ہم ایک اہل وفا تھے نہ کیوں وفا کرتے مجال کیا تھی ہماری جو ہم گلا کرتے تو دل کے آبلے کیوں پھونک رہا کرتے</p>	<p>کیسے نام پہ جان حزین فدا کرتے زبان جلتی اگر شکوہ جفا کرتے خیال دشت نوردی نہیں اگر کرتا</p>

جو اُس وہان وکمر کا خیال جاتا
 قریب پروردہ چلا آتا کوئی دھوکے
 اثر جو زردی جسم ضعیف و کھلاتی
 نفس جو کھینچتے ہنگام فکر مثل نسیم
 ہمارے ساتھ پلیسوں کو درد سر ہوتا
 اُکھا سے بیکسوں کو دلدلی روز بڑا
 کھدین سوز و رونا جو ہتھوان جلتے
 نقص میں چپکے ہی چپکے نعمان بھی لیتے
 بگاڑ دیتی ہو انکی بنی ہوئی زلفین
 شکستہ ہو کہ کیوں غار ریتے پانوں میں
 جو مجھ فقیر کے ہاتھ آتا دشتہ وہان

تو زندگیاں ہی میں پھر ہم فنا مٹاتے
 کس کی در پہ فقیرانہ ہم دعا کرتے
 تو ہم بھی خاک سے پھر جذب کبریا کرتے
 ریاضِ شلم میں گلہا سے نو کھلا کرتے
 ہم اپنے دردِ جگر کی اگر دوا کرتے
 خدا سے ظلم تباہ کیا کیوں گلہا کرتے
 مثالِ شمع مرے شکب بھی بہا کرتے
 پیچ پیچ کے صیاد کد کھنا کرتے
 ہمیں جو ملتی تھجھ جس او ملو کرتے
 جو آبِ اثر جذب کبریا کرتے
 تو نفس پا کو ترے نفسِ بویا کرتے

شہیم گیسوے شکیں کبھی نہ لائی	غورِ حشرین ہم شکوہ جبار کرتے
سکھا گیا ہر قسم کی پر فغانین	چراغِ قبرِ حد پر نہ کیوں ہنسا کرتے
کیلی آنکھ کا سرمہ چٹھا ہوا لیکر	چمنین گس بیا کی دوا کرتے
ہماری خاک بھی برباد ہو کے تڑپاتی	بہارِ صورت و ردِ جگر اٹھا کرے

غزل	یگانوں ہی سے شکایت جہانین تھی	شعر ۲۶
	جناے یار کا فخر نہ کیوں گلا کرتے	

اک زمانہ ہی ترے غیظ کا بسل ہو جائے	کھینچے ابرو جو ترا بنجرِ قاتل ہو جائے
اک تو مشکل تھی مجھے او بھی مشکل ہو جائے	دور پہلو سے شبِ ہجر اگر دل ہو جائے
دل تمہارا اگر اس قلب پہ مائل ہو جائے	میرے پہلو سے پھر اٹھنا تمہیں کا ہو جائے
آئینہ گرُنجِ روشن کے مقابل ہو جائے	ابھی دعویٰ تری کیا تائی کا ٹل ہو جائے
خون ہم پہلے شہید و کا جو شال ہو جائے	باڑھ پر آبِ دمِ بنجرِ قاتل ہو جائے

رہے پرو کیے چھین کر جو حال ہو جائے
 خشرین قتل شہیدان کی علامت ہوئی
 ساتھ نائق کے نزدیک اور بہت اسکو لیلی
 مجھ پریشان کو تاتے ہو بٹ غیر زمین
 پردہ گوش گلن کے ابھی پٹ جائیں
 ادا خدا تگ ہیں اس کی بہت آیا ہو
 قصر فردوس کلبہ احزان میں
 خوب سے مصحف رخسار کے کون ہیں
 غیر کو تن سے خبر سے مجھے قتل کرو
 بد گھٹ کھٹ کجالت سے ابھی ہو ملال
 آہ وزاری ہو کرین بیٹھ کے ہم گریان

چشم مجنون سے نہان صاحب محل ہو جائے
 خونین آلودہ اگر دم قاتل ہو جائے
 تہ وبال اول مجنون سے نہ محل ہو جائے
 ای پری دیکھ نہ برہم تری محفل ہو جائے
 پار کا نوٹے اگر شور غدا دل ہو جائے
 بدلے اسکے مجھے ایک ور عطا دل ہو جائے
 آ کے گمان جو وہ حور شمال ہو جائے
 ہاتھ یہ کسی گردن میں ہمال ہو جائے
 خون دشمن میں مرا خون نہ شامل ہو جائے
 تیرے رخ سے جو مقابل ہو کامل ہو جائے
 ایک طوفان غضب کالب ساحل ہو جائے

پاس تھکے نہ ذرا بھی ہوا اگر زاد سفر	پھر کٹھن کیوں نہ عدم کی مجھے نزل ہوا
یہ بھی ہوتی ہو روان انکی طرح خشکی میں	کشتی سے نہ کیوں کشتی سائل ہو جا
قدر عاشق کی مزید جان ہوا عدم تھک	لطف تب ہو جو ہمارا ساتھ اول ہو جا
عید قربان کی طرح گزرتی لاکھوں جو کٹیں	مٹن زار مناکو چہ قاتل ہو جائے
کوڑہ گر لیکلے جام بنائے یارب	خاک میری لب جان بخش کہ قابل ہو جا
قیس کتا کیلی جوان آنکھوں میں جھپے	سات پروں میں نہان نہاں ہو جا
خوب رو کا اسے لپکا ہو نہ آئینہ دیکھ	خود نہ وارفتہ کہیں تجھ پر اول ہو جا
آئینہ دیکھ تو رخ میرا ملا کر رخ سے	عکس عاشق کا ترے عکس میں شامل ہو جا

۱۲۹	اور جو سخت کلامی نہ کرو فاختہ سے	شعر ۳۴
غزل	سنگ سے چور نہ تھینے کی طرح دل ہو جا	
انکے جنون کے لیے دہری مصیبت ہو جا	قدے کیسو جو بڑا اور قیامت ہو جا	

مثل دشمن جو اجا کی طبیعت ہو جائے
 بوسہ اذن جوں اور قباح ہو جائے
 و عوی کی مائی کا مچائے خجالت ہو جائے
 میرے پہلو پر اٹھنا تجھے وقت ہو جائے
 زندگانی کی کوئی یاس میں صورت ہو جائے
 زہر کھاکے ابھی مر جاؤں سر کی قسم
 غول کے غول جو ہیں زریہ انوں کے
 دونوں جانب اگر عشق مجازی کا اثر
 شب وقت کو شب وصل تصور میں نہ
 بوسے مانگے جو کئی بار تو مجھے یہ کہا
 ٹوک دے ابر بہاری جو مجھے رنے میں

ایک ایک کو پھر کیوں نہ عداوت ہو جائے
 ابھی واللہ مریٰ کی نفرت ہو جائے
 آنسو دیکھو تو کچھ اور ہی صورت ہو جائے
 گریزے دل کو مر دل سے محبت ہو جائے
 بوسہ صحت رخسار عنایت ہو جائے
 جان تنگی اگر محکوم اجازت ہو جائے
 خشرین شہ قیامت میں قیامت ہو جائے
 مجھے آنسو تو انھیں مجھے محبت ہو جائے
 مجھے مجھو نکار جو لیلیٰ سے محبت ہو جائے
 مانگنے کی کہیں کجخت نہ عداوت ہو جائے
 بارہ پراوریم جو شش قوت ہو جائے

ہجرین کیسے شہرنگ کا آئے جو خیال
 وعدہ وصل کا اقرار تو کر پھر مجھے
 بیشمالی نہ رہے اپنی مثال کے نظر
 اسطریقہ اور ہر شے کی تہیہ
 ساتھ آہونکے پریشان ہو دھوان بن گئے
 دور کیا ہر چیز لٹا کی جوانی کی طرح
 ذکر لیلیٰ و زلیخا کا اگر باہم سم ہو
 جمع ب وعدہ و ذرا پہ ہو کہین عشاق
 طرح دینا نہ انھیں اپنی مروت کی کمی
 ضدی ہی ہر کہہ کہین کو کہو بے چہا
 نظم میں ڈھونڈو سہارا تو کیا نہ کہی

مثل ظلمات کے تیر و شب فرقت ہو جائے
 تیری باتوں سے عیان تیری قیامت ہو جائے
 آئندہ دیکھ کے اس شوخ کو حیرت ہو جائے
 شمع و پروانہ کی صورت جو محبت ہو جائے
 دل کی برباد کہین اگر وکدورت ہو جائے
 چشم یعقوب میں بھی عود و بھارت ہو جائے
 فقہ قین بھی یوسف کی حکایت ہو جائے
 حشرین منہ نہ دکھاؤ تو قیامت ہو جائے
 حاسدون کو نہ کہین اور حسارت ہو جائے
 ایسی مظلانہ کیسی نہ طبیعت ہو جائے
 دیکھ اور روئی نہ محتاج طبیعت ہو جائے

بہتر اپنے سے کسی کو جو نہ سمجھے انسان	مثل ایسے دیون کبر کی خصلت ہو جائے
خاک پھر شکل صفائی کی نظر آئے بھلا	تنگ آئینہ اگر دل کی کدورت ہو جائے
بس میں ہی شہین اور حمت حق باقی ہوں	یہ گنہگار بھی اب اخل جنت ہو جائے

غزل	فیض نور کرباک علی سے فاش	شعر ۲۵
	کو رہی آئے تو آنکھوں میں بھرا ہوا	

شور فریاد ہو رہا یہ مصیبت کیا ہو	ورہ انہوہ یہ کیسا ہو قیامت کیا ہو
اپنے بیارپ ہجر سے نفرت کیا ہو	اے کے پوچھا نہ کبھی آپ نے حالت کیا ہو
مجھے خاموش ہو کیوں ولین کدورت کیا ہو	شکل آئینہ حیران یہ صورت کیا ہو
خاک میں کس کو ملائے ہو گم آئے ہو	گرد آلودہ زمین خسار یہ صورت کیا ہو
دولت حسن نہ کچھ آپ کی گٹ جامی کی	بوسہ دید و جو مجھے رُخا بہت کیا ہو
وصل میں میں جوتا ہوں تو یہ کہتے ہیں	چھوڑنے کی تجھے کمخت یہ ماد کیا ہو

خزرتا ہوں محبت پہ تو وہ کہتے ہیں	ہر جس الفت پہ تجھے ناز و الفت کیا ہو
و اعطاس فتنہ محشر نے کیا تو زن	اب بتا رہے مجھے تو اور قیامت کیا ہو
عکس آہیں یہ تمہارا ہی نطفہ آتا ہو	آئینہ دیکھ کے اتنی تمہیں خیرت کیا ہو
نیک نامی ہو اسی کی جسے بدنامی ہو	راہ الفت میں جو زلت ہو وہ زلت کیا ہو
جانتا ہوں کہ وہ بد خواہی بگڑ جائے	خواب میں بوسہ سرخ لون مٹاتی کیا ہو
ہاتھ سینے پہ مڑ کر کھکے وہ فرماتے ہیں	ابھی بتلاؤ وہی ور کی شدت کیا ہو
سر جھکائے ہو بیٹھے ہیں چوٹ عمت	اٹکھ اٹھا کر مجھے دیکھو یہ خجالت کیا ہو
زخم ہا جگر و قلب مرے ہنستے ہیں	تندہ زن آج چراغ ستر تبت کیا ہو
جان بلب رہ گیا میں ضعف کرتے مرنے	اب نکلتا نہیں دم بھٹی نقاست کیا ہو
اسکی چھینٹوں سے لگی آگ کے دھواں	دیکھ جلا دمرے خون میں جلت کیا ہو
جوش امواج مضامین معانی کا ہو	جو نہ دریا سہی روان ہو وہ طہیت کیا ہو

صل میں بھی نہیں بسا بہ ترین نظر رات ہی وہ چلے گھر کو تو میں نے یہ کہا شام سے صبح تک دونوں بلا کر تہین یاں بھی عثمان کو دیوار دکھاتا نہیں تو ہماز کی میں صفت گل ہیں تمھارا غافل دیکھ کر ترع کی الجھن کو وہ یہ کہتے ہیں	شانہ و سرسہ و اکینہ سے نفرت کیا ہو صبح ہونے دو چلے جانا یہ عجلت کیا ہو شمع و پروانہ میں دیکھو تو محبت کیا ہو اس کے بڑھک کو فی محشر میں قیامت کیا ہو ہنسکے فرمایا کہ پھولوں میں نکلت کیا ہو کرب اس وقت یہ کیا ہو ازیت کیا ہو
--	--

غزل ۱۵۱	وہ تو غیروں پہ معنم تو دیے جافا اس کے بڑھک کو فی دنیا میں حماقت کیا؟	شعر ۲۶
<p>کھنچی ہیں بزم میں انکی بھوین بھی خج نہ بھی خدا وہ مجھ سے ہیں چین بزمین پرست بھی وہ میرے حق میں جو بسا دہی ستر بھی</p>		

روان ہے تیغ بھی گردن پہ اور خنجر بھی

وہ جام و آئینہ ہاتھوں میں لے کے کھین

نظر میں پھر گئے جہشید بھی سکتہ بھی

بڑے ہی چین سے فرشِ کد پہ سوستہ ہیں

ہو چکے خشت کا بھی اور کفن کا بستر بھی

حر لیس مح کے یہ پیرِ مغان سے کتہ ہیں

پلاوے جام بھی حُسن بھی سب بھی ساغ بھی

مختارے عارضِ روشن کو دیکھ لے وہ اگر

اٹھا کے پھینک دے آئینہ خود سکتہ بھی

گری ہو راہ میں برونِ اسپہ کوہِ عِسمِ اسپر

ادھر یہ دل بھی ہے بیتاب اُدھر کیوتر بھی

دو چاند عاشق مینوش کیون نہون مہوش
 ہو دو درپشہم سینان بھی دور ساعت بھی
 حضور سے تو کوئی شے مجھے عزیز نہیں
 جگر بھی قلب بھی حاضر ہے جان بھی سر بھی
 مثال برق چمک کر چھپا ہوا نکھون سے
 رہا شباب نہ دار فنا میں دم بھر بھی
 خدا کا شکر پسچا دل بتان حین
 اک آہ گرم سے پانی ہوا ہوا پتھر بھی
 تمہاری کھڑکی ہے تھر خیاں سے بھی بلند
 بنا سکیگا نہ دیوار یہ سکندر بھی
 تمہارے عہد میں یوں رہم ہو میں دیوانے

لگائیں ڈھیلے بھی اطفال اور پتھر بھی
 وہی بچائے تو کشتی بچے زمانے کی
 ہماری جوش پہ آنکھیں بھی ہیں سمندر بھی
 کبھی نفس میں دیا اب وہ ہنسنے دیا
 ہے جسم دل بھی یہ صیاد اور تکر بھی
 وہ دل تو لیگ اب جان بھی ہو لینے کو
 ہمارے واسطے دل بھی ہو سنگ بھی
 جیل بھی چھو گئی آکر مری اسی کی طرح
 مثال یار کے برگشتہ ہے مست رہی
 لگا کے آگ بجھائی تو کیا انشیں کی
 گرانی چرخ نے بجلی بھی اور پتھر بھی

لہو وچ روئے ہیں جن کو لے نہ جام شراب
 بھری ہیں خون سے آنکھیں بھی جو سے مانغ بھی
 رُکے رہیں مرے آنسو بھی کیا ان آنکھوں میں
 رہے نہ بطنِ صدف میں بہتہ گوہر بھی
 عیش ہو قیامت موزون پہ اتنا ناچھین
 سُدُؤل حق نے بنایا تِصنوبر بھی
 گلے پہ وہ جو پھیراتا ہر تیغِ فولا دی
 لہو کے اشکوں سے روتی ہو چشمِ جوہر بھی
 بتا کے راہِ محبت کو نقدِ جانِ لولہ
 ہو راہزن بھی یہی عیشِ اور ہر بھی
 شبِ فراق مری کس تہِ روڑانی ہو

مثال غول دکھاتے ہیں آنکھیں خمیسی

غول

رُکے ہوے جو دم زنجیریں اور خار

شعر ۲۶

ٹھہر ٹھہر کے روانِ حلق پر ہر خمیسی

بیچوئیں سو مڑے بھی وہ غم کا شتر بھی
ہمارے واسطے زنون ہو گیا گھر بھی
بخل ہیں تنکے رگون سخطا مسطری
چمن میں لگا اڑا کر مرا ہر اک پر بھی
برنگِ خلد کھلتا ہر گل تر بھی
مثال ماہ چمکتے ہیں آج اختر بھی
یوہن مکر نامری جان رو بہ خمیسی
طلب کیے گئے جو دو عطا و فخر بھی

لہو و دیشگی یہ رگہائے قلب لاغری
لکھنے دیتا نہیں ضعفِ شیب تا در بھی
عیان ہو ضعفِ تشریح جسم لاغری
ہوں کشتہ سر تا پرواز کا وہ بلبل بھی
چمن بھی وشت ہو بیہ یا مری آئین بھی
ضیا فگن ہیں چمن پر ستار آفتاب کے
ہمارے خون کا نکاحِ طرح اب بھی
صاف بخشش ہو سہ ہوا زبانی بھی

<p> پے وصال مری منتون پر ہم کرو دورنگی آپکی آئینہ سان نہیں ابھی وہاں بھی ہاتھ سے کشتونکے تم بھانا مجھے جو رکے کے تلوار نے حلال کیا تمہارے غم سے محفل کا رنگ ہی بدلا کیا ہو قتل جو قاتل نے بے گتہ مجھ کو جو جذب عشق شہر کے جنون میں تاثیر نیام سے نہیں نکلا ہو خون پینے کو دکھاتے ہیں گل قالین بھی بزم میں یہ تو کون کھیرت زوہ کو قتل کیا ترے مریض کو اشد کیا تشنہ ہو </p>	<p> خدا بھی ہوتا ہوں رکھا ہوں نونہر بھی کہ مجھ سے نہا بھی ستیہ ہوا اور مکہ بھی چھڑا کے بھاگنا دامنکورو ز محشر بھی تو کور ہو گئی اسدن چشم جو ہر بھی مثال چین چین پر شکن ہو بستہ بھی گواہی حشرین دیگی زبان خنجر بھی تو رک میں ڈوٹ کے رہا ہے ناک شہر بھی نکل پڑی اور دہن زبان خنجر بھی مزاج یار سا بدلا ہوا ہو بستہ بھی فرادہ تر ہوئی خون سے زبان خنجر بھی رگوں کی طرح سے سٹا ہوا ہو بستہ بھی </p>
---	---

<p>اٹھا پلنگ سے ہمراہ لاش بستر بھی اٹھا صدمہ ناسور کیوں نہ گوئی بھی دکھائے آمنہ خورشید بھی سکندر بھی چلا ہوا رجاں بھی مرا کیو تر بھی ابھی تو کیا نہ اٹھ گیا یہ صبح محشر بھی جلالی شمع چڑھائی گلون کی چادر بھی</p>	<p>اکیلا گھر سے نکلنے ویا نہ میت کو جگر صدمت کا ہوا چاک اسکے باعث سحر کو اٹھ کے چوڑے رو روشن کو روان کیے ہیں سپن پیش واپی وقا شب فراغ کے سو کو کیوں جگا ہو مزار قیس پہیلی جو عرس میں آئی</p>
--	---

<p>۱۵ شعر</p>	<p>اکیلی ابرین بکلی ہی بقیر انہیں طہان ہر سینے میں فاختہ کا قلب مضطرب</p>	<p>۱۵ غزل</p>
---------------	--	---------------

<p>توڑ کے دلو کیجے سے گذر جائیگے ہم جو بچھینکے تو پھر صاگر جائیگے مجھ سے انکار تو کرتے ہیں مگر جائیگے</p>	<p>کب یہ بیکار ترے تیر نظر جائیگے جا کے گھر غیر کے بزم وہ کر جائیگے چھکے راتوں کو وہ اعیار گھر جائیگے</p>
---	---

قیں و فراہ کے مانند گز جائینگے
 دم نہ ملے ہی مرا غیر کے گھر جائینگے
 بوسہ پروا نہ مانگے سے بھی دینگے لہر
 آئینے کو بھی نہ تم تیرا نظر سے دیکھو
 ہاتھ ایک ایک کیسے پہنچو دھڑکے اگر
 ساتھ چھوڑینگے کبھی ہم نہ مثال تیرا
 زندہ رہنے کہیں صبح شب ہر تھک
 یاد و زمانہ جو آنکھوں گریں گے نہ
 جان بچنے کی نہیں اب تر بارون کی
 مے سے خالی نظر آئینگے جو خوار و نگو
 آج جہ طرح مر تمل سے انکار کیا

گرہن ترہ تو ترے ششہیں مر جائینگے
 میں پا دھرجاؤنگا اور آپا دھرجائینگے
 ہم کلا کاٹکے تلوار سے مر جائینگے
 ننگ کے دل سے بھی یہ تیرا گزر جائینگے
 دل بیتاب مرضیوں کے ٹھہر جائینگے
 آپ جائینگے جدھر ہم بھی دھرجائینگے
 ساتھ ہم بھی تراؤ شمع سحر جائینگے
 دُور مقصود سے دامن مر سہر جائینگے
 موت بھی جاگی ساتھ آنکھ دھرجائینگے
 اشک تناب سے جام آنکھوں کے بھر جائینگے
 کل قیامت میں بھی یوں نہ گرجائینگے

<p> بھر غم میں صفت غار میں ہم زانچیت سر پہ پیارونکے کتا ہر شہباز اجل موت کہتی ہر مری یہ سر بالین اُسے دم نہ نکلتے ہوئے اُسکے وہ بالین اگر بلبلو کج تقص میں بھی پھڑکوات شام ہی سے وہ شب وصل صد کہیں کوئی گیسو کی وہ صوف میں کھتے ہیں قدم زندہ چھوڑ گیا ہمیں در و جدائی نہ کبھی ہاتھ سے تمام کامن کو مر کہتے ہیں کوئی کہہ نہ کھڑے ہوں ہر لہجہ میر </p>	<p> ڈوبتے ڈوبتے دریا میں ابھر جائینگے اب نکل کر مر جیتے سے کہ صحر جائینگے خلق سے اب کوئی دم میں گز جائینگے ملاک الموت بھی دم بھر کو ٹھہر جائینگے آکے صیاد پر ونگہ بھی کتر جائینگے جلدی منگوا دو سواری میں گھر جائینگے نہیں معلوم نہ حیرت میں کہ صحر جائینگے اب جو پھر ٹنگے پس وصل تو مر جائینگے پوچھے انہ کوئی اس پن گے کہ صحر جائینگے دم نہ نکلتے ہوئے پھینگے تو ڈر جائینگے </p>
---	--

درو بھی دیکھنا اٹھیں گے دل فاختہ میں

غزل

اٹھ کے پہلو سے مرآپ اگر جائینگے

ستور

وعدہ کیا حرات کا بیشک آئینگے
 گرفتار کو بھی نہ لحد پر وہ آئینگے
 اجڑے ہوئے مکان میں سستی پائینگے
 کیونکر وہ ساتھ میر جہاز کے آئینگے
 وہ زعمین بھی دیکھنے کو گرنے آئینگے
 کیا خوش پسند ہے وہ جو راول و کھانے آئینگے
 آنکھوں سے مثل شک اگر آئینگے اگر حضور
 اٹھنا تو کیسا ضعف غش ہوتا ہے زمین
 ہم زار مثل سایہ چھوڑینگے انسا ساتھ
 ملنے کے ہم نہیں کہیں بیدار عشق سے

اگر یوں نہیں تو خوب چہرے دکھائینگے
 مگر بھی زندگی کے ستم ہم اٹھائینگے
 ارمان مرنے لگے کہاں دل کے جائینگے
 جہاز کی سے پانوں نہ الگ کٹھائینگے
 ہم داغ ہجر لیکے زمانے سے حائینگے
 اٹھا بھلا نہوگا مجھ جوتائینگے
 پھر خاک مجھ کو آپ زمین اٹھائینگے
 تیرے مرض ہوشیہیں بھی نہ آئینگے
 جائینگے وہ جدھر کو آؤں وہ بھی چائینگے
 ہنس سنے نرم تیغ ادا تن پہ کائینگے

ہمراہ اپنے غیر کو لائینگے قبر پر
 پامال کرتے آتے ہیں ہر روز کیوں اسے
 دیکھا ہو میں نے خواب سمندر میں ہیں
 اُنکے گھر و نکورق بھی پھونکیگی دیکھنا
 الفت کے داغ دل پہ لکھا ہے ہم
 تنگ گئے ہیں شہر میں یوں گان عشق
 قضا و غم کا خوف ہو لوٹے نہ رہا
 اُسینگے جب جہاں سے تمہارے مریض شہر
 تنہا سفر کینگے جہاں سے کبھی نہ ہم
 مرجائینگے حضور ابھی زہر کھا کے ہم
 کتنا تھا قیس اُسینگے نے جو جہاں

مرکز بھی اُنکے ہاتھ سے صدمہ اٹھائینگے
 دنیا سے کیا نشان کد بھی مٹائینگے
 پانی میں آگ کیا وہ حنا سے لگائینگے
 صیاد و آشیانہ جو میرا جلائےینگے
 اقلیم عشق میں گل اپنا پھٹائینگے
 جنگل میں جا اب کوئی بستی بسائینگے
 منزل میں لگی قافلہ ارمان کے آئینگے
 گھر چھوڑ کر مزار کی بستی بسائینگے
 ہمراہ موت منزل مرقد میں جائینگے
 الفت ہماری آپا اگر آزمائینگے
 کچھ تو ہمارے واسطے ثبات لائینگے

یہ ناتوان ہیں ناز سے کیا اٹھائیں گے
 ہم بکسوں کے دہریوں جو دل جلائیں گے
 کس بکسوں غریب کا مردہ اٹھائیں گے
 وہن میں تیغ ناز کے دھبے لائیں گے
 رہرو سمجھ کے نقش قدم کٹائیں گے
 لاشہ شہید ناز کا ہم خود اٹھائیں گے
 دشمن ہمارے قتل کا بیڑا اٹھائیں گے
 ٹھوکر لگا کے خود وہی مردہ جلائیں گے

کہتے ہیں مجھ سے عاشق لائے کو دیکھ کر
 ٹھنڈے کیے وہ بھی رہیں گے نہ خلیقین
 تابوت شامیاد لیے جا رہیں وہ ساتھ
 باتوں ہی باتوں میں کرینگے مجھے حلال
 ہم خاکسار و زار ہیں افتادہ خاک پر
 کہتے ہیں اپنے کشتہ ہجران کی لاشیں
 پیا سے جو ہو گئی آپ ہی عاشق کے خون کے
 کشتہ کیا بنھوں مجھے تیغ ناز سے

سوئی گئے سنتے سنتے کمانی سمجھ کے وہ

فاخر ہم اپنا مال انھیں سنائیں گے

شعر ۲۶

۱۵۵ غزل

ثابت ابھی کیا ہو دہن بات کے لیے

باقی رہی بحث کمرات کے لیے

جو شب قرار دی ہو ملاقات کے لیے
 فصل میں ہوئی جو حیا اُس کے واسطے
 کیا کچھ نہیں ہیں دلیں شب وصل واسطے
 آئے غم فراق مرد میں شوق سے
 ساون میں جو نہ بیتے تھے مو کیوں ہیں
 غلط سے نور نور سے ظلمت کی قدر ہو
 گرمی سوز چرخ آنسو روان ہیں کیوں
 مشکلی میں اس کی کشتی کشتول ہو روان
 باتیں یہ غمیں ہی مبارک رہیں تمہیں
 منظور وصل ہی ہو نہ ہو قتل ہی مرا
 مشغول تھے شناسے الہی میں طیور

بچپن دامن ہو اسی رات کے لیے
 ہم رات بھر ترستے ہے بات کے لیے
 ارا تو نکا ہجوم ہواک رات کے لیے
 حاضر ہو خون جگر کا مدارات کے لیے
 بادہ کشتی کا لطف ہو برسات کے لیے
 ہورات دھنکے واسطے دن رات کے لیے
 بارانگی خاص صل ہو برسات کے لیے
 ہیں فقیر کی یہ کرامات کے لیے
 مجھ سے کہو نہ حرف خرافات کے لیے
 راضی نہیں ہیں تو کشتی کے لیے
 اٹھا جو وقت صبح مناجات کے لیے

ہمنے بھی جانِ دل تجھ میں یہ حضور
 محبوب حق کثرت عصیان کر دیا
 کہتے ہیں مجھ فقیر کے مروتِ آ کے وہ
 کہتے ہیں عاشقی سے علاوہ نہیں مجھے
 ہو سخت دل بھی گریہ ہر روزہ ہوا اگر
 یا دستانِ حسین کیوں نہ ہو وہ تباہ
 غنا بگاڑ دیتے تلونِ مزاج کا
 وہ بنِ سنور کے کہتے ہیں بنِ مثال ہوں
 دنیا میں میں نہیں تو قیونکی بنِ پرا
 آئینِ فرشتوں دو بار دی صدا
 اگر حکم بولنے کا نہیں دیتے تم ہمیں

بوسے لیے تو کیا کوئی خیرات کے لیے
 کیا اپنے ہاتھ اٹھاؤں مہاجات کے لیے
 دم کو کیا ہو حبسِ کرات کے لیے
 دیتا ہو جانِ فخر و مہاجات کے لیے
 مضبوط گھر ضرور ہو برسات کے لیے
 بربادیاں ہیں دیو خرابات کے لیے
 الفت بڑھائی ترک ملاقات کے لیے
 زینتِ موئی ہو فخر و مہاجات کے لیے
 جھگڑے ہیں سارے ایک ہی ڈاک کے لیے
 جب ہیں ہاتھ اٹھاؤں مہاجات کے لیے
 سی دو ہمارا منہ بھی کہیں بات کے لیے

مغوش چشم میں بھی ہنستا نہیں فر	مچلا ہو طفل شک کیس بات کے لیے
۱۵۶ غزل	فنا خربہ بد مزاج نصین گر کیا تو کیا کاٹو گے کیا زبان تم اک بات کیلئے
شعر ۳۰	
حیلہ ہی بس تھا ترک ملاقات کے لیے اس تنہ طبع سے میں صفا طبع کیا مان شمار گھر کے مال کے جانے حضور میں کس عیش سے جہان میں کرتے ہیں یہ اور دوست اب تو قبر میں جلوہ مجھے دکھا شعلہ ہو داغ دل کا ناما یان شباب تک آیا عدم سے اور عدم کو میں پھر گیا کیا کیا ہو صورتیں یہ دکھانا نہیں مجھے	بڑھ بڑھ کے ربط گھٹ گئے اک بات کے لیے ہین قمر وارو آب ملاقات کے لیے اب اس بڑھکے کیا ہو مدارات کے لیے راحت ہو کیسی پیر خرابات کے لیے دی جان میں تیری ملاقات کے لیے ہو رشتی ماہ فطرات کے لیے کین کشنیں یہ تیری ملاقات کے لیے آئینہ دل بنا ہو خیالات کے لیے

نشان نظر ہیں احسن سودیکھے
 قلب و جگر کے دلخیز ہیں شب و شبانہ
 سب تھوڑے تھوڑے فیضانِ کھینچ
 سترہ سو سو ہم کھینچے وہی کر دکھائینگے
 زلفینِ سنوارنی ہیں تو و نکو سنوار لو
 سم کھا کے دوں گا جانِ معمم خدا گواہ
 دنیا ہی شو کو چھوڑ کے دیکھ پیار کے
 کہنے یہ کچی نیند میں مجھ کو جگا دیا
 گیسو ترے جواں شبِ یاد آئینگے
 سوتا ہوں ایک عمر کا جاگائیں گے
 کیا خوب اس میں پیغمبر کی ہنسنے

سب جمع یہ فقیر ہیں خبرات کے لیے
 حبِ طبع ہر واہ ہیں و زرات کے لیے
 کافی ہوا کہ جواب سوالات کے لیے
 جان دینی کوئی بات نہیں پات کیلئے
 باقی نہ کوئی کام رہے رات کیلئے
 کھاؤ قسم نہ ترک ملاقات کے لیے
 آیا ہوں تاجہ خیر ملاقات کے لیے
 آیا کہ میں کون ملاقات کے لیے
 ابھن بڑھیکے قبر کی اُسلات کے لیے
 آئے یہاں نہ کوئی ملاقات کے لیے
 چھوٹا سا منہ ملا ہر بڑی بات کے لیے

غزل فاخر چوستان کی ملاقات کے لیے شعر ۲
 جو دیکھتے بھی نہیں ترعین تم آ کے مجھے
 تو لچر کے سر پر کیا اٹھا کے مجھے
 جدا لگے سے ہوا ہے ورا ورا کے مجھے
 پسند تازہ بن یہ خیر ادا کے مجھے
 اٹھا دیا ہو یہ کس نیک دین آ کے مجھے
 کہ درویش دین کیا بستل جا کے مجھے
 غبارِ تھیں تھے جھوٹے مگر ہوا کے مجھے
 جھٹایا جو دیا ہوا اٹھا اٹھا کے مجھے
 خاسکے ہاتھ دکھا کے رلاتے ہو یکار
 شب بچھا سنے ہو تم آگ سے جلا کے مجھے

مجھے بڑے کستے پنج شوق وصل کی
 منسی بھروہن پہ کھولے زبان طعن
 بلبل ہنر بابتین ستاتی رہی انھیں
 میری طالب ہوئی ہو خدا حافظ احوال
 واسے تعصب جبکہ مراد مغل گیا
 جاتا ہوں سو ملک عدم جان کھو گئے
 اُسے تو کہہ کا ہوں نہ کہ نہ کھاؤں
 جبہ گئے تو جان کو نیتے ہو گئے
 کہتے ہیں وہ جو کہ مجھے بڑا دوس
 جانے کی مجھ مریض کو کوئی عرض نہیں

کشتہ چاہیے ہماری ملاقات کے لیے
 سوسن کا کشتہ جو نہ اسی بات کے لیے
 پنجون کے لب کھلے نہ گریات کے لیے
 جاتا ہوں خستین میں ملاقات کے لیے
 اسوقت میں وہ آئے ملاقات کے لیے
 یاران رفیقان کی ملاقات کے لیے
 مرد و لیر و ستہ میں جان بات کے لیے
 آئے تو ساتھ اجل کے ملاقات کے لیے
 سولی قرہ کی اسی بد ذات کے لیے
 خود آئے موت میری ملاقات کے لیے

ہو یکتان مست کی اگر سیر دیکھنا

عبث کو دیتے ہو و شام روزِ محفل میں
 ذلیل کرتے ہو تم کیوں بلا بلا کے مجھے
 چین سے خانہِ صیاد تک تباہ ہوا
 اڑا کے لے گئے تجھ کو کمان ہوا کے مجھے
 خطا نکالی جو انشا ہے رازِ اُفت کی
 تو اپنے سامنے تعزیر و دُعا کے مجھے
 یہ کیا سلوک مرے ساتھ کر گئے احباب
 اکیلے گھر میں زمین پر گئے لٹا کے مجھے
 پس کیا آؤ چھب کو بھی غش کرے ہیوش
 چھپا ہوا نہ نکدے جلاہ فقط دکھا کے مجھے
 ذرا سے کہنے پہ اس کے میں جان دید و نیگا

ملا کر نیلے وہ پھر ہاتھ اڑا کے مجھے
 ستم یہ وردہ جگر نے شبِ فراں کیا
 ٹپک ٹپک جو دیا ہوا اٹھا اٹھا کے مجھے
 سپینے گناہوں پر وہی جوعضائے
 ذلیل و خوار کیا سامنے کے مجھے
 رن وٹا کلا کین زمین سے سوا
 وہ صد بے یار وین اب تک اس آسیا کے مجھے
 مابین جو ستر تن سے کٹ گیا میرا
 تو خود وہ کٹ گئے نجات سے آزما کے مجھے
 درون کا گھلا دیا تن کو
 مثال شمع مٹا یا زلا زلا کے مجھے

ہم سراق میں دھوکے سے دل نے غرت کیا
 فریب یا درہینگے ابن آشنا کے مجھے
 ملاں بسمین ہو وہ دل لگی نہیں اچھی
 کہ آخر آج رُلا یا ہنسنا ہنسنا کے مجھے
 ہفینہ تن کا دل اس شکون سے کیا بچا لگا
 پڑے ہیں لالے یہاں آپ آشنا کے مجھے
 پٹھانی پٹھو الفت کو عشق کی زنجیر
 عیش اسیر کیا ہو سڑی ہنسنا کے مجھے
 کدیں نیش آہی ہو کیسی غفلت کی
 جگا رہے ہیں وہ شام نہ ہلا ہلا کے مجھے
 ہو سنے کے با سینگے مجھ سے غریب کی میت

وہ خود بھی بیٹھنے کے دل کی طرح اٹھاکے مجھے

کند بھی پیڑ کے ہونے کی ہنشین میری

فرستے قبر میں پوچھنے کے جب بٹھا کے مجھے

تھی وٹائی ہوئی طرف سے یہ جیائی ہے

گلے قریب کے ملتے ہیں وہ جلا کے مجھے

یہ اُسے پوچھو جو میت کو مٹی دیتے ہیں

ملا ہے کیا تمہیں اس خاک میں ملے کے مجھے

وہ خمیر جو کی جذب عشق نے تیار

تو رو رہے ہیں وہ اپنے گلے لگا کے مجھے

کٹھن کے خاتمہ مرقہ میں لے چلین ارباب

بدلتی ہو ابھی پوشاکِ نونسا کے مجھے

گل زمین کا ہو کیا سب عزیز و دوست مرے
فتار دے گئے خود خاک میں باس کے مجھے

میرزا
یہ جوش گریہ ملائیں گے یا رفا
کہ سیل اشک بھی لہجائیگی بے جا

<p>مریض ہجر کے عیسیٰ ذرا ہتھکان کفن کا کیون بڑھاپے میں ہو خیاں اداکی تیغ سے کرتے ہیں وہ حلال عصا سے کیا کون کرتا ہو میں ہتھکان یہ کہہ رہی ہر نزاکت کسی کے ہاتھوں کی صدایہ دینے لگتا رہے رحمت کو مری نگہ جو اٹھی رخ سے اٹکے ابرو پر</p>	<p>کہ روز وصل سے ڈھل گیا ہتھکان خود اپنا جامہ سستی ہو اب بال مجھے خراہم تاز سے کرتے ہیں ہتھکان مجھے کہ اسکا پار اٹھاتا ہو خود محال مجھے کہ بار رنگ تھا ہو گیا بال مجھے خدا کے واسطے دوزخ سے تو نکال مجھے قریب ہر نظر آ گیا بال مجھے</p>
--	---

یہ قد نیم خیمہ ہلال ہی ہوتا
 مین خط ہنر کے پوسے سے شاؤد ہوا
 مین رخ کی یاد مین کا ہیڈ و خمیدہ ہون
 خیال کر کے ماسکتا ہوا ہی ماسا
 زمین مین فروزہ ہست گرد مین ونگا
 کے یہ عمر خیر کا قد کو اس طرح پیری
 وہ بے طلب کہی و شگے نہ ایک بھی
 یہ قول زخم زبان حسود گو یا ہو
 خدا نہ کردہ کہ مین دست ناز مین دے
 اگر حضور کو مجھ پر گمان ہو مجنون کا
 زبان پہ پھر خموشی لگا ماعت تو

کہ ناقص ہون ہی مین ہوتا ذرا کمال مجھے
 کیا ہو مزرعہ اسید نے نہال مجھے
 کیا ہو مہر جہا نواب نے ہلال مجھے
 مثال مور نہ کرتا تو پانچا مال مجھے
 کریگا تر عرق شرم مین ال سے
 بسان تیج ہلالی بنا ہلال مجھے
 گدا کی طرح سے کرنا پڑا سوال مجھے
 تمام عمر بھی ہو گا نہ انوال مجھے
 حضور تیر چہرے کیسے کرن حلال مجھے
 تو آپ پر بھی ہو لیلی کا جمال مجھے
 ذلیل چار مین کر نیکی ہو سوال مجھے

<p>جہان سے حسرت ویدالیکے جاہل کیسے رخ کے تصور میں محو ہوں خوشی سے آپ ہی گرن میں کاٹ اٹکا خزانہ میں بھی وہی حشر ہو گو بہار گئی</p>	<p>دکھا دے ایتو دم و پسین چال مجھے بہارانی دکھا گلشن خیال مجھے بسان تیغ دکھا دو ٹم اپنی چال مجھے جنون ہوا تھا یہ کس طرح ابکی سال مجھے</p>
<p>غزل ۱۵۹</p>	<p>ضعیف نبض مرخصان ہوں سوا چہ خود اپنی جا پہ بھی قرار ہر حال مجھے</p>
<p>شعر ۲۶</p>	<p>تمام شب نظر آیا کیے ہلال مجھے ویا ہو خود دم بون کنار گال مجھے کہ مر کے بھی تیر وہی حسرت وصال مجھے شکار رنج کر گیا یہ خود غزال مجھے ہو اپنے ہاتھ سے سر کاٹا محال مجھے</p>
<p>رہا جو بارود نگا خواب میں خیال مجھے شان میں اسکی نہ کیونکر زبان ہوا لال مری عروس قبر سے کیونکر گلے نہ خوب ماہون کسی کی آنکھ پھنسا سگئی اہمیت میں تجھے ہو سہل سیکدوش کنرا قاتل</p>	

<p> اب آؤ سائے مرتے ہوئے پردہ کیا کیسا گیسو شکنیں کاہو میں ہر ترے ہر ابرو ان سیناں کا عکس پانی میں جنوں نے بھکا بنایا ہر تیرا جوش کا اکرم شہرین و جو سرائیں حاضر ہوں نقاب الٹ کے دکھاہرے رخ قیامت میں راہ وادی جوش کشتی بھولو گا میں جا کے غیر کی خلوت میں پہنچا میں تیری آنکھ سے گرا ہوں طفل شکا جہاں فرو ہو تو صبر میں ہیں کیا ہوں مثال طائر قبلہ نا پلے سین ہوں </p>	<p> دم اخیر نہ وید کا ملال مجھے پسند آئیگا کیا نافر غزال مجھے کنار جو نظر آئے کئی ہلال مجھے خود پانی انکھ میں دینگے جگہ غزال مجھے مگر ہر اپنے گناہوں سے انفعال مجھے ابلیج وعدہ فردا پہ تو نہ ٹال مجھے کہ راہبر ہوشان سہم غزال مجھے حیا و شرم انھیں تو تو انفعال مجھے مژدہ کا ہاتھ بڑھا کر ذرا سنبھال مجھے ترے کمال سے حاصل ہو کمال مجھے بغیر جان بھی تر پناہ میں محال مجھے </p>
---	---

<p>شبِصال میں نہ کہ نہ جان نکلی اگت مجھے رہا جت تک تو بہتر ہو جو فتنہ تین و شہی شہم شوخ ہو نہیں صفت جاب کہ ہر ہا نہیں ڈار میں ہو غلط سمجھا ہو کیا اپنی جا ہر ایک سین شہم گل پریشان ہو ہوا سے نیا تو ہی ہو درد جگر کاش تیشیں میرا تجھے میں دیکھ کر تار ہو میرے آہ سرد پیر کہ ہم کی قصص میں کل نہیں سکتا</p>	<p>صدِ مرغِ سخن نے کیا حال مجھے کہ بار سایہ اٹھانا بھی ہو حال مجھے جری تین کو شاخیں و خود غزال مجھے تکیوں ہو لطمہ موج ہو او بال مجھے ہا نہیں خلیں کیا حق ہے مثال مجھے قرار ایک جگہ پہ ہو احوال مجھے چلے وہ چھوڑ کے صبحِ شبِصال مجھے دل ایک تھ سے ایک تھ سے بھجوان مجھے اکثر کے پر کو کیا ہو شکِ نال مجھے</p>
--	--

گٹا گٹا کر کیا ہاں کیا یہ فلک

نال بہرِ فخر نہیں کمال مجھے

شعر ۱۴

غزل ۱۴

بیجا بہت محال ہو چکا کہ جس کے
 حیوان بھی بھاگتے نہیں ان قریب کے
 بنصوح کی دیکھتے ہی جانے لگینگے ہاتھ
 دشمن کیچے اسکی جانکا صیاد وہی نہیں
 اب ذک اٹھا کے سمجھو اسکی ابریاں
 جس طرح چاہیں آپ وہ کہ لیں مجھے مگر
 اور خضر راہ عشق بتا دیجیے مجھے
 صبح بہار صید جو صیاد سے نہ کیا
 جاوت میں بھی نہ بچا کو کیا آپ نے طلب
 ایذا ہو جانگنی کی نہ کیونکہ فراق میں
 پہچاننے لگے سب درد دل کو وہ

اچھا مریض تیرا ہو گا طبیعت کے
 ڈرتے تین ہیں آپ صدمہ طبیعت کے
 کیونکہ تپ فراق چھپاؤں طبیعت کے
 کہا باغباں کہ انقبض نہیں علمتہ کے
 کیوں پہلے اتنا رابطہ ہوا یا قریب کے
 دہنے کا میں نہیں یہ تیرا قریب کے
 غربت میں آپ نہ ہو نہ چھپاؤں غریب کے
 لپٹی کل کئے نکلت گل عدلیہ کے
 رہتی ہو روز صحبت خلوت قریب کے
 رخصت ہو جسم و روح کی پھٹنا صبر کے
 لڑتی چلی ہو آگنی طبیعت طبیعت کے

گلشن سے یہ بھی اُڑ گئی باد خزان کے تھ	کیا کہ گئی نسیم چین عندلیب سے
تیر نظر تو دور سے مجھ کو لگا چکے	اب نیزہ مژدہ کو لگا و قریب سے

غزل ۱۶۱	مشاطہ نسیم سحر نے یہ دی خبر فاخر گلزار کا وصل ہوا عندلیب سے	شعر ۳۶
---------	--	--------

پیری میں کب بہار گل بوستان کی ہو
 پژمروہ رشم دل میں نشانی خزان کی ہو
 و شنام میں مزا ہو یہ خوبی بیان کی ہو
 لذت زیادہ وقت سے شیرین زبان کی ہو
 گلیوں کی خاک چھانتا پھرتا ہو عشق میں
 مٹی خراب دہر میں مفلس جوان کی ہو
 پامال و لکڑی کچھے رفتار ناز سے

قریب سے آرزو مجھے اس امتحان کی ہو
 کیا زرد زر و صورت نرگس کھلے ہیں پھول
 اس موسم بہار میں رنگت خزان کی ہو
 صبح شب وصال میں سنتے ہی مر گیا
 آواز صورت کہ صدا یہ اذان کی ہے
 باتیں کر لی سنا کے کیا دل کو پاش پاش
 پتھر سے بھی سوا کہیں سختی زبان کی ہے
 وقت کی شب کو دو درجہ کیون ہو ابلند
 جس سے سیاہ سقفت تمام آسمان کی ہو
 صیاد کو بھی حرم کچھ آتا نہیں کبھی
 عادت مجھے جو روز قفس میں قنار کی ہو

بچے بھی گل بھی بار بھی ہوتے چلے ہیں خشک
 رخصت ہو اب بہار کی آمد خزان کی ہے
 بلبل کے غم میں بھی انھیں ہنسنے سے کام ہے
 پھولوں میں کوئی شاخ مگر عفران کی ہے
 صیا دے کہا جو جس کو میں لے اڑا
 اس ایک مشت پر میں یہ طاقت کہاں کی ہے
 آئے تو غم میں خون جگر و نگاشوں سے
 خاطر کمال بد نظر سیہان کی ہے
 مژدہ نسیم یہ گل و بلبل کو دے گئی
 آمد ہے اب بہار کی رخصت خزان کی ہے
 اہم سے نصیحت و زار کو زندان سے کام کیا

کیا کم ہمارے واسطے قید اس مکان کی ہو
 کیا پوچھتے ہیں آپ کہ کیوں در پہ ہو کھڑے
 صورت سوال ہو نہیں حاجت بیان کی ہو
 راضی سوال وصل پہ تکرار سے ہو —
 میرے لیے مفید یہ لکنت زبان کی ہے
 اٹھتا دھواں بھی آدھین اشکون کے ماتھے
 یہ دو دہل بھی گرد کسی کاروان کی ہے
 دردِ جگر کو سننے کی بجائے جو دکھ لگے
 تاثیر یہ حضور ہمارے بیان کی ہے
 مجھ عتد کو جو گلِ سنخ سے ہو عشق
 مرجان کی شاخ شاخ مرے آشیان کی ہو

قابو کوئی نہیں کہ اُسی دور پہ جان دون
 ہو گا وہیں میں خاک یہ مٹی جہان کی ہو
 قدم پہ چٹو کرین کھا کھا کے گرتی ہو
 شامل ہو امین خاک جو مجھ ناتوان کی ہے
 کو بے بتان کے ذرے ستاروں کلم نہیں
 یان کی زمین میں رفعت و شان آسمان کی ہو
 مجھ ناکش کو دور پہڑا رہنے دیجیے
 فریا و میری شب کو صدا پاسبان کی ہو
 دل بھی اکیلا چھوڑ کے مجھ کو چلا گیا
 اب ایک ہنشین مری وحشت مکان کی ہو
 نکلت نکل کے پھولوں سے برباد ہو گئی

باوصافِ سیر بھی تھے کاروان کی ہے

سمجھا میں دل میں سدا جنازے پہ دلیکا

میت یہ نامراد و پُر ارمان جوان کی ہے

نامہ لکھا ہے نظم جو اُس رشاکِ ماہ کو

رفتِ زمین شہرین بھی آسمان کی ہو

کیا مجھ سے تیرے تخت کوئی غنایب ہو

دو درجے شاخِ یہ آشیان کی ہو

چھٹ کر اے بھی میری طرح سے نہیں قرار

آوارہ گردِ دوستِ مین کس کاروان کی ہو

لازم ہوئی خود اُسکی خاطر سے مجھے حضور

بے طورِ تم پہ آج نظرِ پاسبان کی ہو

پہلے سے میری قبر بناتے ہو کیون یہاں
 معلوم کیا تمہیں مری مٹی کہاں کی ہے
 بچھڑے سے مٹے ہوئے کی کد پر یہ بولے وہ
 تربت یہاں کسی نہ کسی بے نشان کی ہے
 ہاتھوں میں تل کے خون مرا بولے ناز سے
 منہ دی یہ شوخ رنگ نہ جانے کہاں کی ہے
 آنسو روان ہیں مائل منہ یاد دل نہیں
 بند آج کیون صد اجڑس کا روان کی ہے
 جو اہل فیض ہیں وہی جھکتے ہیں دیکھ لے
 ہر شاخ بار واریں صورت کہاں کی ہے
 کھٹکا یہاں خزانہ صیاد کا ہو ڈر

غزل	فاخرای جہن میں ہوتا شیا کی ہو	شعر ۳
<p>آج مجھ سے بھی نہیں شرم یہ غیرت کیا ہو نصف شب گھر سے نکلتے ہو خروار کیا ہو کاش رہنے دو وہی کو شب نہائی میں دیکھا حسرت تو گردن اٹھالی تلواری ویدم بوسہ طلب کرنے میں وہ کہتے ہیں مثل غیروں کے بوسے مجھے بھی کوئی شام ہی سے شبِ فرقت میں چلا تا ہو مجھ سے کہتے ہیں کہ تجھ کو تو ہر لمحے الفت صاف رہتے نہیں باطن میں بھی وہ خسین بھی انھیں عشاں نے گھیرا تو کسا</p>	<p>خسین بہنہ سر ہو یہ قیامت کیا ہو آپ کے دشمنوں پر ایسی مصیبت کیا ہو پہلے دلو مری جان یہ محبت کیا ہو میر جلال کی آنکھوں میں مروت کیا ہو ماننے کی تجھے ہر وقت یہ عادت کیا ہو نہیں کہتے تھے تیرے حق پر حقیقت کیا ہو مجھے دے مرغِ سحر تجھ کو عداوت کیا ہو تجھ کو بھی میری قسم مجھے محبت کیا ہو دلین آئینے کے مانند کہ ورت کیا ہو بھڑکن بھڑکنا قیامت کیا ہو</p>	

دیکھ لینے پر بگڑتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں
 مٹی دیکر کسی ناشاد کو کیا آتے ہو
 بیستہ تھا وہ مجھے زیت میں بھونسا
 ستم و جور و جفا کو میں کیاں کیوں نہ کروں
 برق سیلاب کچھ بھی نہیں دوں کس مثال
 انکی فریاد و فغان پر وہ دیکھتے ہیں
 یوں تو پوچھا کہ بھی لاشق یہ کہتے ہیں
 کچھ اثر دل کیا میری حد نہ تو کسا
 لکے یہ رحمت غفار نے بخشا مجھ کو
 حسب طبع چاہیں میں روکنے والا ہوں کون

یہ محبت بھی تری کوئی محبت کیا ہو
 گرد آلودہ ہیں رخسار یہ صورت کیا ہو
 چرخ کی طرح زمین کو بھی عداوت کیا ہو
 نقل گزری ہوئی باتوں کی شکایت کیا ہو
 کچھ نہ چھوڑاں تباہ کی حالت کیا ہو
 غمچہ گل کو عناول سے محبت کیا ہو
 کچھ زبان سے تو کہو قلب کی حسرت کیا ہو
 زیر پایہ کسی ناشاد کی تربت کیا ہو
 سر جھکا لے ہو گناہوں سے نہرت کیا ہو
 جانِ نیا شب تہائی میں وقت کیا ہو

ہوسے یہ کہتے ہیں فنا خروم

نغمہ	کیونکر باقی تری اب بھی کوئی حرکت کیا ہو	شعر ۱۱
<p>چونکتا ہی نہیں تیرے غفلت کیا ہو یہ جن سے فدا گل بھی نکت کیا ہو رات مرے کے گذری تیرے بیماروں نے ہو گئی صبح گزینہ سے جھبکی نہ پاک اشک اس صبح مرے پوچھو وہ کہتے ہیں خود بلا جاگی یہ کتسی ہوئی اُلٹے پاؤں سوزشِ رُغِ جگر کے نہ مقابل ٹھہرا جان لینے کے لیے درود جلائی بہت آئینہ عارضِ حیران بنایا ہو مرے وہ جلا دم میں جلا کے یہ کتسی کی صورت</p>	<p>اگر شہ عافیت قبر میں رحمت کیا ہو ناز کی آپہرنا زان وہ نزاکت کیا ہو جان لیو ایہ بلا شب وقت کیا ہو ایک ہی پل کی ہماری شہادت کیا ہو کچھ گھلے تو ہمیشہ ہوش وقت کیا ہو اُٹ کر اس غنائے تاریک میں ظلمت کیا ہو دیکھ لی مہر قیامت میں حرارت کیا ہو زہر کھانے کی شب بھر ضرورت کیا ہو اویسکند و تجھے اس بات کی حیرت کیا ہو اشمع و پروانہ میں دیکھو تو محبت کیا ہو</p>	

مشکوٰۃ کی ترش سمن کچھ دیا

نہ سہی وہ سر بالین نہ دکھاتے صورت

ایک بھی حسینانِ جہان میں مشہور

ہوش آئے ہوئے ہیں ان کے یہاں

جب بین نون کہ مجھے ضبط کا یاد آئے

لکھا کے ٹھوکر غفور یہ دیتا ہوا صدا

میں بناتا ہوں یہ لگر کے جلا دیتی ہو

بند ہو جو کھلی آنکھ تو پہنچے دم میں

قبضہ یہ دل و شن بھی بجاتا ہو

پوری زبان انگلیوں کی ٹکڑے پہنچے کے

بست ہیں جس سے ہو چکر کہ حقیقت کیا ہو

اتنا ہی پوچھتے آ کر تری حسرت کیا ہو

میں کیلی جو کہا تھا قیامت کیا ہو

خون کا آج مراودی وحشت کیا ہو

ابھی دور وہ جگہ تری شدت کیا ہو

وہ زمین اس سے سو ابھی کوئی خبر کیا ہو

برن کو میر کشیش عداوت کیا ہو

عدم آباد کی دنیا سے مسافت کیا ہو

آج خاموشی تراغ سر تربت کیا ہو

اسی گلو پہننے کی ضرورت کیا ہو

عاشقانہ میں کہو کیا کہ نہ غزل میں بند

نغزل	عشق حسین ہوا خروہ طبیعت کیا؟	شعر ۳۶
<p>جو میرے تیرے عجب اثر پھر سے ہوئے ادھر بھی مثل مقدر کبھی پھر سے ہوئے اگر وہ باز واداسے ادھر پھر سے ہوئے خیال تھا تھیں پر وہیں گرے نظارے کا وہ مجھے محفل اغیار میں یہ کہتے ہیں جو چار ہاتھ لگاتے نہ قلم غم میں نہ کام لیتے تھل سے گرے نظارے میں طریقہ کچھ تھیں ہر جانی کا نہیں معلوم وہ سخت جان تھا مجھے فرج کرتے اگر جلا اشارہ دست سب کو لیے سیکش کا</p>	<p>ستارے ٹوٹ کے افلاک سے گرے ہوئے نظر کے تیرے ہم نیجان گرے ہوئے کلیجا تھام کے ہاتھو سے ہم گرے ہوئے فضاے چشم میں اگر مری پھر سے ہوئے کوئی نظریں سنا تا نہیں ترے ہوئے تو اس سرے کبھی ہم نہ اس سرے ہوئے تو ہم بھی جلوہ ترا دیکھ کر گرے ہوئے ہوا کی طرح ادھر بھی کبھی پھر سے ہوئے گلے پہ سیکڑوں خنجر مرے کرے ہوئے اگر یہ تھام نہ لیتا تو ہم گرے ہوئے</p>	

مثال داندہ نہ کیوں پیستے زمانے کو
 وہ دیکھتے نظر گرم ہے جو نہیں کے مجھے
 بساتے چل کے جو مجھ کو بطرح دیوانو
 قضا جو آئے نہ قصے کو پا کر دیتی
 بھلا ہوا کہ بتوں کو نہ دل یا سنا
 سہاگرت ہوش کشا تا گر تاثیر
 نگاہ دہ آہ کا دونوں پہ گرا اثر ہوتا
 ہم اپنے خانہ دل میں اگر نہ پاتے تھے
 وہ تیرہ نشت ہیں ہم زار غیر کے غم میں
 وہ آئے گئے احران کو کرتے ترانہ
 ہزار بار وہ آئے کچھ گئے دور سے

جو آسما کی طرح آسمان بھیجے ہوتے
 دل دہک رہی ہو وصال غم کے ہوتے
 قدم سے آچکے جنگل کے دن پھر ہوتے
 ہجوم حسرت و حیران میں ہم گھمے ہوتے
 یہ سنگدل نہ قیامت تاکے ہوتے
 بسان چرخ سر عاشقان پھرے ہوتے
 اُدھر کو آپ ہم سطور گئے ہوتے
 کمان کمان تری یاد میں پھرے ہوتے
 مثال سرمد کی ناک سے گئے ہوتے
 ہمارے دن بھی کبھی اودھانکھے ہوتے
 کبھی قریب نہ پوچھے گئے مرے ہوتے

مرے گلے پہی شمشک پہ جاتی	سو رقیب وہ ابرو اگر چھر ہوتے
ہماری لاش کو گھبر کے تم نہ ٹھکراؤ	حضور آپ کے دشمن ابھی گرے ہوتے
نہ بیرخی سے مرا سر جدا کیا ہوتا	گلی پہ تیغ تو تم بھی ادھر پہچر ہوتے
اٹھاکے سر کو نہ اتنا اکر کے راہ چلو	گلی تھی یا نون میں کھجور بھی کرے ہو لے

۱۶۵	قدم صراط پہ فخر کے را کھڑے تھے	شعر ۳۵
غزل	علی کا نام نہ لیتے تو ہم گرے ہوتے	

عافیت ہو یہی دن رات مصیبت کے لیے
شبِ فرقت ہو مری روزِ قیامت کے لیے
ترک دنیا کو کیا رنج و مصیبت کے لیے
گوشہ قبر میں آیا ہوں میں رات کے لیے
شعلہ بھی چاہیے داغِ غمِ فرقت کے لیے

شمع روشن ہو شب تا مصیبت کے لیے

شمع ہو فرش ہو ہمدم ہو رفاقت کے لیے

اتنی چیزیں مجھے درکار ہیں تربت کے لیے

بے ثبوت آپ اگر دعویٰ الفت کے لیے

دل سا شاہدین کروں پیش صداقت کے لیے

ایک بستر کی جگہ ہم سے گدا کو نہ ملی

خاک چھانٹ کیے برسوں در دولت کے لیے

کون اتنا ہو جو دامن سے بچائے اپنے

جھونکے آتے ہیں چراغ سرتربت کے لیے

روز و شب مثل زمستان کے ہوں کوتاہ و دراز

دن قیامت کا اگر ہو شب وقت کے لیے

ہو ترقی تمہیں منظور ہوا شاہ حسن
 بوس خیرات میں دو حسن کی دولت کے لیے
 خوب جی بھر کے مرے دل کے نکلتے راہ
 صبح اور کاش نہوتی شب و صلت کے لیے
 کبھی درویش بنا اور کبھی دیوانہ بنا
 آدمی کیا نہیں کرتا ہے محبت کے لیے
 ظلم مجھ پر نہ کریں کیون وہ عدو سے ملکر
 انکی عادت نہیں جاتی بے عداوت کے لیے
 زہر و وغیرہ کے آگے مجھے دو دشنام
 جان دینا مجھے منظور ہے عزت کے لیے
 لیا مجال آئے کوئی غیر جو اس کو چہ تک

نچھ سا دربان ہو جو اس کے در دولت کے لیے

میری دعوت میں عداوت جو انھیں منظر

نہر کھانے میں ملاستے ہیں نہایت کے لیے

دیکھتے ہی نہیں وہ آنکھ اٹھا کر مجھ کو

رو رہا ہوں نظر چشم مروت کے لیے

ساتھ چھوڑو نگاہ میں اپ کا مثل ہمزا

سایہ بن جائیگا یہ زار رفاقت کے لیے

واوی عشق میں دل پہلے پہل جاتا ہے

سات ہیں حسرت و حرمان رہ غربت کے لیے

کس طرح ابر بہاری کا میں مسنون نہوں

چادر آب گھری چادر تربت کے لیے

شب تنہائی مر تے کا نہیں ڈر مجھ کو
 ساتھ ہونگے عمل خیر رفاقت کے لیے
 جان اب کرنی پڑی اس کی تواضع مجھ کو
 خون دل بھی نہیں مہمان کی دعوت کے لیے
 ایک دن وہ تھا کہ ہوتا تھا میرا دیدار
 آج آنکھیں ہیں ترستی کسی صورت کے لیے
 نہ سہی تو جو مدد انہیں کرتا جس طرح
 مرہم دردِ جگر تو ہو جراثیم کے لیے
 وڑے کچھ منہ سے نکلائے نہ اُنکے آگے
 مین زبان دانتوں مین دابی ہوں شکا کیلے
 چاترنی رات مین سوتے ہوئے پایا کبھی

بوسے گن گن کے کسی جانسی صو

اشد اشہ ہے کیا حسرت دید محسوس

آنکھیں مرقہ میں بھی کھولے ہوں بار

بیکسوں ہی کی یہ آہوں سے ہفت ہوتاؤ

ہے فلک کا بھی جگہ تیر ملامت کے

جائے بستر نہ ملی مجھ سے گدا کو نہ ملی

سپر پٹکتا ہی رہا میں درد دولت کے

کانٹے تلواروں سے جدا کر کے نہ پھینکے میں نے

سبج سہتا رہا اور ون کی اذیت کے

شع بھی اشک بہانے کو نہیں تربت پر

بیکسی رو رہی ہو کشتہ حسرت کے

کھو کرین کھا کے سر جسم پہ صدا دیتا ہے
 حال میں نہ انہیں کم خلق کی عبرت کے لیے
 میرا رونا بھی صفائی کے لیے کافی ہو
 اشک کچھ کم نہیں اس دل کی کدورت کے لیے
 جلد ارمان میرے دل کے نکالو اور جان
 آسمان گھاتین میری وعداوت کے لیے
 غم ہجران کے سوا وصل کی ہوگی نہ خوشی
 خلق دنیا میں ہوا رنج و مصیبت کے لیے
 بال کھوئے ہوئے جب شام غریبان آئی
 شامیانہ ہوئی شب کو وہی تربت کے لیے
 جستجو کی تو سوار و زقیات کے کوئی

کون گریہ کنان لب جو ہو	جو حبابِ روان ہو آنسو ہو
ماہِ نو وہ خمیدہ ابرو ہو	خالِ تابندہ رخ پہ جگنو ہو
جان بچنے کا کون پہلو ہو	سرِ مہ آلود چشم جاوہر ہو
دشتِ وحشت میں یاد ابرو ہو	تیغِ کھینچے جو شاخِ آہو ہو
کوئچے ظلمات کے بھی ہیں روشن	ایسا تازیک کوئے گیسو ہو
آدمی کیا ملکِ پین وارفتر	کس قدر سوخ و ہ پریر و ہر
بوسے لینے میں گالی دیتے ہو	تو بہ صاحبِ یہ کیا بڑی خو ہو
ٹکڑے ہوتے ہیں دل کھینچنے میں	تیغِ بران مگر وہ ابرو ہو
جان دیتا ہوں اُنکے قدموں پر	دل کے لینے کا بس یہ پہلو ہو
دماغِ دل کے فروغ کے آگے	ہر محشر بھی ایک جُنگلوں ہو

اپنی آنکھوں پہ ناز ہو اُسکو
استخوان تن کے ہیں یہ تیرے لیے
جل کے تنگ آتش دل سے
دیکھا بیمار کو تو کہا
کل داغِ بگر کو سو نکھو تو
کیا ورازی بیان کروں اکی
رات دن فکرِ غم رہتی ہے
دستِ وحشت نے کیا مڑوڑا
موسے ابرو چھپا جو دل میں مرا
خون کے ساتھ دم نہ کیوں نکلے
ویر و کعبہ پہ کچھ نہیں موقوف

بے بصر کیسی چشم آہو ہے
سگِ دلدار اکدھر تو ہے
مثلِ اخگر ہر ایک آنسو ہے
آج تک زندہ بھیجا تو ہے
بڑھکے لالے سے آہن خوشبو ہے
شبِ یلدا سے بڑھکے گیو ہے
سر ہمارا ہو اور زانو ہے
کیون یہ پیچیدہ شاخ آہو ہے
بمچھائیں ڈنگ سے کچھو ہے
آبِ شمشیر کا یہ اچھو ہے
دیکھتا ہوں جدھر تو ہی تو ہے

بھڑیان یہ نہیں دین پیری سے
 صورت اپنی مین دیکھ لیتا ہوں
 حرمت اسکی بھی ہر مثال حرم
 جامہ گل پہ یہ خطوط نہیں
 چشم مارا لب نے جان بخشی
 استخوان مجھ کا کے حاضرین
 گر دسم میں دغ دل روشن
 پھول لالے کے کب مسکے ہیں
 چشم فغان نے کر دیا مجھ کو

زخمت اصلی پہ میرے اُتو ہو
 آہنہ ہو کہ اُنکا زانو ہو
 قلب مومن بین جلوہ گر تو ہو
 پائے بیل کا صاف اُتو ہو
 سحر سے کہتے ہیں یہ جادو ہو
 تحسین میں اہو ہوا تو ہو
 وزرہ خاک ہے کب گنو ہو
 گل دغ و دغ کی خوشبو ہو
 سامری سے یہ بڑھکے جادو ہو

غزل ۱۶۷

حسین فاخر زرا نہیں دل کو
 اُس سے خالی جو آج پہلو ہو

شعر ۲۹

دیکھتا جب ہون خالی پہلو ہے
 اک بلا سے سیدہ گیسو ہے
 جال پھیلائے دام گیسو ہے
 سگ لیلیٰ میں شیر کی تو ہے
 تنے باترھا ہو کس کے کیون تعویذ
 مثل قمری ہوں زلف پر مستون
 کبھی لپٹا تھا میں جو اس گل سے
 سر اشاریے کہتے تھیں لا کھو ن
 پاس اس گل کے رات بھر چور ہے
 ہو جاؤں کی زندگی شاید
 بخش دیتا ہوں ایک اک کے گناہ

دلکش ایسا وہ دام گیسو ہے
 فرق اس میں نہیں سرمو ہے
 دل رمیدہ مثال آہو ہے
 کو سون ڈرے رمیدہ آہو ہے
 نیلگون گورا گورا بازو ہے
 طوق گردن کا چین گیسو ہے
 بھلتی بھنی وہ اب تک بو ہے
 کیون کھنچاوت پر تیج ابر ہے
 باسی پھوٹو نہیں بھی وہی بو ہے
 کشتی عمر اب لب جو ہے
 اپنے بندوں پر مہربان تو ہے

آئے ہو خاک من ملا کے کسے
 سر جھکا یا تو سیر عالم کی
 پھول سوگھا کیا مین باغوں کے
 لالٹ ورا نہیں اُن آنکھوں میں
 خاک قتل کی سوگھ کر بولے
 افس قد سے اب نہ بڑھ جائے
 بیٹھ کر دل کو ڈھونڈتے ہو کہہ
 شمع سان صنوبر آبرو عی پر
 دل میں پرکاش جگر میں ہر سو فار
 رکھو آہستہ لاش تبت میں
 وصل میں ہجر کا بھی ہے کھٹکا

گرد آلود کیوں یہ گیسو ہے
 جام جم کر کہ میرا زانو ہے
 ہر گل ترین تیری ہی بو ہے
 دام میں یہ اسیر آہو ہے
 میرے کشتے کے خون کی بو ہے
 ایڑیوں تک تو لام گیسو ہے
 جسطرف تم ہو وہ ہی پہلو ہے
 گوہر شہر چرخ جب گنو ہے
 تیرا نوک فلک ترازو ہے
 دل ہر زخمی فگار پہلو ہے
 عیش غم کا دیا ہے پہلو ہے

دل نہ تڑپے گا اب پیچھے	سینہ قاتل کے زیر زانو ہے
کیا بس لگی ہے کوئی اُٹے	درد میرا دبا لے پہلو ہے
سخت جانی سے مین یہ کہتا ہوں	تیغ قاتل ہوا آج اور تو ہے
خط جو بھیجا ہے خط تو ام میں	وصل کا یہ بھی ایک پہلو ہے
کیون بھجاتی ہے چپکے شمع کد	جانتا ہوں کہ اے صبا تو ہے
جنگل ن مین یہ قیس کتا تھا	لیلی آواز دے کہاں تو ہے

عزل	شب بھر آرام سے گذرتی ہے	شعر ۳۹
	سربوفاخر کا اُنکا ترا نو ہے	

مجھے کہتے ہیں بڑا جاؤ گا جاؤ تو سہی	یا زباں پر شکوہ کوئی لاؤ تو سہی
غیر جل جائیگی تربت تہم آؤ تو سہی	ہونگا پروانہ مین خود شمع جلاؤ تو سہی
ہاتھ منھدی بھر دریا مین نہاؤ تو سہی	اک پانی مین سروسٹ لگاؤ تو سہی

<p> و قدم پاؤں سر راہ اٹھاؤ تو سہی خانہ دل بین مرا گنگاؤ تو سہی وصل منظور ہوا ہنرمین آؤ تو سہی خانہ باغ اک سرسبز بن گنگاؤ تو سہی چشم گریان زرا اشک بہاؤ تو سہی دلیں تم داغ محبت کو چھپاؤ تو سہی شمع تربت پہ مری آکے جلاؤ تو سہی آنکھوں غیرت خورشید ملاؤ تو سہی درد دل یمن کہان ہکا دکھاؤ تو سہی آہنہ سامنے رخسار کے لاؤ تو سہی قالموتیغ کا آئینہ دکھاؤ تو سہی </p>	<p> ناز ہو مانع رفتار تو کتا ہو یہ شوق بارش شکستہ سوز و گنجھاؤ گنگاؤ لاش عاشق پر یہ کتے ہنر فانی سے بیلان لہ پھر ہو گا فدا اے داغ دیکھ لینا کہ بیا ہوتا ہو طوفان کیسا دیکھ ہی نو گاہ آئینہ تمہارا پسلو دے دے عار و جہ کہ روشن رہے عار منہ پھرانے ہو بیٹھے ہو اُدھر کیا مجھے مجھ سے کتے ہیں مڑتا ہوں جن ایدہا پھر ہو گا تمہیں عوی کبھی کیتانی کا موت کی شکل مجھے سا نظر آسکی </p>
--	--

جنبشیں دیکھو وہاں ہر طرف کوٹھلے
 ہوش میں آگے اور فست خیمہ مخمور
 دام جو بہترین مرا طائر جان ہو گا اسے
 آنکھ بیدار شب بھر کی کھلتی ہی نہیں
 ابھی ظلمات میں ہوشیہ حیوان پیدا
 ہو گئے تم شہرہ آفاق لمانداری میں
 صبر کی داد خدا سے تمہیں مل جائیگی
 مانگنے پر مرے کے یہ کہتا ہوں وہ شوخ
 باغیان آگ یہ ہو جائیگی خاموش ابھی
 عربس شاہ حسین کا یہ کہتا مجھے
 استخوان بھی صفت طور ہو سر جہ بلکہ

وار ششیر و سنا کا کوئی کھاؤ تو سہی
 نکلے زلف معبر کا سنگھاؤ تو سہی
 آئندہ عارضِ روشن کا دکھاؤ تو سہی
 خواب غفلت سے ذرا چلے جاؤ تو سہی
 آئندہ دیکھکے زلفون کو بتاؤ تو سہی
 یہ نشانہ جگر و دل کا اڑاؤ تو سہی
 ادب تو ہم سے غریبون کو سناؤ تو سہی
 منہ کو بنواؤ ذرا ہوش میں آؤ تو سہی
 آتش گل سے نشیمن کو جلاؤ تو سہی
 حرتِ مطلب کا زبانیہ کوئی لاؤ تو سہی
 صاعقہ خرمین ہستی پہ گراؤ تو سہی

<p>راز کئے کو ہر کچھ قفل مینا تم سے گھر گھر سے بھی اڑ جائیگا و صیفا حسرت و یاس بھی کر لینے تمہاری سرت</p>	<p>اک زابادہ کشوہو شمین آؤ تو سہی آشیانہ مرا گلشن سے سٹاؤ تو سہی میت عاشق ناشاد اٹھاؤ تو سہی</p>
<p>غزل ۶۹</p>	<p>صبر ہر ایک مصیبت میں کر گیا فی آخر مشق ظلم و ستم و جور دکھاؤ تو سہی</p>
<p>شعر ۳۶</p>	<p>نکل کر روح علی یار کی خبر لیے کمان بھون کی کھنچی ناؤں نظر کیلے اثر ہو خلق اگر آہ بے اثر کے لیے دعائیں تمام سے کرتا رہا سحر کے لیے یہ سر ٹپکتی رہی عرش پر اثر کے لیے کھلے ہیں بھولہ قاتل تری سپر کیلے</p>
<p>غرض نہ اب رہی قاصد عمر بھر کے لیے تشاہدہ بازہ پکا وہ دل و جگر کیلے دوا سے مجھے درد دل و جگر کے لیے مین شب کو کان لگا رہا جگر کے لیے روانہ بنا کیے آہ کی خبر کے لیے جو چاروں رخ پڑے تھے دل و جگر کیلے</p>	

اٹھا ہو در شب وصل کی سحر کے لیے

ملا ہو دستِ جنوں کے مجھے یہ طولا

وہ منہ کو دیکھ کے آئینے میں کہتے ہیں

تہ جانے جھوٹا یا سچ ہو اُنکا غرور

کمالِ حسن میں دھبائیں سچ نقش کوئی

خود اپنے فیض سے اربابِ فیض کو کیا کام

پھنسا یہ لیتا ہو قیدِ حیات میں اپنی

سوار ہو مرتبہ جن ملک کے انسان کا

چھٹا ہو سایہ بھی شبہا تا صحرایں

ہر اک حسین سے کہتا ہو صاف آئینہ

وہ میری لاش بھی کھرا میں کیوں نہ کیسو کو

لگی ہو چوٹ سی دل پر مرے گجر کے لیے

بند ہاتھ کیے وہاں سحر کے لیے

یہ کس نے خواب میں بوا دیا مگر سحر کے لیے

ہو شانِ صدق کی اور کذب کی خبر کے لیے

ہوئی ہیں جہانِ نیان سپا ئخ قمر کے لیے

کہ سایہ ہو کہیں سایہ فگن شجر کے لیے

جہاں کم نہیں نذرانِ ہر شیر کے لیے

جہاں میں خلق ہو میں حویانِ بشر کے لیے

کمان کمان یہ پھرا ہوں میں ہر سفر کے لیے

غرور حسن پہ زیبا نہیں بشر کے لیے

کہ بال کھولنا لازم ہو نوہ گرجے کے لیے

چمکائے دیتے میں اعمال میر پیرین
 رکھو نکاحا فذر تر کا خطا میں پیرین
 ہم انکی زلف سے کہ نہ کیوں ہون دیوانے
 تھی قتل جو قاتل کے ابرو وں پہ نظر
 کمان کی لب سو فارسے جو سرگوشی
 قلم کی طرح چلو نگاہیں اس کے کوئی چمن
 بسان سوزن عتائین ہوں آوارہ
 ہر جود لکھو ہر کرا کمان ابرو سے
 خیال کیسے نمدار سے چسکتی ہے
 دل ایک سو پہ ازان کے سمجھ دیتا ہوں
 ہشر کے دنت گیرین کیوں عمد پیرین

سودا کوہ سے بارز نوب سر کے لیے
 یہ طرہ خوب دستار نامہ بر کے لیے
 ہوا ہی خلق یہ سودا ہمار سر کے لیے
 گلے کے تیغ نے بو سے ٹھہر ٹھہر کے لیے
 تو بو سے تیر نے میر دل جگر کے لیے
 قدم بڑیگا یہ سر میرا رہنمائی کے لیے
 وطن کو چھوڑ دیا گردش سفر کے لیے
 یہاں یہ عیب قاتل کجی نظر کے لیے
 حضور ختم ہوئی ناز کی کمر کے لیے
 گرانہ جان کے لیتے نہیں ضرر کے لیے
 ای شعلگی سبب فنا و کاثر کے لیے

<p>خرو مال پر زیبا نہیں بشر کیلے تورگ کا منہ بھی نہ پھر کھلتا تشر کیلے نصیب جلتا ہی ذرات کا اگر کیلے ہما سمجھ کے میر بال و پر کتر کیلے بناؤ گھر کوئی آئینے میں نظر کیلے یہ اشک آہ ہمارے بحر و بر کیلے سڑپ ہا ہون میں درد دل و جگر کیلے</p>	<p>حریص دیکھ تو انجام دولت قارون زبان و رازی اگر نہ کتا و فصا سوار شمع لحد سے یہ سوختہ قسمت کیا اسیر جو صیاد شاہ جہاں نے نگاہ قلب مصفا پر میرے رہنے دو اٹھ گا ایک طوفان تو گرد باد اسے شب فراں کی صحت مرض بدتر ہو</p>
--	---

<p>مین سوون سچ شب پیر کیونہ او فخر دراز پانوں کے چادر بحر کیلے</p>	<p>غزل ۱۴۰</p>
---	-----------------------------

<p>جہان میں حد کی ہو آوار کی نظر کیلے شاہ تیغ وہ کھینچے ہنریں مدبر کیلے</p>	<p>فصحا چشم سے نکلی کہ ہر کہ صحر کیلے گنوا یا ہاتھ سے قاصد کو عمر بھر کیلے</p>
--	---

عبث تباہ پھرون کیوں پایہ کیلے
 روان ہوں اشک کن شمع کے سحر کیلے
 جگر میں پڑ گیا سورا پنہ گھر کیلے
 شبِ صال میں بوجہ دھڑھڑ کیلے
 ہو خالق داغ دم ترع اس جگر کیلے
 پٹے ہیں نیل سے اُس گل کو دونوں گانہ پر
 سدا جو پست میں رہتا تھا اُنکے زانو پر
 بھون وہ دیکھ کر آئینہ میں کہتے ہیں
 جاب سی مری خلقت ہو بحر عالم میں
 شبِ فراق کی پیدا ہوگی صبح اگر
 صبا کی تھکیوں کی ایک جا قرار نہیں

خود اڑ کے جاسیٹکے کیا پر نہیں خبر کیلے
 ہمانین آئی ہو ہستہ کورات بھر کیلے
 ہو ترک جا سکوت مرض گھر کیلے
 بڑھا ہاتھ نہ سنبھلے کدھر کدھر کیلے
 چراغ لیسے میں جاؤں اُدھر گھر کیلے
 لپٹ لپٹ کر جو بوسے ادھر ادھر کیلے
 لحد میں خشت کا تکیہ ہو ایسے سر کیلے
 یہ نیچے ہیں مریں مری کس کیلے
 ہو کافی ایک نفس مجھ کو عمر بھر کیلے
 کرونگا چاک لکیریاں نیچے سحر کیلے
 امین زار ہوں گانہ زری دھڑھڑ کیلے

<p> نہ بوسے خانہ کعبہ میں بھی حجر کے لیے لگایا تیرا شاہد دل جگر کے لیے سفید مہون خطاب بیض سحر کے لیے ہو کھل گویا چشم تر کے لیے تڑپ رہا ہوں نقش میں نال پر کے لیے غبار رگیا داناہد و کی خبر کے لیے سفر رہا مجھے اک عمر تک حضر کے لیے حان ہی اڑو نگاہیں بال پر کے لیے صد اک چاک گریبان لگی خبر کے لیے قصص میں جان میں دید و نگاہ پر کے لیے اور استی بھی کجی یار کی نظر کے لیے </p>	<p> جتو کی جنس سے نفرت ہو وہ موجد ہو بہم نشاے اڑا لے ہیں مرجاؤ ترک شب فراں میں بے ثواب پیری سے رگیا زوریم خاک ایسی سدا سے بھکے در کو جو صیاد نہ بند کیا چھٹے چھ قافلے سے ہستے تو ان کو جہان میں پھر کے سدا لکھ کے آہو نچا مرونگا حسرت پرواز میں میل ہوں ہماری جامہ دری کو وہ اتنا بینکے خدا کیواسطے پر قیغ کرنے اے صیاد نگہ وہ رہتی ہو طیر ہی سیٹی باغ بھی </p>
--	---

<p>چھپے تھے پانوں میں کانٹے تھے ہمارے کیلے فتنہ کا چاک کیلچہ ہوا گھر کیلے روان کیا ملک الموت کو خبر کیلے گنہگار جو عرش پہ آئیں گی اتر کیلے روان ہوا ہم خون یار کی خبر کیلے</p>	<p>رہے دماغ میں گل گل کے منور کی صورت جہان میں کون ہوا لاوے سوا زمین مریض ہجر کو پوچھا تو کس طرح پوچھا خدا نے جذب دیا دل بتوں کے تمام لیا کیا جو تیغ قاتل نے عاشق کو حلال</p>
--	---

<p>۳۵ شعر</p>	<p>ادھر ادھر ہی کی خبریں منگایا کرتے ہو کیسے بھیجو تو قاتل کی بھی خبر کیلے</p>	<p>غزل</p>
---------------	---	------------

<p>آتی ہر بو سے تاج نمد کی گلہ سے جلیاؤں مثل طور جو برق نگاہ سے ہر خاک کا خمیر مری گرو راہ سے قوت ہو مجھ صیغ کو یون مد آہ سے</p>	<p>کچھ کم نہیں فقیر کی تو قیر شاہ سے ہوں سرمہ استخوان کی چشم سیاہ سے گردش تمام عمر نہ کیوں کر رہے مجھے بیمار و ناتوان کا مویسے عصارہ سے</p>
---	--

لمس وہ سقدربین انھیں کچھ نہیں تیز
 طوفان اٹھا ہوا بحرین صحرائیں گرد باد
 کوئی ملانہ عالم وحشت میں جب مجھے
 تاثیر دردناک صد آہوں پہ کی
 غلامت میرا خانہ تار یک ہو گیا
 کوٹھے میں اُنکے خاک ہوا کون باتوں
 بوجھو نہ دشت میں مری کیونکر بڑی
 اوپر ہی اوپر اُنکی یہ جالیگی کا نظر
 گرتی ہو جب تو گرتی ہو قہر پر کے
 اُنکی نظر ہو سونہ دنیا دار پر
 انکو تو اس حضور درگوش کیجیے

واقعہ نہیں جہان کے سقدربیاہ سے
 دو آفتین یہ آئین مری ایک آہ سے
 جنگل میں لہلہا گیا مردم گیاہ سے
 اُل ل گئے ہیں دل سوز یاد و آہ سے
 روشن نہ ایک ن بھی ہوا چہرہ ماہ سے
 اٹھانہ گرد باد بھی پائی راہ سے
 آگاہ کچھ غبارِ حال تباہ سے
 عنقا شکار ہو گیا اپنی نگاہ سے
 بجلی کو ایک بیرہر سیاہ سے
 مارا ہر مجھ کو قبضہ تیغ نگاہ سے
 لایا مون موتی توڑ کے میں تاج شاہ سے

خوابان ہو زندگی کا تو عصیان کو چھوڑ دو
 قطرے جو خون کے جوش میں سے اچھل کر
 اعمال نیک ساتھ لے اور ہر عدم
 انکھوں کے گہرے کٹھن کو ہٹا کر
 شاید جناب قیس کی اس سے ملے خبر
 دوزخ کے منہ سے حرمت حق کی کھینچ کر
 گردِ ملال و غم سے ہیں آنسو میر و ان
 ٹکڑے اڑا دیے پر لیلِ عجب کے
 کلیانِ مریہ و نکی نفس میں بیٹھیں بھی
 اسدِ رعبِ حُسنِ حیرت کا مستحکم
 تارے شبِ فراق نہیں یہ نمود ہیں

ہوتی ہر کم حیات بشر کی گناہ سے
 پیدا ہو شکنائے غزال سیاہ سے
 خالی سفر میں ہاتھ نہ توڑا و راہ سے
 آیا تو یہ جہاز سمندر کی راہ سے
 آہو جو کوئی آئے پیامِ ان کی راہ سے
 جنت میں ہیں گیا ہوں جہنم کی راہ سے
 اتنا ہی قافلہ یہ سیاہ بانی راہ سے
 خنجر کا بین کام لیا تیرا راہ سے
 آئے اگر نسیم گلستا کی راہ سے
 آئینہ آبِ آب ہو اس نگاہ سے
 چھانا تو آسمان کا جگر تیرا راہ سے

<p>مردہ نہ تاجہ سر اٹھا قتل گاہ سے عرشِ خدا بھی ہوتا ہو کیس کی آہ سے مارا ہر بے اجل مجھے نیچی نگاہ سے آنکھیں لڑ جی سرِ چشم سیاہ سے دھبہ مٹا کلفت کا نہ خسار ماہ سے تارنگہ اُچھ گئے تارنگہ سے واقف نہیں حضو ابھی رسمِ وراہ سے سونا لون آفتاب چاندی لون ماہ سے سقف کُن سیاہ ہوئی دو دواہ سے</p>	<p>کیسی قیامت انکے توافل نے کی ہیا ہاتھوں گول سنہا لیں کیوں کرتا ہر کشتہ کیا جیا بھری آنکھوں کیار نے ظلمت کوہِ جہان نظر آنے لگا مجھے اعلیٰ کا عیب بھی نہیں جاتا تمام عمر باہم جو میرے انکے نظر سے نظردی اپنے مریض سحر کو لازم ہو دیکھنا ازلِ سامانِ حسن کی تصویر کے لیے رنگ سما نکا ہجر کی شب کو بدل گیا</p>
---	--

<p>۱۲۲ نور</p>	<p>فاخر وہ سُتکے نالہ پُرور کہتے ہیں ٹکڑے بگڑے ہوئے ہیں اس آہ سے</p>	<p>شعر ۳۰</p>
--------------------	---	---------------

دل ہو بقرار تو ہوا شک آہ سے
 پوچھو نہ گنا اپنے شوخ کی چشم سیاہ سے
 واقف ہو کون ہجر کے حال تباہ سے
 کینچی جو آہن زیر لحد سین نے متصل
 خط سے جمال شخ خوب کا مٹ گیا
 آیا سحر کو اُس نہ مہر سامنے
 اہل لحد تباہ ملون تم سے کس طرح
 چھپی نظر سے انگلی میں سمجھا وصال غم
 آئی دون کو دھو تپ شب چاندنی سما
 یے تیر کے ہر ہر ہو مرا مرغ دل ابھی
 تاریکی لحد میں نظر آئیگا اٹھیں

طوفان کو کیا غرض ہو جہاز تباہ سے
 کسکا ہو سوگ سرمہ گرا کیوں نگاہ سے
 آ رہے چلے ہیں لپہ سرمہ آہ سے
 غریبالتختے ہو گئے چین چین آہ سے
 دولت لٹی ہو حسن کی زنگی سپاہ سے
 اٹھا جو نکسین ملتا وہ منہ و ابگاہ سے
 واقف نہیں یہاں کی ابھی رسم و راہ سے
 مجھ کو خبر ملی ہو یہ پیکت نگاہ سے
 کیا کام مجھ کو زیر لحد مہر و ماہ سے
 ناؤں فلک جو دیکھ لے تر چھی نگاہ سے
 انکھیں لڑی ہوئی ہیں جو چشم سیاہ سے

مہتی یا اسمین آپکی جودل کیا جلال
 ہم تم شریک ہو کے کریں عاشقوں کا
 شاخ غزال کھینچے دیوانہ گان عشق
 محشر میں رکھی اشکِ مہرستِ ابرو
 ان چاشنیوں کا لیا دل کو یار نے
 دہی کسی نے حضرت یعقوب کو خبر
 سیدھی نظر کے ہم تو ہیں عاشقِ جانین
 کچھ جھللا رہا ہو چراغِ محمدا
 ہوسِ پست ہمتوں کی لیے سلسلہ ضرور
 دم لینے وہ ٹھہر کے نکیرین پوچھتا
 ہم کو قیصرین مگر اقلیمِ گیسرین

ابھرتو کسا خون ہو پانی نگاہ سے
 تر چھی نظر کا قول ہو اُس بجلاہ سے
 ملک جنوں کو چھینے جاتے ہیں شاہ
 دھوئے مرے ذنوب کتابِ گناہ سے
 ناز و آوازشِ مہر سے تر چھی نگاہ سے
 یوسف کو کاروانِ نکلا ہوا چاہ سے
 او کج گلاہ دیکھ نہ تر چھی نگاہ سے
 یارِ پیا پیو مجھے بختِ سیاہ سے
 کب بے سن کب اب نکلتا ہو چاہ سے
 آتا ہوں میں تھکا ہوا کو سونکی راہ سے
 اچھینا ہوئے ملکِ فاعت کو شاہ سے

<p>بکھر کے منہ پُلف کو ہنستا غضب ہوا دل پر گزرنی جوتھی وہ گذر گئی انکی شرہ پہ جا کے نظر میری لگ گئی اندھی سیہ اُسے شبِ وقت نہ ک طرح دفترِ شیشیاں علی کے ہر میرا نام پر وہ زین کا مجھے کافی نہیں ہوا ہم کیا کہ جانتے ہیں نباتات تجھ کو ایک بجلی گری ہو کو نہ دھوکے ابر سیاہ سے اب کیسے حضور نہ تر چھی نگاہ سے کاٹا کوئی نکال دیا پانگاہ سے سر ملا کے لائی تو چشم سیاہ سے فروغِ نجات لو نگارِ سالت پناہ سے دھماپے ہوں منہ کہن بن گئی تیر گناہ آتی ہو وعدہ کی صدا ہر گناہ سے</p>	<p>بکھر کے منہ پُلف کو ہنستا غضب ہوا دل پر گزرنی جوتھی وہ گذر گئی انکی شرہ پہ جا کے نظر میری لگ گئی اندھی سیہ اُسے شبِ وقت نہ ک طرح دفترِ شیشیاں علی کے ہر میرا نام پر وہ زین کا مجھے کافی نہیں ہوا ہم کیا کہ جانتے ہیں نباتات تجھ کو ایک</p>
---	---

غزل	جاتا ہوں لکے ساتھ کلیجے کو توڑ کے فاخر پناہ مانگے تیر نگاہ سے	شعر ۲۲
-----	--	--------

امج شاہو نیکا گد اور ولد ارین ہر منہرا ب جوشنا شربت دیدارین ہر	سایہ بال ہما سائے دیوارین ہر حشر دیہ جہاں بیمارین ہے
---	---

کھینچ کر دیکھ لے قاتل تو ذرا قتل بین
 خاک پر میری طرح یہ بھی پڑا رہتا ہے
 بوسہ لینے سے بڑی نشوونما ٹھنڈک
 سوت جاناوٹے تو کاٹیر گا گلے کیا قاتل
 لیے ہو سے دہن زخم شہید اسکے مگر
 میرے پاؤں کو بھی رہتا ہمیشہ چسکر
 اے بیابانکد غدا دل خبردار رہیں
 باغمانوئی کھلتا ہے جگرین کاٹا
 کبکٹ طاووس کی رفتار میں بات کہنا
 دیکھ لو چپکے ذرا غیرت عیسیٰ اسکو
 مرو متھو کہ سے ہر آن کام جلا رہیں حضور

خون کے دریا کی روانی تری تلوار میں
 ضعف بیمار بھی کیا سایہ دوار میں ہو
 بیخ کی تاثیر مگر آتش خسار میں ہے
 زور ہاتھو نہیں برش تری تلوار میں ہو
 خون کی سرخی جو ابھی تک سو فاقین
 بخت آغشتہ مرا گردش پر کار میں ہو
 دام صیاد بچھا جو سے گلزار میں ہے
 پھول ایک ایک نال کی جو متقا میں ہے
 دلکشی جو مرعشوق کی رفتار میں ہے
 جان اب ایک حق ہجر کے بیمار میں ہے
 دم عیسیٰ کا اثر آپکی رفتار میں ہے

<p> پر جو بازے ہیں تو صیاد نہ کھلے بھی رو جیسے مجمع ہو سمیٹو نکادو دوست پر اک نظر دیکھ لے تھو تو جہان سے جاوے پیٹھ جائیگا اٹھانے سے یہ کوہ سنگین وعدہ وہاں پہنچت نہ کرونگا اس سے چاہتے ہیں کہ گریں مجھ سے وعدہ لیکن باتیں عاشق سے مکر نہ بنا تو کیوں نہ کر گل ہیں خندان شگفتہ ہیں چمن غنچے </p>	<p> تاب پیوہ ز ابھی مرغ کرتا رہیں ۱۳۵ جگھٹا ایسا کمان بھر بازار میں ہو آرزو اکت باقی دل بیسار میں ہو بار فرقت کی کھان بُل زار میں ہو دھیان بخش کا مجھے یار ستہ کار میں ہو شرم مانے کچھ نہیں صل کے قرار میں ہو حرف مدغم کا لفظ تری تکرار میں ہو باغبانِ خلخ ان کیا تر گلزار میں ہو </p>
--	---

<p> ۱۴۴ غزل </p>	<p> سالِ ہجری میں تاج کی فائز حسنِ گل آن گل گلشنِ اشعار میں ہو </p>	<p> شعر ۲۳ </p>
<p> لذت آب بقا شیرت دیدار میں ہو </p>	<p> سیلِ طہات بھی فرقت کی شہار میں ہو </p>	

<p>جاگتا ہوں میں شب وصل ہ سوچا ہوں دیکھا کونج سے گدا کو یہ کہا دربان سے کسی ہنس کے گلے جھک کے ملا تھا جو بھی ویسے باہم کے یہ پاگل تہن زخمی بے حسی اڑتی ہو یوں اٹھ پراٹھ سی آنسو اسکے بھی مر سار تہنیں تھیں دہستانیں تری رنگین ہیں اسی کلیل پھانڈ کر بام پہ آنے کی سزا یہ پانی ابرو دو جگر کے جو گرے دور نہیں ناز کی سے نہیں اٹھتی ہنگامیں انگلی سیر گلزار خلیلی کی نظر آتی ہو</p>	<p>نحت نحت بھی مر طالع بیدار میں ہو کس کا بستر مر سائے دوار میں ہو آجکاد ہی خمی خنجر خونخوار میں ہو خون بھرا دیکھ لو خار سردوار میں ہو حرکت نبض کی شکل تر تیار میں ہو تار اشکو نکار گل برگہار میں ہو اک بان برگ گل تری جو منقار میں ہو خون پاؤں کا خار سردوار میں ہو برق پوشیدہ مری آہ شمر بار میں ہو تاوانی کا اثر مردم بیار میں ہو الالہ گل کی بہار آتش رسار میں ہو</p>
---	---

<p>چاہے بھی اٹھا موت کے ساتھ دیے کیونکہ ہو جائے کمر کاٹ پرہیز زخمی اوج شاہی ہی راہ کے ہما ہاتھوں خیر و کمی نہ بھی زاہد مصنوعی سے شام سے صبح کا دھوکا ہو چلن کیونکہ آنکھ عارض پھرین کیونکہ کیونکہ ہمدرد اس دل پر خون کی نہ چھو جائے سر کے پھل جائیں کیونکہ ہمدرد کو گنتے ایک دو نظر آتے ہیں قاتل اس میں</p>	<p>ناتوانی میں یہ طاقت ترسے بیارین ہو دور آلودار کا کیا رشتہ زمار میں ہو استخوان سر فقور جو منتقار میں ہو شہر ہی لپٹی ہوئی ہر چہ جو دستار میں ہو نور نجم سحری روزن یوار میں ہو عکس میری تو آئینہ زحسا میں ہو مثل عصفور کف طفل جاکار میں ہو جادہ راہ فانات بت تلوار میں ہو چشم احوال کا نمونہ تری تلوار میں ہو</p>
--	---

<p>۱۵۵ عزل</p>	<p>مثل مناجات پر نور حسین ہو کوئی روشنی مہر کی فاختہ کسی زحسا میں ہو</p>	<p>شعر ۳۷</p>
--------------------	---	---------------

<p> لیلی کا گدڑ حسین ہو وہ دل ہی نہیں ہو سر کا ٹٹا میرا کوئی مشکل ہی نہیں ہو جس دل میں اراکین بیچ دل ہی نہیں ہو بے در و مر از تم کا حال ہی نہیں ہو آئینہ میں عکس اور کا سال ہی نہیں ہو اس مصحف عارضی کوئی تل ہی نہیں ہو اس رخ سے ہو خورشید بھی ٹٹھ اپنا پھر کشتہ ہون میں تیغ و تبر و تیر شان کا جنت جو ہوئی وصلق بولے وہ بگا کر رہن بجی تو ہو دہشت لگا ہوے اسپر غچون کے چٹکنے کی بھی آواز ہو شامل </p>	<p> محنت تو کیا صابہ محسن ہی نہیں ہو پر زور ترے ہاتھ میں قابل ہی نہیں ہو جسبانہ مسافر مون وہ منزل ہی نہیں ہو ترپے نہ اگر خاک پسبل ہی نہیں ہو دعویٰ تری یکسانی کا باطل ہی نہیں ہو کچھ فرق میان حق و باطل ہی نہیں ہو نجلت سے فقط نفی تمہ کامل ہی نہیں ہو قاتل مراک نہ خیر قاتل ہی نہیں ہو تو میری ملاقات کے قابل ہی نہیں ہو اک دشمن رہو و ساگ منزل ہی نہیں ہو گلشن میں فقط شور غامل ہی نہیں ہو </p>
--	---

چلتی ہو چھری افتاب رو میں گلے پر
 و صابین ہیں گئی تاپ کلاہ اڑ کے قتل
 مرنے کا اسے خون باکرا ہو ہرقت
 یہ موحانین نشہ کہ ہو پنجو و در ہوش
 دعویٰ ہر فن شعرین ہر اہل سخن کو
 کانٹوں سے مسافر کہ بھی ان کے ہنر
 کھل جائے رنے کی حقیقت ابھی سکے
 مین موت کے در پر بھی کھڑا رہتا ہوں اکثر
 دل میں ہو سدا یا کسی پر نہ نشین کی
 کئے کی نہیں خشک گین میر گلے کی
 اشعار سیوا سٹھوڑیے کہے ہیں

جانِ نیا شبِ ہرین شکل ہی نہیں ہو
 آلودہ خونِ امن قاتل ہی نہیں ہو
 انسان کہی موت کا غافل ہی نہیں ہو
 مرست محبت کہی غافل ہی نہیں ہو
 وہ کوئی شاعر ہو جو کامل ہی نہیں ہو
 دلِ چاک فقط جاوہ منزل ہی نہیں ہو
 بادل مری آکھو کے مقابل ہی نہیں ہو
 رہنے کے لیے کوچہ قاتل ہی نہیں ہو
 بہتر مردل سے کوئی محل ہی نہیں ہو
 پر آب اگر خنجر قاتل ہی نہیں ہو
 اس طرح میں کچھ فکر سے حامل ہی نہیں ہو

تکرار کرے مجھے نہ کیونکہ وہ مخفی حق
 ستر پائے مکرول کو ہو کیونکہ خود نظارہ
 ابرو مجھے تیغ سے کشتہ کیا اُس کو
 ارمان بھے دین نہیں جلوہ کسی کا
 تھامے ہو ہاتھوں سے جگر خود چلے آتے
 ساکت ہو اس طرح سے ہو جو کئی زبان بھی
 اس قصہ سے بیٹھے ہیں عیث پاس ہا
 کشمیں نہ کیونکہ ہو یقین و خل خزن ہا
 اے دور تو اٹھ اٹھ کے گئے ہونہ وہ رہا
 واپس کیا یہ کہلے مر قلب کو اُسے
 وہ لکے لکے کرین کیا دل بجا نہ ہو ہا

بچپن میں تیز حق و باطل ہی نہیں ہر
 کیا خاک پہ مضطر کوئی بسمل ہی نہیں ہر
 عاشق کا لہو غیر میں شامل ہی نہیں ہر
 اس بزم میں وہ رونق تھل بھی نہیں ہر
 اس دلیں مگر جذبہ کامل ہی نہیں ہر
 خاموش نقطہ لبِ ساحل ہی نہیں ہر
 پہلوئے لیلائی کے کیا دل ہی نہیں ہر
 وہ نہمہ سرائی غا دل ہی نہیں ہر
 پہلو میں مگر آج مراد دل ہی نہیں ہر
 جس دل کا میں مشتاق تھا وہ دل ہی نہیں ہر
 مردہ ہو یہ خود صید بل ہی نہیں ہر

<p>تختے بھی کد کے مین دبا ہوئے بھگو پہاڑیں بھی رہ رہ کے چک ہوئی ہجو اب انکی اداؤں کا مزہ کون اٹھائے کچھ رحمت خالق کی نہیں حد بزرگی</p>	<p>سینے پہ مرنگ کی اک لہری نہیں ہے اک شدت درد جگر و دل ہی نہیں ہے جس لہجے مجھے ناز تھا وہ دل نہیں ہے اس قلم و خار کا سال ہی نہیں ہے</p>
<p>غزل</p>	<p>جا کر یہ پھٹے ام محبت میں نہ کیونکر فاخر مرے قابو میں دل ہی نہیں ہے</p>
<p>ظلم پر ظلم اگر اوستم ایجاور رہے بت جو وہ قید صنم خانہ سے آزاد رہے ہم رکھا تھوٹا بانو نہیں برباد رہے مجھ پہ غربت میں جو قزاق کی بیدار رہے خاک ہو جا تھیں گھر گرا پاؤ رہے</p>	<p>خود یہ فریاد مری مائل فریاد رہے ویر میں بھی لب ناقوس فریاد رہے ای جنوں خانہ احسان آباد رہے قافلے میں بھی لب ناکت فریاد رہے مین رہون یاد رہون مرا صیاد رہے</p>

اک نہ اک دیکھ پر مری بیدار ہے
 ہم سے آوارہ بہان بھی تو نہ آزاد ہے
 دل لگے برسوں کے کچھ مہر و کشاد ہے
 ہم وہ بلبل بن سیرین جو آزاد ہے
 غم ہو مگر مرے دل کی بھی دہلیز ہے
 دل کو ہاتھوں سے بٹھا ہوا صیاد ہے
 بربے ختم نہ کچھ شکوہ بیدار ہے
 دیر و کعبہ میں بھلا کیائی نیشاد ہے
 پاس لائے یہ حوائی ستم بیدار ہے
 تابہ لب آ کے جوخت دل نیشاد ہے
 میں وہ بلبل ہوں قفس مجھے جو بیدار ہے

یاد رکھنا یہ وصیت جو تھیں یاد ہے
 صورت ریگ ان دشت میں برباد ہے
 تو سلامت رکھ بھی تیرا آباد ہے
 نکست گل کی طرح باغین بیدار ہے
 جب میں مانوں کہیں مری یاد ہے
 بلبلو دروین ڈوبی ہوئی فریاد ہے
 بسا خوشنیں دوئی ہوئی فریاد ہے
 لب ناقوس موزن پہ جو فریاد ہے
 لیے جاتا ہر مروت کو زرا یاد ہے
 کس طرح بندہ قفل در فریاد ہے
 ہاتھ ملتا ہوا میرے لیے صیاد ہے

شکر قاتل عوض شکوہ بیدار ہے	زیر شمشیر تشکر سر فریاد ہے
لطف ہوتے جو غم و دروین لٹا دے	دم کرتیستم لب فریاد ہے
سخت جانی سے مری تنگ جلا دے	لب شمشیر پہ بھی شکوہ بیدار ہے

غزل	دل ہی دلین گلہ و شکوہ بیدار ہے	شعر ۲
	بند قاصر شب وقت لب در ہے	

بھولنا تم نہ کہیں طرز جفا یاور ہے	روز گردن پہ روان خنجر فولاور ہے
لج ہو وود جلا شک ہوں لکھو سے رواں	یہ نشانی مری تصویرین ہزار ہے
لاش دے انہ کو قبر کے زند نہیں اسیر	تیرے قید کی پس گ بھی میعاد ہے
اپنے کشتو نہیں کر اسکو شمار راہ شیرین	وئے تیشے ہی کھن خون سر فراہ ہے
کیا کہیں سخت لو نکا ہو جلا نا آسان	شرانگیر نہ کیوں کورہ خدا ہے
ادونی بیتابی درد جگر و دل ہو عیان	شہزاد لو نکا مر کرب فریاد ہے

<p> باغیں کیونکہ اترتا ہوا شمشاد رہے بندین کے لگے گرہ یونہی گریا رہے جسم میں سب سے اگر خلعت ہٹا رہے بستی میرے دل باد کی باد رہے خود اگر رنگِ سُرخ مانی وہ ہزار رہے جتنا آباد ہے اتنا ہی برباد رہے دل مضطرب جو تہ زانو جلا رہے کوئی تو عالم ایجاد میں ایجاد رہے کیونکہ آنکھوں کے نہان گلشنِ شاد رہے نام کے ساتھ زمانے میں کچھ ایجاد رہے خاک چھانا کیے بیکار ہی برباد رہے </p>	<p> کھنڈی اہونے عدا دل کی حمی نہیں رہ بھول جاتے ہوتے بے ہمت ہر روز اور بھی شاہد مٹی کی فزون ہو زینت یا الہی ہے ان حسرت و ارمائی ہجوم رنگ بھرتاری تصویر میں سب سے کمال مثلِ ثلج کے بہا نہیں ہیں عکس مقام شدتِ درد میں کچھ بکے کی مو شاہد اسکی تصویر میں ہونست خندہ مانی گلستانِ دلِ غم سے شبِ ہجر مر خاکساری سے بنا گھر دلِ عالم میں کسی دُور سے میں پیا دلِ اغی اپنا </p>
--	---

<p>تم نہ لالان ہو تو ناتون نالان ہو بتو اے وہ بے رحمی قفس میں مجھے بھجائے گا لکے یہ گور غریبان چلی روح مری</p>	<p>کب ہو ممکن جو لب گنگا فدا رہے نظر ضرور پیت صیاور رہے لئے میں جاتی ہوں یہی تری آباد رہے</p>
<p>غزل</p>	<p>دل ابوس کی ہوتے نہ امید صال فاختہ آغوش تنہا ترا آباد رہے</p>
<p>دائمی گرتے دیوانوں کی میعاد رہے مہربان اپنے اسے بکین جو صیاور رہے اپنے گزشتہ غموشاکی نہ بید اور رہے بھولنا تم نہ کہیں طرز جفا یاور رہے دونوں جانب میں صبر و جفا یاور رہے حسن آنکھوں میں رہے ولین مری یاد رہے</p>	<p>زندگی بھر لب زنجیر پہ فدا رہے پھر قفس میں بھی عنادل کی نہ فداور رہے بھر لب ساکن مرقد پہ بھی فداور رہے روز گردن پہ روان خنجر بید اور رہے ہم بھی ستا رہے آپ بھی ستا رہے جو مکان یا رہے رہنے کا ہو آباد رہے</p>

<p> شورِ ناقوس کی صورت مری فریاد ہے خانہ دلِ انھیں مہمانوں کے آباد ہے اسکو منظور ہر عاشق کی زبناور ہے دل بیتاؤں کا بوم فریاد ہے یون کلک پر کششِ خنجر فولاد ہے سر جھکا ہوئے خود خنجر فولاد ہے ہم نعلِ شکوہ اگر کوئی پرزاد ہے مثلِ شمشاد ہم اس باغین آباد ہے محوِ نظار ہیں خود مانی و ہزار ہے تجھ پہ جو جانے نثار آپ ہی صیاد ہے نہرِ خون سے مرگئے قضاور ہے </p>	<p> منہ پر اصنام کے گز شکوہ پیداور ہے یاس و ارمان کی طرح یار کی بھی یاد ہے کیون مٹانے پہ نہ چرخِ ستم ایجاد ہے ہاتھ سینے پہ تراؤ ستم ایجاد ہے ہاتھ قاتلِ تھکے اور نہ مر اسر ہو جدا سامنے آئے قتل جو مجھ کیس کے شاد اس وقت ہو شاید دلِ ناشاد مرا طوق الفت نہیں گردنِ بینِ شکل مری کھینچتے خاک بھلاؤں خدا واد کی شکل داستانِ شاہِ گل کی وہ سناوے لیل خلشِ خار مرہ یاد دلاتا ہو مجھے </p>
---	---

<p> سرو کے پاس سے گئے تہ شمشاد رہے مین نہین چاہتا کہ قلب برباد رہے لقب اس عاشقِ جانا باز کا ناشاد رہے مردہ وصل سے دل کیونکہ مر شاد رہے بھول جانے کا سبق گرتھیں یاد رہے مثل مجنون کی بیان نہین برباد رہے رنک اور ذرا گلشنِ شہد اور رہے خوفِ گلپینِ انھیں نہشتِ صیاد رہے آرزو ایک مین اک مین دلِ ناشاد رہے دعای اور قدیار کا شمشاد رہے تسخ انداز سے بلِ ناشاد رہے </p>	<p> باغین جب قدموزن کا مین دھیان کیا کبھی ارمانِ غم و یاس میرے نکلیں جان فریاد گئی وصلِ شیریں سے ہوا قاصدِ موت آنے کی خوشی رہتی ہی چرخ سے درجن جھانکنا مشکل ہی نہیں پوچھا اس غیرتِ لیلیٰ نے نہ اکروڑ مین خون کھل کھل کے گلِ خمِ جگر سے ہو رونا ای فاک یون گلِ لیلیٰ کا نہ آنے دونوں پہلو رہیں یون ہجرِ شبنمِ بابا بار آور تہوا پھل یہ ملا خوب اسے امتحان مد نظر ہو جو اداؤں کا انھیں </p>
--	---

موسم گل میں جو تاراج نشین ہو مرا	باغبان خاک اُٹاتا ہوا برباد رہے
غزل	<p>نہیں رہتا رہے پاس سے او فاکر اُنکے پہلو ہی میں میرا دل ناسا رہے</p> <p>شعر ۳۲</p>
<p>ہر لفظ چمکتا ہوا ک در عدن ہو کیا میری لحد پر یہ گرفتار محن ہو دل ملک میں تختِ بگلین ہو پیر کا کمانہ مرا دل ہر تن ہو اجاب جو ہیں غریبِ دوست میں گناہ پتیریں بھی ہیں داغِ جگر زنگ اپنے بُھٹتے ہیں یہاں رسمِ داغِ جاوول کشتی میں ہونگا کسی موئے کمر کا</p>	<p>مطلع ہر اشار پر تاجِ سخن ہو یون یاں سے خاموش کھڑی مع لگن ہو ہو اُنکے عدنِ اشک ہر اکِ دے عدن ہو پیوت تریہ جو اتیہ زنگن ہو گردش میں سفر کی بھی لطفِ طن ہو یاں فصلِ خزانہ میں ہی تر و تازہ چین ہو بازارِ محبت کا جدا گانہ چپان ہو لاغر ہو غنیمت یون جسمِ مرا کفن ہو</p>

دو چار کی تعریف پہ نازان ہو عشت تو
 بیری میں بھی اُن لہو سے ختم ہو
 وہ چاہے مجھ سے نہ سیراب ہو کیونکر
 سینہ کہیں خون سے بھرے کہیں خالی
 ہر عضو میں اُس کی نظر آتی ہو صورت
 سلطان کا نام عمر جدا ہو کے صدق
 زندا نہیں اسیر نہ کی بسر ہوتی ہو کیسی
 کیوں روئے ہم چہ کشت یہ بیکس کی لحد
 پروانوں پر رونے سے یہ حال ہو آخر
 برباد رہا ہو گل تر کی طرح یہ من
 کیا آپ کے رہوار کی توصیف بیان ہو

آسانے میدان میں اگر مرد سخن ہو
 کیا بل تھا کہ جلتے یہ بھی بچیدہ سن ہو
 جس دلو دل زار میں بنو کی سن ہو
 صحرا ہو کسی جا پہ کسی جا پہ چمن ہو
 رخ کا تو ہو کیا ذکر سب آئینہ زن ہو
 گوہر سے سوا کب کوئی آوارہ وطن ہو
 کیا پوچھتے ہو حال بڑا رنج و محن ہو
 اک عمر سے دسوز مری شمع لگن ہو
 خود آنسو سے غرق تن شمع لگن ہو
 کب خلق میں مجھسا کوئی آوارہ وطن ہو
 صورت میں پری ہو تو سجاو میں ملن ہو

تا نظر و ہم سے نازک وہ مکر ہو	ہستی میں ہر شک نقطہ مہم وطن ہو
اے شمع کبھی منہ پر نہ گلگ کے چرنا	کرنا نہ کوئی بات کہ منہ پٹ وہاں ہو
جو ہر پتہ میں خون بھری تیغ قاتل	آراستہ زیور سے کوئی تازہ دہان ہو
خلعت کی ضرورت نکیش تو کون جھکا	ملبس جو پہنے ہیں ہی نکا کفن ہو
ماسور جو گوہر کے کلیمے میں پڑا ہو	اکت بھی دلیل غم دوری وطن ہو
پرویس میں یارب خبر خیر سننا	کچھ آج زیادہ غم یاران وطن ہو
مردوں ہی میں اپنے کو بھٹا کر سنا	ملبوس نہیں جسم میں تین تین کفن ہو
چھوٹا گایہ دست پت خود بین بھلا کیا	عکس رخ شخفات کا آئینہ وطن ہو
ہو خاک کا مجنون کی لیلیٰ سے شہارہ	اک عمر آب و شصبا میرا وطن ہو
آنکھوں کی سفیدی و سیاہی میں	ان دم دیدہ کے لیے گور و کفن ہو
سر پر اگر موت تو ہو کچھ نہیں پروا	چلتے پھر باز رہے ہوں تکیہ میں کفن ہو

آفتادوا سی بن محمد صالح شریعت

کافور بحر مجھ کو نیند ہی کفن ہے

کیا رنگت فاختر کا گلستان سخن ہے

۲۵۱

بوسہ مانگا تو یہ مجھ بھلا کے کہا

کیونکہ رکما کیجھ تری شامت آئی

صاف شکونے کیا رو کے ہے	اُنکے دل میں جو کہ درست آئی
اُسٹے اُسٹے ہوئی وحشت مجھ کو	کیا نظر خواب میں صورت آئی
قبر میں شانہ ہلا کر یہ کہا	کس بلا کی تجھے غفلت آئی
سُنکے قریاد مری کہتے ہیں	کون سی آپ پر آفت آئی
ظلم اُنکے نہ اٹھاؤں کیونکر	کیا کروں اپنے طبیعت آئی
دم میں بیمار عدم کو پہونچا	تن بیان میں یہ فوست آئی
دیکھنے آئے نہ بیماروں کو	کچھ بھی تھکو نہ محبت آئی
دیکھ کر نامہ اعمال اپنا	حق سے کیا کیا انداست آئی
شکوہ کرتا ہوں تو فرماتے ہیں	لب پہ پھر میری شکایت آئی
آئے غیر و نکو لیے تربت پر	کچھ بھی تھکو نہ مروست آئی
گل و بنیم سا ہوا وصل نصیب	ہنسی اُنکو مجھے رقت آئی

<p>مچھکو قاتل سے مروست آئی شمع کی طرح سے رقت آئی تجھ کو محبت نہ جالت آئی شمع روتی سر تربت آئی ایک نہ دیکھا خالت آئی آج کیا تھو محبت آئی تجھ کو قاتل نہ مروست آئی</p>	<p>خشرین نام بتا یا نگیا بہ گیا جسم مرا شکون میں بات پوچھی نہ تری لیس نے پس من مری دسوزی کو دعویٰ یکتائی کا تجھ کو بھتا یہی بعد برسوں کے کہ صبر آنکھ نیچا نوں کو سسکتا چھوڑا</p>
--	--

<p>غزل</p>	<p>گالیاں دیتے ہیں دل لیکے ترا فانے یہ تری نوبت آئی</p>	<p>شعر ۲۲</p>
------------	--	---------------

<p>شاہوں سے مجھ فقیر کا رتبہ زیاد ہو ژولیدہ زلف کی مجھے صحرائیں یاد ہو</p>	<p>اُس درکامین ہونے باب لمرا دہو پچیدہ دو دواہ مرا گرد باد ہے</p>
---	--

<p>تیرا مریض نیت سے اب نامراد ہو دل سے ہی حضور کو الفت زیاد ہو کب منجھ لہو ہو جبین حسام پر گردن سے اور تیغ سے اکدم کاٹ کیا شاد ہوسہ دیکھنے کیا مجھ فقیر کو مشتاق دل میں ہوں وہ آمادہ پر کل تک چمک تھی در دین چمکی طرے اس مجتبیٰ میں تو دیتا تھا جان میں کشتا نہیں جو وعدہ فدا وصال کا سینے پہ ہاتھ قبر میں دیکھے تو یہ کہا جب پاس رہو تو مصیبت بھی شیں ہو</p>	<p>درو جگر کے ساتھ ہی اٹھا فواد ہو مجھ کو بھلا یا آپ اور ون کی یاد ہو درو سرا سے مر خون کا ضا ہو یہ اتحاد بھی کوئی کیا اتحاد ہو برائے وہ جو آپ کے دل کی سرا ہو انکی وہ ہو مراد یہ میری مراد ہو لیکن ٹرپ کچھ آج جگہ میں نہ یاد ہو اب کیا گردن جو یار کو الفت زیاد ہو فردا سے کیا حضور قیامت مراد ہو کیا درو دشمنوں کے جگر میں زیاد ہو پھولوں کے غلاب قفس میں بھی شاد ہو</p>
---	--

<p> یہ ہر ایک مصحفِ ماض کا یاد ہے ہر طفلِ شک گھر کا مرے خانہ زاد ہے وہ بچی مانہ نامِ خدا تم کو یاد ہے سودا ہے جوشِ خون کا اسی سے فساد ہے قائم قیامت کی ہے روزِ مساد ہے سب زیادہ نفس کشی کا ہوا ہے ہر معرکہ کہ نفس کشی کا ہوا ہے گویا سودا دین بجائے مدد ہے گردابِ غم کے ساتھ اٹھا گردیا ہے مچھو تو اپنے دل پہ بڑا غماد ہے کمبخت یہ زبان کا میری فساد ہے </p>	<p> وہ حافظِ مرا ہے کہ ہر حافظِ نگو شک انکھن غمِ فراق سے روین کس طرح ڈرتے تھے پانی زلفِ بجا گن سمجھتے اویا بختانِ گلِ لال کی قصد کے دیکھا ہے من نے قامتِ محبوبِ بین شکلِ تجرّافِ پلِ تیجِ صبر سے ہمتِ مدد کرے تو کرو خواہشِ تو قتل بتلی سے مین ہرن کی لکھن جو چہ شہنشاہ دریا روان ہے شکِ آہن مین پر غبار ایک گالی کے دیکھو ضرور یہ وہ دوہرہ جھگڑنے پہ مجھے بگڑا گئے </p>
--	--

جل جلے خاک ہو تہمین و نون سحر تلک	پروانے اور شمع میں کیا اتحاد ہے
غزل ۱۸۲	فاخر وہ شکے نالہ پروردگستہ میں لاریب یہ کوئی نہ کوئی نامراد ہے
تاریکی مزار سے سید زیاد ہے یون بالنی قیسے مجھے عباد ہے ظلمات کبھی تیرگی اسکی زیاد ہے ماند شک داغ جنون کا سواد ہے کروٹ ادھر ادھر کی بدنامی محال ہے دریا میں پھوٹ پھوٹ گتا یہ جتا ہے مسدود کیا ہو جنگ بانی نیکستان دونوں کا حال حشر میں معلوم ہو گیا	ابتلاک وہ تیرگی شب بھر یاد ہے کیا خاک صلح ہو کہ دلون کا فساد ہے ظلمت احد کی ملک عدم کا سواد ہے کیا احتراق خون کا ہمارے فساد ہے قلب و جگر میں درد مر وین زیاد ہے باعث فنا کا آب ہوا کا فساد ہے جب دیکھے گلا ہوا باب فساد ہے وقت کی شب سے روز جزا کچھ زیاد ہے

<p>کشتہ جسے کیا تھا وہی نامرا دہر پھولوں میں عنبر لیب میں کیا اتحاد ہر ناشاد ہر غریب ہر اور نامرا دہر کل سے ترے مریض کو اچھٹنیا دہر بیتابی جگر سبب اتھا دہر یہ سرو پر غبار ہر یا گردِ باد دہر خود اپنے ہاتھ پاؤں کیا اعتماد ہر سر آسمان پہ کھینچے ہوئے گرد باد دہر کوتاہی نگاہ کا سارا فساد دہر دکھایا یہ کبھی کہ جو دل شاد شاد دہر سمجھے حنا سے خون شہیدان مرا دہر</p>	<p>تا بوقت میرا دیکھ کے بولے رقیب سے صیاد نے انھیں بھی قفس میں کیسا بند یہ سوچ کر وہ آئے ہیں عاشق کی لاش زلفیں الجھ اُچھ کے خبر دیتی ہیں اسے دل میں ہو درد اور کلیجہ ہو بیقرار بیل کو شک ہوا ہر گولے پہ بانگے اور رونکا کیا جواب بھی دینگے نہ لیکن کیا سرکشوں کی خاک بھی اس میں شرم کا رنگ دل تنگ غیر کا تہ چھدا تیرا ہر سے بننے پہ وقت نزع مرکب بولے یہ عزیز قاتل کو دکھا خواہیں منہ صری ہو</p>
---	--

دنیا میں جو علی ولی ساجوا دہی	دولت یہ مجھ فقیر کو اُس شہ نے کی عطا
شعر ۳۲	<p>غزل</p> <p>ہوتی ہر بار بار چمک برق کی طرح فاخر کچھ آج درد جگر میں زیادہ</p>
<p>کیا فخر تکیہ آجوسند نشین رہے دیکھ دو ساتھ ساتھ رہے ہم کہیں رہے شادان جو ایک روز تو برہم ہو گئے وہ ہم نہیں وہ ہم نہیں نہ دل نہیں رہے مانع حیا و شرم ہو منہ پر نہیں رہے اُنکے رہے مکان نہ خود وہ کہیں رہے دشمن ہمارا پاس باہم کہیں رہے ماند دست موج کے تر آستین رہے</p>	<p>ہو بے حسون میں منہم مسک کہیں رہے آسودہ ایک ن بھی نہ زیرین رہے ظلم تباہ دہر سے اندوگین رہے خوٹا نئے رچہ دیکھ لے اٹا ہوشیہ میں میر سوال و صلح کیونکر وہ ہاں کہیں رہے دارا و جم کو قصر فریون کو دیکھ لو اس دل کے ہاتھوں چین نہ پایا کد میں بھی یون جوش زن ہو قلم اشک ان چشم</p>

<p> کیا بار بھر ناز تو کوئی نہ اٹھ سکا صیاد کے یہ پاس و گلیں کچ پاس سفاک کسریا اتار گیا جسم جھمکو ہوا وصال نہ سُرخاب کی طرح چھوڑا اگلو کو خاطر صیاد کے لیے آئی نہ موت ہجرین ممر کچ گئے دل سے بتو کی یاد نکالو نہیں کس طرح بانگی ادا یہ کہتے ہو اُس بد مزاج سے پہلے تو دوڑ دوڑ کے آتے تھے اب ہو کیا پوچھا جو میں نے شب کو بتاؤ کہاں رہے ہمزاد کی طرح سے نہ اک دم جدا ہوا </p>	<p> عاشق بھی اُنکے اُنکی طرح نازنین رہے غمخسپ کہیں ہے تو عداوت کہیں رہے قاتل نہ کیوں چڑھا مجھے ہمتیں رہے وہ رات کو کہیں رہے اور ہم کہیں رہے ہم دوستوں کے دورِ عدو قرین رہے ہم منتظر اجل کے دم واپسین رہے ویران کو وہ مکان نہ جسمیں کہیں رہے عاشق کج نظر رہے چین جہین رہے وہ ہم نہیں رہے ہیں کہ وہ تم نہیں رہے بولے کہ کچھ جا رہا ہوں تیرا کہیں رہے میں اُنکے ساتھ ساتھ رہا وہ کہیں رہے </p>
--	---

<p> غصہ نہ قالون کا کیا بوقت بھی تاریکی کد تو ہوگی مجھے نصیب ای ہمدردیہ تم سے وصیت ہو کر وہ بین جاتی ہو یاد زلف مرد سے کیلے محتاج ہوں وہ گور غریبان کے بعد مرگ فرما دو قیس و دامن و عذر اگر گئے میر کی شکستہ کو آباد کیا کریں اب یہ سارا ہوترا پ کہ سطر ح میری طرح جو زلف سے وہ بھی لیں گیسو کوے یاری دو مقام ہیں پٹھے اٹھے تو پاس مگر اجنبی کی طرح </p>	<p> کہنی تلک چڑھائے ہواستین سے چوشن داغ دل نشین سے رخ میرا نکلی سمت دم واپسین سے رونق فروز لیلی محل نشین سے جو زیت میں ہمیشہ سر نشین سے بس ایک شقونہیں تمہارے ہمین سے کیا خالکس خراب بین کوئی مکیں سے یہ دل ہو جسکے پاس جگر بھی وہین سے کینخت دل کا پھر نہ ٹھکانا کہیں سے کہ لوں گا خود تلاش میں دلی کہیں سے بیگانہ وار مجھے مرہم نشین سے </p>
--	--

شعر ۲۰	خواہاں کیوں ہوں موت کا فاجر و قہر جو دلوں سے تھے دلیک وہ نہیں رہے	غزل ۱۰
<p>ہو زنگِ سُخ اڑا ہوا چہرہ ادا مثلِ سحرِ رخِ سہِ کامل ادا جو دلِ یاتھاسن نے وہاں کسے پاس ہو شکر کی جگہ کہ وہ مردم شناس یہ دل ہو اُسکے پاس دل اس کے پاس اُس نے حضور کو غیر ذکا پاس کیا کچھ پیے ہو جو تو عیو اس سب شاہانِ گل کا شانہ بلا اس خود بلبلوں کو اپنی رہائی سے یاس</p>		<p>جب کُلِ بلبل مرائے پاس پر تو جو داغِ دل کا مرائے پاس پہلو میں دیکھئے نظر آتا نہیں حضور عشاق میں مجھی پہ پڑی یار کی نظر پہلو سے ہو ملا جو وہ پہلو شب وصل محفل سے مجھ کو دور بلا کی طرح کیسا یتیم و دم وصال ہو امین تو یہ کیسا آئی جو ہو نکھر کے عروں پہ آج صیبا اگر ہزار تسلی کرے تو کیسا</p>

<p> طالب ہیں جسکے آپ اور وکیل پاس ہے اگر تو ایک سو تک آنے کی آس ہے چھایا ہوا تو ابر کی صورت ہر پاس ہے عالم میں کھلا ہوا اعتبار اس پاس ہے اس دربار کا دل بھی مڑل کے پاس ہے ہو سرفراز خارجی جو گل کے پاس ہے تربت مری جو اک روٹ کے پاس ہے تو جسکو ڈھونڈنا ہو وہ دل میر پاس ہے بلبل کا دل تو چاک گلون کا لباس ہے کیون آج بریں آگے کا لباس ہے </p>	<p> دل نکالنا لگتا ہوں تو کہتے ہیں شکوہ آتا ہوں دیکھتے تیرے مریض کو تربت پر شاہیانہ نہیں تو کیا ہوا آہوں کے ضبط سے کہیں دم نہوں ہلاک کاٹونگا کوہ ہجر کہ دو دل ہو ہیں ایک نیکون کا ہنشین ہو تو تربت بلب ہو آتے ہیں شبنم و شاہنشاہ کیو سٹے وہ مجھ سے تجو میں یہ کہتے ہیں ناز سے دونوں کمال ہیں گلزار عشق میں یہ کس غریب شہ گیسو کا سوگ ہے </p>
--	---

فاخر وہ لیکے کہتے ہیں مٹھی میں دل مرا

غزل ۱۸۵	اچھا بتائیے تو یہ کیا میرا پاس ہے	شعر ۲۰
<p>یہ کس مریض ہجر کی صحت سے یاس ہے ہم حاصیو نکو دید جہان سے تو یاس ہے کہتے ہو اپنے منہ سے کہ میری نہیں املی بہار میں بھی ہے رنگِ نازان شریک وہ دوست جانتے ہیں میں شمعِ قیاس کو دنیا سے آج کون اٹھایہ فلکِ شام خفت گئی نہ سپرِ فلک کی باین عروج قائل ہوں اُس مکر کا تو مشکل ثبوت ہے بیکان نہ جان اے قدر انداز تو اسے آخر شبِ شباب ہی ہوتی ہے صبحِ شب</p>	<p>کیون آج کل حضور کا چہرہ اُداس ہے لیکن تر کرم کی غریبوں کو آس ہے ہو نطق بے ذہن کے خلاف قیاس ہے جس گل کو دیکھا ہوں بستی لباس ہے انکا قیاس ہے یہ میرا قیاس ہے فق ر کو ماہ ہے رخ خورشید اُداس ہے دیکھ ایا کس ہم میں کہنہ لباس ہے کہتا ہوں گر نہیں تو خلاف قیاس ہے دزدیدہ دل کس کا یہ ناوکے پاس ہے پیری کی ہے امید جوانی سے یاس ہے</p>	

<p> یہ مجھ کو حسرت و حرمانِ پاس ہے بریں کفن نہیں ہو سفر کا لباس ہے عریان ہو تیغ ہاتھ میں خوشی پاس ہے کہنے کا جسکے سوگ میں کالا لباس ہے دل ہو انکے پاس وہ دل میرے پاس ہے میاں میں ہوں میں سے جینے سے پاس ہے مجھ کو تالاکا ہو کہ خچون کے پاس ہے میت پڑی ہوئی در دوشکے پاس ہے لیلی کا میرے سوگ میں کالا لباس ہے </p>	<p> مقتول تیغ ناز کے لاشے کے ساتھ تھا تا موت میں سحر عدم کو چلے ہیں ہم قاصد یہ میرے قاتل عالم کا ہو پستا یارب یہ کس غریب کا دل مردہ ہو گیا ڈرتا ہوں میری آنکلی طبیعت بدل جائے مرد و نہیں میرا ورنہ زہر و نہیں کے شمار جو دل میں کھو کے باغ میں آیا تھا باغیان اے جذبِ غم تو کھینچ کے لے آؤ نہیں را تاریکی کد کو سمجھتا ہے قیس یہ </p>
---	---

<p>شعر ۲۹</p>	<p> بیدل میں کیوں تلاش کیجئے ہو کیوں فاترین جاننا ہوں کہ دل میرے پاس ہے </p>	<p>غزل ۱۶۶</p>
---------------	---	----------------

روئے زمین پہ آئے ہی زیر زمین رہے	ہم یوں رہے جہان میں جیسے نہیں رہے
اک شب بھی میرے گھر میں اگر تم نہیں رہے	دید و گاہ جان بھر میں آنالہ میں رہے
کہدویہ دُختِ رز سے کہ غزل گزین رہے	پر و نین اسکی آنکھ کے پر و نشین رہے
آئینہ اس حسدے کبھی دیکھتے نہیں	میرے مقابلے میں نہ کوئی حسین رہے
زینت ہو زمین اسپ کی یوں شہسوار	خاتم چہ طرح مہرین نگین رہے
ایسے تو ہوں بلند مضامین شہر کے	رفت میں آسمان سوا یہ زمین رہے
خونریزی اس طرح تو ہوتی ہیں قاتلو	سب سترخ لالہ زار کی صورت زمین رہے
اس آئنے میں بال نہ پڑ جائیں تیکھے	نئے بل ہوا برونیہ نہ چین چین رہے
ٹانکے جو ٹوٹیں زخم چکر کے دم فشار	ٹکڑے ہمارے دل کی طرح سے زمین رہے
ہوا انقلاب خشرین تڑپے جہول مرا	یہ آسمان زمین پہ فلک پر زمین رہے
بعد فنا بھی دل تہ و بالا چو ہو مرا	پست و بلند قبر کی برسوں زمین رہے

اسکا اُدھر ہو کوچ اُدھر میرا کوچ ہو
 ترو مٹی کا لطف نہ ہو اُس وقت میکشہ
 بخت سیہ کند پہ چر افغان ہوا تو کیا
 میت مری وہ ہو چپ کے کتے تین برس
 اچھا ہوا کہ مر کے بکھیروں سے چُپے گئے
 کوئی نہیں کہ جبکی نہ برائی ہو مراد
 ساتی خدا نخواستہ نہ مجھے جو ہو خفا
 بستے رہے ہر اک سجات و مہات میں
 گر قبر میں بھی گردشِ طالع نہ دکھائے
 کیا شکار رحمت حق کی جو ہر ہو
 پیار ہوئے زیت میں اپنے پست

شمع سحر بھی پاس دم و پاسین ہے
 دامن کی طیح ہو سے بھری اسین رک
 ہوتا نہ میری رات کو زیرِ زمین
 اسکا تجھے خیال ذرا ہی زمین سے
 پھیلا پانوں چپن کو زیرِ زمین سے
 بس یک نامراد جہان میں چین سے
 پشیمین میں نہ ٹھکانا کہیں سے
 زیرِ فلک کہی کہی زیرِ زمین سے
 مانند آسمان حرکت میں نہیں رہے
 میت مری گلے سے لگا زمین سے
 یارب آسمان رہنے زمین سے

<p>پہلے ہمارے کعبہ دل میں مکین رہے آمادہ پیشے کو ہمارے زمین رہے شیشے میں رُردی کی طرح پیشین رہے جا کر فلک کا کوئے بتا کی زمین رہے رکھو جو ہاتھ قبر پر ساکت زمین رہے ہاتھوں سے اپنے دلوں کو بنھ لے زمین رہے</p>	<p>ہم نے نکاح لاجب تو یہ تبت کے دیرین رفتار یا رکاتیں کرنا ہو امتحان ان میکشون کی کب ل ساقی میں جگہ دیوانے یہ سمجھ کے اڑاتے ہیں کی خاک یہ زلزلہ فقط ہوا دل بقیہ رہے مرقد میں ہم کراہ کے لیتے ہیں کڑوٹ</p>
---	--

<p>نعرہ ۲۵</p>	<p>اپنل بھی ملے منہ سے اٹھائے دل فاختہ کی چشم تر پر کیوں استہین رہے</p>	<p>غزل</p>
<p>مثل بو گل بھیل کے گلشن میں رہینگے بلبل کی طرح نالہ و شیون میں رہینگے پھر تہچہ کرتے ہوئے گلشن میں رہینگے</p>	<p>ہم وہ نہیں بلبل جو شہین میں رہینگے بے اس گلِ عناکے جو گلشن میں رہینگے چٹکار جو اسیری سے نشین میں رہینگے</p>	

<p> چھوٹوں کی طرح یا کے دامن میں رہنے کینے کی طرح سے دل دشمن میں رہنے جوہر کی طرح خنجر میں رہنے آرام سے اکدم بھی نہ ہٹنے میں رہنے پتیلیوں کی طرح چٹاں میں رہنے مونی کی طرح وادی اس میں رہنے اس ترک کے فعل ٹھم توں میں رہنے گھر چھوڑے کو لہاکوہ کا دامن میں رہنے ابلج سے ہم گوشہ دامن میں رہنے مرکز ہی اُما زل کی اُچھٹ میں رہنے دھبے جو مرنے کے سوزن میں رہنے </p>	<p> کھل کھلے گل و نغ جگر کتہ میں میرے ارمان یہ کتہ میں مکرول سے نکل کر وجہ مرنے کے جھٹکنے کبھی قاتل بیسیگی زمین اور شاہین کے فرشتے آنکھیں پئے نثار دیکھوں تار نظر کے پھل کین ابرو شرس خون نہ کیجا کتہ میں شرا مری آہوں کے ٹکڑے یاد سرفرا دیے باقی ہی ہر کو ہوا نکھ سے گرتے ہوئے لشکار کا اشارہ تالیف کیے مرقد کا فقط ہی نہ ہر ساء جزل پھر ناخوش اٹھوں تو اپنے </p>
--	--

یون کلبہ احزان و مراعات تارک
 وہ کہتے ہیں رشے کی سی وہیں ٹھکانے
 کائنات سے کھٹکتے ہی رہینگے سر و زمین
 کانسٹولے غرض ہو نہ ہیں گل غرض ہو
 وہ بلبل دلکش ہوں نہ بانیگے جو مجھ کا
 پھولوں سے بھری گود مبارک تجھے گلین
 ہیں برگ خزان ویرہ بہاراں سے غرض کیا
 صیاد کی باتوں سے نہ کچھ بھگتی تسلی
 کہتے ہیں قسم مصحفِ عارض کی کھا کر
 مارا ہو زمین برقِ اسم نے کیسے

جگنو بھی ناکر کبھی روزن میں رہینگے
 یاد دل میں تریارگ گردن میں رہینگے
 بے ہنس گل خوبی کے جو گلشن میں رہینگے
 دامن کو سیٹھے توے گلشن میں رہینگے
 صیاد تڑپتے ہیں گلشن میں رہینگے
 شکار نیکے گہراں سر دامن میں رہینگے
 ہم شوق آجڑے مجھے گلشن میں رہینگے
 روستے ہوئے ہم یاد نشین میں رہینگے
 یہ پاتھ حمال تری گردن میں رہینگے
 ناختر تڑپتے ہوئے دامن میں رہینگے

فاخر و شیریں ہونگے ہم اگر دمن

غزل ۱۲	آرام سے لیٹے ہوئے دفن میں رہنے کے شعرا ۲۰
<p> نغم سے کلیجے دیکھنے والوں تک پہنچ گئے شہسوار کے سرچوخیل جان میں کٹ گئے کیسے یہ کیسیوں کے مقدر پلٹ گئے یوں انقلاب یار کی رفتار نے کیا ٹالا کیے وصال کو یوں تمام سر جاؤنگا اب میں خانہ صیاد سے کہا ساتی نے ہو کے رہنے میں کھڑیاں جو کہتے ہیں وہ کہ یہ تری ہمارے کیا بری مجنون کی قبر تھوڑے جانے لگا جو غصے میں تھا بھرا ہوا وہ ترکہ مزاج </p>	<p> دم توڑے تو وہ دیکھے بالین سے ہٹ گئے پروانے بغیر اربوب دالٹ گئے جام و سب و نشیہ و ساغر اٹ گئے جتنے گڑے تھے قبر میں اٹ گئے دن زندگی کے آپ کی بات نہیں کٹ گئے آتا تھا جن پروں وہی آج کٹ گئے دل مکتوں کے صورت ساغر اٹ گئے جو درخسین کا دیکھ لیا آکے وٹ گئے وہاں سے سیر نمازیلان پٹ گئے اچھا ہوا ہوتا ہے لے سکے ہٹ گئے </p>

انکی رکھائیوں سے زمانہ ہلاک ہو	سر سیکڑوں کی تیج تفاعل سے کٹ گئے
ویر کمال اکو فلک گھٹا دیا	مانند بدروغ جگر میرے گھٹ گئے
جاسکا اڑ کے طائر جان انکا باغین	پر پیلو نئے موسم گل میں جو کٹ گئے
قاتل نے اتنے قتل کیے تھوڑی دیر میں	مقتل میں جو گرے تھے لاشوں سے لگے
دریا پر میکشی کو جو آیا وہ کھسب	سارے جہاں جام کے خاطر اٹ گئے
ہونے لگا جو درد ترے مقابلہ	تھے چاہا جو ابروہ باہم سمٹ گئے
سیاد نے جو موسم گل میں کیا اسیر	دل پیلو نئے کج تقس میں اٹ گئے
یون بخودی وصل سے بیابان وہ ہو	پاکر اکیلا رات کو مجھے لپٹ گئے

غزل ۱۸۹	فاخر مجتوں کا جو کچھ آگیا خیال	شعر ۲
	پھیلے کے ہاتھ لاش سمیری لپٹ گئے	
باتوں ہمارے کب کسی میں سے ہٹ گئے	تواریں کھانے سامنے قاتل کے ڈٹ گئے	

ابرو کے اگل شمار سے دفتر الٹ گئے
 باغ بہائیں بلبل بے خانان ہون میں
 ناخن خراش وقت بلبل کا غم جو ہوتا
 اللہ جاول میں یہ کیا اُنکے آگیا
 مرجان جو بحر میں تو ہوئے لعل کو دین
 اُڑتی ہوئی خبر سُنی میں نے ریاہن
 دیکھا گیا نہ عالم کرب حقنار کا
 بلبل وہ ہوں کہ حسرت پر داز ہی ہی
 سر سے سخت جانتا جو اُن سے نہ کٹ سکا
 تن چاک چاک ہو گیا دیوانوں کا ترے
 برکتی کا بعد فنا بھی اثر یہ ہوتا

نقطہ نیک طرح سیکڑوں تن سے کٹ گئے
 جس بینہاں تھے نشیمن کہ وہ گئے
 کیرے گلونے پنچہ چوہے سے پھٹ گئے
 میٹ کے ساتھ آتے ہوئے کیٹوں گئے
 خون دل و جگر نصیب نوین سے گئے
 قاصد کے پانوں بال کیوترے کٹ گئے
 رو تھوے وہ ہیں میں بالین سے گئے
 پورے بھی پر بھی تھو تھے کہ کٹ گئے
 قاتل ہمارا پتہ حالت سے کٹ گئے
 دست جنوں کا جامہ اصلی ہی پھٹ گئے
 میری کھچ پاس وہ اگر ملے گئے

<p> دیوان کے کب ہوا سحر منتقل ہوئے ہر وقت مجھے راضی وہ ہو گئے ابتک بتیوار ہر دم سے تھما ہوا گلچین چلا جو کھلے ہو پھول توڑ کے اک میرے پیسے کو کدین دم فٹار جھوٹے جواہرین اہ غاویں کے تھرک یوں بڑے ارض کر دیا قاتل کی تیغ نے مرنے کے بعد کوئی کیسا ہوا نہیں </p>	<p> کو یازین شکر طبع الٹ گئے پرواز شمع بزم سے جہدم لپٹ گئے پھر دل نہوگا اتہ جو سینے ہٹ گئے دل ٹوٹے ٹلیوٹے بکھے الٹ گئے طبقہ زین کا چارواک سمٹ گئے تجھے گلوٹے باوصبا سے الٹ گئے سستے عدم کے ساتھ سے سرکٹ گئے بیت کدین والے اجاب ہٹ گئے </p>
<p>غزل ۱۹</p>	<p> گزشتہ سخت ہوا بھانین نہیں کوئی قاتل ہمارے گھر وہاں کر لپٹ گئے </p>
<p>راہ جہان راہ عدم بر خلاصت ہی</p>	<p> رہرو کی آنکھیں بین یوں اہ عمار </p>

و لکھوین آئینہ نہ کہو نگا خلافت ہو
 مجھ سے مزاج آپ کا کیوں برخلاف ہو
 ابرو کے ایک اشارے میں سس نکلی چلی
 کیونکہ نہ دل دو نیم ہو ابرو کی یاد میں
 ظاہر نہ کیوں ہو باطنی احوال یار کا
 آئینہ کف کا عیب ہو ہمیں عیار ہو
 دیوانے بنکے پتے ہیں زاہد یہ کہلے حو
 کہتا ہوں شوقِ خیر میں بوسے یار کا
 کہتا ہوں تیغ کھینچے ہو قاتلِ جہاں
 سو کلمہ کے عشق میں لاغر کمال ہوں
 پھر کچھ گر دکتے ہیں رنج و غمِ عالم

باطن میں پر عیار ہو ظاہر میں صاف ہو
 اپنی خطا پہ آپ مجھے اعتراف ہو
 قاتل یہ تیری تیغِ عجب شعلات ہو
 دل میں مگر قلم کی طرح سے شکات ہو
 آئینہ دل کا گرد و رست صاف ہو
 رخ اسکا بڑھکے آئینہ وہ صاف ہو
 تکلیف شرع جوشِ جنون میں صاف ہو
 مانع ہو رعبِ حسن ادب کے خلاف ہو
 جاننا قتل ہو گئے میدانِ صاف ہو
 یہ بال میں گرہ ہو کہ تن میں یافت ہو
 حجاج آئین کعبہ دل کا طواف ہو

کوئی شب فراق نہیں مونس فریاد
 مانے ہیں بن و انس محمد بن حسین ہو
 کیوں آنجہ تیغ بازو کے کھینچیں
 زلفیں بھینجیں جو رخ سے تواب و نظر پر
 آکر دم اخیر بھی کرے تہ ہو بے رخی
 دل دینے کا جو وعدہ کیا ہیں بولو
 آئینہ مجھ سے ٹوٹ گیا پر نہ کچھ کہا
 پانوں پہ جب گرا تو انھیں رحم آ گیا
 ہوا اتحاد عاشق و معشوق کے خلاف
 بدنام تو قریب کریں کو کیسے مجھے
 آتی چلی ہو باغین کچھ نیک سی ہمیں

پہلو میں ایک دل ہو سو وہ بھلا ہو
 شہرہ تمام قاتل کے تازیانہ قاتل ہو
 کہیے تو صاف کس سے غم مصائب ہو
 رویت ہوئی ہلال کی مطلع جو تھا ہو
 یہ جہل مروتی تہ تمھاری خلافت ہو
 کیا تیرا اعتبار کہ وعدہ و خلافیت ہو
 سیری طرقت چھٹکار دل اس کا صاف ہو
 ہنس کر کہا قصہ ترا اب مصائب ہو
 اُس کے مکر مزاج میں کیوں نہ خلافت ہو
 انصاف یہ آپ کا پہنا خلافت ہو
 بلبل یہ تیرا شور مچا تا خلافت ہو

میت مری اٹھانے کا کہتے ہیں قصہ	کتنی ہوناز کی کہ یہ میر خلافت ہے
پہلو سے دل بچر کے یہ بات ہو مرا	یہ تو خطا معاف تھا خلافت ہے
صبح شب فراق تماک منتظر رہا	تو بہ اجل یہ کیا مری وعدہ خلافت ہے
کہتے ہیں بخودی بین یہ مجھ دم وصال	اس دم تجھے کا ظوا و ادب معاف ہے
اے شمع تجھے جل میں شرم آتی ہے	جلنا یہ بھل کا ہمار خلافت ہے
پیدل ہو دین قیس ہو لیلی ہو تو سوار	میں سچ کہوں پیدل سچیرے خلافت ہے
اسکی پھری جو آنکھ تو دنیا ہی پھر گئی	وہ کیا خلافت ہو کہ نہ خلافت ہے

غزل ۱۹۱	دل کیے دلربا کو میں پھر سچ بھیر لوں	شعر ۲۰
	یہ بات اہل وضع کے فخر خلافت ہے	
پریشان رانداز کا یوں خون بھر جائے	دل توڑ کے وہ تیرے گلے گنڈ جائے	
دیوانہ کیسو کوئی گلشن اگر جائے	دستا رسر شاہد گل کی بھی اتر جائے	

خون سے مرگروا من شمشیر بھر جائے
 دیوانہ تری زلف کا محشرین اگر جائے
 غم ہو یہ شمشیر تر پنے میں جو مجھ کو
 کہتے ہیں یہ دل تاک کو وہ میر کمان
 تنگ آگے یہ بلبل کے لیے کتا ہو صیاد
 اسوقت مسیحائی عیسیٰ کا یقین ہو
 او دور تو بجلی سے نہ گھٹنے اسے دینا
 میں نے جو کہا مرا ہوں تیر تو وہ بولے
 اڑنا نہیں جاتا ہو عاقل کا گلون
 بجلی بھی جو گرتی ہو گرے رو سیہ پر
 تاکے ہو زمین قلب جگر کا وہ نشان

بلا بھی پھر قتل مجھ کر کے مگر جائے
 پگڑی سر خورشید قیامت کی اتر جائے
 دامن کمین خونسے جلاؤ کا بھر جائے
 یہ تیرواں جا جہان میری نظر جائے
 چلائی ہو شب بھر کی پہنچتے یہ مر جائے
 جسوقت تپ کہنے خورشید اتر جائے
 ایسا نہ میرا دل بیتاب ٹھہر جائے
 دیکھا نہیں بیوت کیسے بھی جو مر جائے
 صیاد کہیں آکے پر بال کتر جائے
 آئے جو بلا چرخ سے وہ غیر کے گھر جائے
 چلا کے یہ کتنی ہو کمان تیر کہ صر جائے

شانہ دل صد چاکلے جو کرو تم
 اے دردمر قلب کے تو ساتھ ہی رہنا
 اغیار مجھے یار کے پہلو ہی میں لکھیں
 آشت پر آشوب میں حشت مجھے لائی
 وہ ماہ لقا شہرین کھجولے جو تصویر
 صندل ج لگاؤں تو سوادرد ہو سرین
 گھیرے ہو رہتے ہیں لالہ الم ورج
 زخمی کو ترے دیکھ لکھا ہوتا یہ خراج
 بسمل یہ ترانہ جاوید ہوتا تل
 اتنو نکو تو کر قتل تو ای قاتل عالم
 مجھ زار کا اتنا اثر ضعف ہو مانی

بگڑی ہوئی یہ کامل شولیدہ سنور جائے
 ایسا نہ وہ دلوں کے لیے لکھ کر جائے
 میں ساتھ ہوں ان کی صورت بدھ جائے
 دیکھے جو کوئی غول بیابان بھی تو ڈ جائے
 سونا ورق تہ قیامت کا اثر جائے
 تاثیر ہو برعکس دوا کا یہ اثر جائے
 ارمان مگر غمگدہ دل سے کدھر جائے
 کچھ دہ نہیں آج جو یہ رات کو جائے
 آب دم شہیر گلے سے جو اتر جائے
 کشتے ہی نظر آئین جہانک کہ نظر جائے
 کھینچ جا جو تصویر مری نگاہ سے جائے

کہتے ہیں یہ آپس میں مروستے نہیں	چلتے ہیں ابھی قبرین میت تو اتر جائے
دل منزل کیسو پہرے جا کے بھلا کیا	اسی شب تاریک میں پروپی کہہ جائے
یار یم الفت کی کوئی موج ہو سہی	ڈوبی ہوئی یہ ناو مروت کی کئی بھر جائے

غزل ۱۹۲	کیا پوچھوں میں اُن سے دلِ تروید کوئی ایسا نہو اُلٹی کہیں میرا ہی وہ سر جا	شعر ۱۹۲
---------	--	---------

یہ بھیسے جو میدانِ قیامت میں بڑی ہو
 دھوم آمد محبوب اس لئے کی پڑی ہے
 سچ ہے کہ پیشِ ہر قیامت میں بڑی ہے
 جل جہل کے زمین کہتے ہو کیا دھوپ کر دی ہے
 جلاؤ کی رستم سے کہیں دھاک بڑی ہو
 کہ موت جھکائے نورِ قاتل پہ کھڑی ہے

اک چوٹ سی دل پر شب و صلت مین پڑی ہو
 کیا آج موزن تری آواز کڑی ہے
 ایذا جو مجھے جان کے ٹکٹے مین پڑی ہے
 قحط اسم ہوئے خود موت کیلے کو کھڑی ہے
 گڑوا دودھ و زاجیل کے بڑا آج ہے اسکا
 میت کسی نادار کی کو پی مین پڑی ہو
 اُس پر ہوا کو بھی رسائی نہیں ملتی
 ابنوہ قیامت سے وہاں بھڑ پڑی ہے
 قاتل جو مجھے تشنہ دہن کرتا ہے کشتہ
 پانی کا لیے جام اجل میری کھڑی ہے
 قاتل یہ کہین دامن شمشیر نہ چل جائے

عدت مرے خون رگ گردن میں بڑی ہو

خون غنیم کو کھلاتا ہوں پہ ہوتا نہیں یہ سیر

اب جان مری کھا اتر گا گر بھوک بڑی ہے

جو آتا ہے دروازے پہ لیجاتا ہی بڑے

کیا لوٹ ترے حُسن کی دولت میں پڑی ہے

ای رحمت غفّتا رُخسہ جلد لے انکی

دو زخ کے قرین صفت گنہگار کھڑی ہو

تلوار کے ہمراہ نکال انکے بھی ارمان

مشتاق شہات صفت عشاق کھڑی ہے

کیسے دل عاشق کا سویرا تو بجا ہو

اُنکے لب لعین پہ جو مستی کی دھڑی ہے

آئے ہیں رقیبوں کو لیے لاش پر میری
 ظاہر میں ہے کچھ عزم پر خوشی دہینڈی ہے
 بے آگ کے اس خاک پر پھٹتا نہیں سیاب
 شاید کسی مضطر کی یہاں لاش گڑی ہو
 شاخ دل عاشقین یہ کب گل بہن شگفتہ
 گلچین کی بنائی ہوئی پھولوں کی چھڑی ہے
 طول شب حیران کا بیان ہو نہیں سکتا
 اسکی شب گیسو سے بھی یہ رات بڑی ہو
 اسے کشو اس اوج پر قد کے نہ اکڑتا
 اک روز بیٹھیکگی جو دیوار کھڑی ہے
 اس اہل عدم جاتے ہی تم کیوں ہو خاموش

تحقیق میں اسکی مجھے تشویش بڑی ہے

جائے میں دم ترع وہ پہلو سے ہمارے

فرقت کی یہ ساعت ہی بچھڑنے کی گھڑی ہے

کیا ساتھ کار و نامہ آ یا ہے تجھے یا و

کیون شمع کی دیاں میں خاموش گھڑی ہے

یہ آتشیں آہوں سے بھی ہوتی نہیں پانی

تقدیر سے زنجیر بھی لوہے کی کڑی ہے

اب اُنکے تغافل سے ہوئی خاک بھی برباد

بے گور و کفن میتِ ناشاد پڑی ہے

ملتی نہیں یہ روزِ جدائی میں ذرا بھی

کیا گھر میں مرے قطب نے یہ دھوپ جڑی ہے

بکیں کے جنازے کے کوئی ساتھ نہیں ہو
 اک بھیڑ مگر حسرت و حرمان کی بڑی ہے
 گھر آتشیں آہوں سے جلا جاتا ہے اسکا
 صیتاد کو اپنی مجھے لمبل کی پڑی ہے
 نکلے تو بگر خون ہو رہے گرتے کھٹک ہو
 کس قدر کی اک پچانس کیلجے میں گڑی ہے
 ہوا نکا ہمارا گل و شبہم کا فنا نہ
 ہنسنے کی انھن اور ہمیں رونی کی پڑی ہے

شعر ۳۲	اس غمیں کی گل تازہ نہیں کھلتا فاخر چمن نظم میں کیا اونٹنی ہے	غزل ۱۹۳
بوسے رنگوں نے خیر خوشوار کے لیے		کٹا ہوا سر جو ابرو نگار کے لیے

پھینکا جو اُسے تیرول زار کے لیے
 ہون نجان جو شربت دیدار کے لیے
 پیدا ہو حال برو خمدار کے لیے
 آنکھوں میں دم ہر شربت دیدار کے لیے
 اپنے پانے رحمت حق کیون دورا کے
 افلاس نہ بھی گھیرا ہو مثل تپناں
 دیدوں انھیں میں آنکھوں سے ٹھیلے گا
 ورویش بنکے یار کے در پر پڑا ہوں
 ناقص شبہ غنچہ بستہ کی کیون نہو
 رکھیں قدم وہ نقش قدم جانکر نہیں
 ایک پائون گھڑیوں صفین ایک ٹان

بوسے وہاں زخم سے سو فار کے لیے
 قوت کی دودا کوئی بیمار کے لیے
 لازم ہوا ایکٹصال بھی ملو ار کے لیے
 بس ہر ہی دوا دل بیمار کے لیے
 شعلے بڑھ سقر کے گنہگار کے لیے
 ممکن نہیں دوا دل بیمار کے لیے
 مانگیں جو خنہ بندی دیوار کے لیے
 دل لٹا ہوا سایہ دیوار کے لیے
 گویائی بھی ضرور ہو منتقار کے لیے
 آنکھیں بچاؤں یار کی فادر کے لیے
 گردش نئی طرح کی ہر پرکار کے لیے

دیکھا انھیں جو چھپے تو انکے نکالیں
 یونہی اٹھایا وقت چشمان یار کا
 ہر کو کیوں حسین یہ پڑھاتا ہوا بار بار
 تم بھی تو میرے غم میں گریباں کیوں ہو
 اچھینکے مجھے وادیِ خشک میں تھرو
 دیکھا مجھے جو نزع میں سکنا سا ہو گیا
 اندری آگ ہو ٹھہرے جلادیے
 عشق تان میں رہنے چاہتا تھا میں
 دل ہو گیا اسیر تو کچھ غم نہیں مجھے
 مٹھی میں لکویا لیکے پھنے دامِ عشق میں
 عیسیٰ مرغن عشق سے اسے نخل ہو

اندھا بنا دیا مجھے دیدار کے لیے
 بیمار خود ہوا غم بیمار کے لیے
 لازم نشان نہیں تری تنواری کیلئے
 گل جامہ در ہو بلبل بیمار کے لیے
 دامن کشیدہ کیونکہ رہو خجاری کیلئے
 وہ خود طلیل ہو گئے بیمار کے لیے
 جب مٹھ بڑھایا پوسہ رخسار کیلئے
 کچھ تار میں توڑ کے زمار کے لیے
 روتا ہوا کون مرغ گرفتار کے لیے
 خود قید ہو گئے وہ گرفتار کے لیے
 جا کہ چھپے ہیں چرخ پہ بیمار کے لیے

<p>قرآن سمجھ کے آنکھوں پہ رکھا خطِ عذار بروپہ زلف چھوڑ کے ڈالی نقابِ کین سرے سے نقطہ گوشتِ اروپہ دیکھے راحت ہو کر کیلو تو ایذا قبول ہے ایدوست اب تو قبر میں اپنا دکھا جمال جزیرگی قبر نہ کچھ بھی غلط پڑا دیکھا جو بخودی میں اُنھن جانتے ہو بالین پہ وہ جو رہے تو غیروں نے یہ کہا</p>	<p>ہو سے ادب سے مصحفِ رخسار کیلئے دو کاٹھیاں فصولِ مہین تلوار کیلئے قبضہ ضرور چاہیے تلوار کیلئے موجود آبلے ہیں مگر خار کیلئے واپس شوق ہے مری دیوار کیلئے بیکار آنکھیں وارین دیوار کیلئے ہو سے چھپکے روزن دیوار کیلئے روتا ہوا جیتے جی کوئی بیمار کیلئے</p>
---	---

غزل	<p>فاخر وہ شکل اپنی دکھاتے ہیں تہمت جاتا تو ہون میں خوش ہوا کر کے</p>	شعر
<p>شوخی گل خندانین ہر سر جو بھری ہو</p>	<p>یہ باعثِ تعلیمِ نسیمِ سی ہو</p>	

کب شاخ ہر اک نخل کی چو لو نہ بھری	گودی میں لیے پھول نسیم سحری ہو
غنچے کی طرحی مئے گلگون بھری ہو	مستانہ اسی سے تو نسیم سحری ہو
پیری شگفتہ گل ز حسنم جگری ہو	سرد آہ مری رشاک نسیم سحری ہو
بجھنے کو دم شیب یہ شمع کیوت	ہر زاغ مرے دل کا چراغ سحری ہو
کیا اس گل خوبی کی شیم آئی ہو لیکر	اترائی ہوئی آج نسیم سحری ہو
گرم آہ دم شیب کے جلتا ہون سراپا	جھونکے پینچ لوٹے کہ نسیم سحری ہو
ز قمار یہ خالی نہیں بیدار گری سے	پامال تری ٹھوکر وٹسے ککائی ہو
دونوں کو کسی وقت میں ٹھٹھین دیکھا	اک دواغ قمر اک مراد داغ جگری ہو
ای برق تبا کیلے اتنی ہو تو بیتاب	کیا میری طرح تیر بھی درد جگری ہو
ٹکڑے ہو ارجے کی بجائی تو میں سمجھا	یا قوت کا یہ نگ نہیں سخت جگری ہو
تولید مضامین کو لیون سچون لیا	شال مر آشمارین خون جگری ہو

کیا پوچھتے ہو اپنے مریض تب غم کو
 بوجہ یہ سینے پہ نہیں ہاتھ اٹھارے
 لازم ہو تو اضع بھی ہر اک فیض سا نکو
 کیونکر میں تصور سے نہوں عامل تیر
 اس شعلہ رخسار سے کیوں لونہ لگائے
 بیمار تب ہر کو کیوں نہ ہر ہو دیتے
 اغیار سے پامال کر اتے ہو مری لا
 ای باد صبا جا تو نشانی مری لیکر
 کیا فیض محموم پر بہار سنی کیا
 کیونکہ ہونہ و زرشادہ بھلا کو کب قبال
 اگر دو دو ذرا چل کے بڑا جہر ہو اسکا

گل سے بھی سوا آج تو درد جگری ہے
 مرکز بھی وہی شدت درد جگری ہے
 جھکتی ہو وہی شاخ جو میوے بھری
 ہر یاد حسین دل میں کہ خشتین ہی ہے
 پر وا نہ دل میرا چراغ سحری ہے
 مرجان گاہ آپ چراغ سحری ہے
 کیسی مرمروں پہ یہ بیداد گری ہے
 پیغام اجل اس کے لیے خوشخبری ہے
 صحرائین ہر اک شاخ غزالان بھی ہے
 عارضی نہیں قال یہ انجم سحری ہے
 دروازہ پر میت کسی کیس کی دھڑکی

<p>لکھو نگا سے دفتر خوبانین نہ فاخر نزدیک سے دیدہ زکس نظری ہی</p>	<p>غزل ۱۹</p>
<p>وہ لوح حسین ہی کہ بیاض سحری ہی اک لعل جلا ایک چراغ سحری ہی ہر شاہ گل کے جو قبا برین ہری ہی اب شمع جیسا انکی چراغ سحری ہی بیما کی اپنے یہ تھیں بختی ہی ہے خون بہتا ہی آلا ابھی زخم جگری ہی خودوں میں رہنے کو مرے بار در ہی جلا دی پوشاک لمو میں جو بھری ہی مردوں کے زمین کو چہ قاتل کی بھری ہی</p>	<p>انکے رخ انور میں عجب جلو گری ہی دو زونہیں ہر اک ملک م کا سفر ہی معتنون بہاری بھی کوئی ہنر ہی بیمار تر ملک عدم کا سفر ہی ہے جانے کا تو کیا ذکر ہی پوچھا بھی تہی آہستہ چلو لیکے جنازہ سو مرت بیتین میں لکھیں بارہ اماموں کی شان شاید کہیں کسی کو حلال آج کیا ہی مراہوں اسی غم میں میں اپنے ملک کا گمان</p>

سر پہ ہوا دیو شبِ وقت سے مراد
 پہ پہلو تہ ہنوس ہنسکے غل غل کے
 اک حشر سا کھرام زمانے میں بپا ہو
 ہم سے کسی ناشاد کی کیا ہو شبِ وصل
 کیا لوہو لگی شام سے چلی تار ہو آ کر
 صبحِ شبِ بھران کو کلی ہوا ٹھنڈا
 کیا چال لڑائی ہو کسی مست کی لسنے
 کہتی ہو دم صبحِ یگل ہو ہو شمع
 یہ سخت رگین ہاتھ سے تیر نہ کینگی
 کیا آج کسی غیرت لیل کی ہے آمد
 بچھا ہو مکرول کی طرح یہی ناکت

لاکھون میں بہادر ہو ہزار وین جری ہو
 کیا خوب مری قبر پر یہ نوحہ گری ہو
 کس میت ناشاد پر یہ نوحہ گری ہو
 کیون شور کنانِ شام سے مرغِ سحر ہو
 پروا کسے دنیا میں سو کوئی جری ہو
 کافور سحر مرام زخمِ جگر سی ہو
 بہکی ہوئی کچھ آج نسیمِ سحر ہو
 میرے لیے ناساز نسیمِ سحر ہو
 تلوار مری حلق پہ بیکار دھری ہو
 جا رو بکاش باغِ نسیمِ سحر ہو
 ہر نجمِ شب وصل چو باغِ سحر ہو

دل دُوبینِ عنادل کیوں بوجہ غم میں | اچھو لون کی ہنسی موج نیم سحری ہے

شعر ۳۳

کیا رحم دلون پر بھی یہ کرتے نہیں تاثیر
فاتر مے نالونین بھی کیا بے شری؟

غزل ۱۹

<p>شیشہ نکست کی امید سدا رہتی ہے مست گردش مجھے کچھ اور سوا رہتی ہے ان بتوں کا ہو گزر خانہ حق میں نہ کر یاد آتی ہے جو وہ زلفت سے اتون کو تنگ اگر مرضِ بحر میں یہ کتا ہوں باتون باتون میں نہ کیوں بے بسٹون آنندھیان میری کد کا جو اُڑاتی ہیں لائی اکدن بھی نہ اُس کیسے غم کی نیم</p>	<p>خضر آسا ہوں آب بقا رہتی ہے خاک وارہ مری مثل ہوا رہتی ہے کعبہ دل میں مریا و خدا رہتی ہے کیا کمون سر پہ مری کیسی بلا رہتی ہے اے جگر موت بھی کچھ مجھے خوار رہتی ہے مجھے ہر قوت کھنچی تیغ ادا رہتی ہے خاک لڑکے کوئے دلا رہتی ہے خاک لڑائے ہی پہ طیار صبا رہتی ہے</p>
--	---

مانگو بیٹھ کے آتی ہو مریضوں کی طرح
 زیت جتنا کہ کسی سے نہیں ملتا
 شب بین بھی کہیں نہ ہوتی ہر مٹا وصال
 خیر اسکی ہو جو دوسرے زلف و عارض
 شمسان قمرین جلتے جوہرین اختر
 صبر اب ہو نہیں سکتا ہمدرد کہنت
 کیا یقین ہو دل فتنے کے پھرانے کا مجھے
 کیون نہ فرمان ہوا آ کے لے کر پر مری
 خواہاں بھی یار کی صورت نہیں آتا
 تیرے بیمار کا کوئی جو پرستار نہیں
 لگا کر کھینچ کے جھٹھلے دل ابرا

ناتوان میری طرح میری صدا رہتی ہو
 حافظ انسان کی بلا و نہیں قضا رہتی ہو
 مر مر تجھوس حرص و ہوا رہتی ہو
 ہم فقیروں کی یہ ذرات دعا رہتی ہو
 آرزو صورت پروانہ فدا رہتی ہو
 ظلم پر ظلم جفاؤں پہ جفا رہتی ہو
 بی وفاؤں سے کب امید وفا رہتی ہو
 روح بھی جسم کی مشاق تھا رہتی ہو
 نیند بھی کیا مری آنکھوں سے تھا رہتی ہو
 طاق پر روزی وہیں کھی دوا رہتی ہو
 دل سے کب کبھی شش کا ہمارا رہتی ہو

بھاگ کر موت سے انسان بھاگتا ہے
 شب تاریکی فرقت میں ہے سرمہ کا اثر
 اس قدر دود و جگ شب کو ہم اٹھتا ہے
 ترغیب میں دیکھنے آیا ہے جو وہ نکاح
 ایک تار ہو پانی کیلے ہاتھوں
 بیجا بی سے کریں چار وہ کیوں کر نکاح
 اچھڑ قبر بھی کیا عالم تنہائی ہے
 جس دم میں جو فقیرین کیا اگر ایوں
 تفرق عاشق و معشوق کا یوں ہوتا ہے
 روح قالب میں ہے یوں ایک نفس کی ہما
 کہدو یہ تاج و رن کے اجل کو بھولیں

پیچھے پیچھے صفت سایہ قضا رہتی ہے
 بند مرغان سحر کی جو صد ارہتی ہے
 تا سحر خیز پہ گھنگھو رکھتا رہتی ہے
 منہ چھپائے ہو خود مجھ سے قضا رہتی ہے
 خود بسی ولین مرطوح خمار رہتی ہے
 سات پروین چھپی شرم و حیا رہتی ہے
 روح تک قالب بیاں جدا رہتی ہے
 دم گھٹے جاتے ہیں یوں بند ہوا رہتی ہے
 جسم رہتا ہے جدا روح جدا رہتی ہے
 جس طرح دم کو جبا یوں میں ہوا رہتی ہے
 موت سر پر صفت بال ہوا رہتی ہے

رشتہ تنگ کیونکہ ہوا رخت حیات	نازنین جسم سے چسپید و قسب اڑتی ہو
اختلاج ایسا آئی کہ سیکو ہوئے	پہرون اس دل کے دھڑکنے کی صدی ہو

غزل ۱۹	ہاں خبردار نہ فاختہ بیان آنے پائے	شعر ۲
	انکے دربان یہ تاکید سدا رہتی ہو	

ہوا یہ دم ہوا یا رانِ فغان کے لیے نوید لیکے چلا میں یہ باغبان کے لیے میں روکتا نہیں بلبل تجھے فنا کے لیے سمجھتا ہی مجھے دیوانہ باغبان تو کیوں جفا و جور نہیں بھی ہے طرح لازم ذرا دکھاوے مجھے اک نظر تو اویسیا اسی طرح مرے لمبے انکی یاد رہی	اڑا تا پھر تاہوں میں خاک کارو کے لیے گھٹائیں جھوٹی آئی ہیں بوستا کے لیے پرانی جان تو دے تو نہ آشیانے کے لیے چن کا رہیں چنتا ہوں آشیانے کے لیے ستم ضرور ہے جس طرح آسمان کے لیے ٹپ رہا ہی مرا قلبِ ثیان کے لیے مگر ضرور ہو جس طرح سے مکان کے لیے
---	--

جھکے جہان میں چم کوئی تو سرفراز ہو وہ
 رہا مجھے نہ کریگا اگر اب بھی اوصیاد
 مرے گلے پر چھری رکھ کے کیوں اٹھا ہو
 جہاں میں لم دستم یہ کریگا کیا مجھ پر
 نہ دینے پر مر بولنا کے بات کو وہ
 ہماری خاک سے اوکاش یہ بنا ہوتا
 روان روان تن بیان کے واسطے روح
 بیان کروں جو میں سختی وادی پر خا
 وہ بے وطن کے اسی طرح باہین کرتے ہیں
 جو اپنے منہ سے تم انکا آپ کرتے ہو
 چمن میں عیش و روزہ مجھے پسندین

کیا نکسا رہے فطرت ہی آسمان کے لیے
 تو اپنی جان میں دید و نگاہ آستان کے لیے
 حلال کرتے ہو کیا محکوم تھان کے لیے
 ہی تیرا ہر مرے پاس آسمان کے لیے
 طلب میں کہیں تاپا ہوا دل تجھ سے تھان کے لیے
 کہو سے جام انکے لب ہان کے لیے
 لیکن آپ ہی بران ہو مکان کے لیے
 زبان میں کاتے بھی جائیں امتحان کے لیے
 نہیں ہر جیسے دہن کلک زبان کے لیے
 یہی دلیل دلیں سستی و ہان کے لیے
 تشمن اپنا بنا تا نہیں خزان کے لیے

<p>جو نرم طبع ہیں وہ تختیوں میں آتے ہیں زمین پہ سر کو جھکا یا جب لکڑا کے ساتھ برابری پہ تمھاری بہت یہ مرتا ہو ہزار ظلم و ستم وہ کرے میں صابر ہو یہ کون مست چین میں ہو گرم بادہ کشی نہ کھینچ میان کے تلوار اپنے بسمل پہ خوشی نہیں آجو دل میں تو غم ہی لگے ہے ہزاروں باتیں بنائیں نہ کیوں وہ دم بھر میں</p>	<p>دہن میں خلق ہو دانت ہر ماٹھے لے ہوا عروج یہ تب پہ آسمان کے لیے ستم اٹھانہ رکھو تم بھی آسمان کے لیے دعا بذکر و گامین آسمان کے لیے گھٹائیں جھومتی آتی ہیں تان کے لیے بہت ہر جنبش ابرو ہی نہ جان کے لیے لیکن ہو کوئی تو اڑے ہو مکان کے لیے زبان ملی ہو انھیں صبح لبیان کے لیے</p>
--	--

غزل ۱۹	قبول صل ہو فاتر شخص اندھیر میں بجھا دیتا ہوں میں شمع مہمان کے لیے	شعر ۲۳
حلال دلو کیا تیر کی سنان کے لیے	کہ قرض مجھ پہ ضیافت ہو مہمان کے لیے	

نہ مجبور نہ عیفت سے بار و زرق اٹھواؤ
 بڑا قریب کو دعویٰ ہو جان تھاری کا
 کھینچے ہوئے تھے بار و زرق بل کیوں کر
 دعا بکھین کرتی ہو غلامو نشہ اثر
 کسی کو دیکھا ہو کبھی سید ہون
 ہو طرالت کا باعث الیغوی میری
 مدام بادۂ توبہ سے کیون کام رہے
 پتنگ شمع پہ جلتے ہیں تو وہ کتنے ہیں
 تنق بہ خاک شہید اچھا سبب کب ہو
 لگاؤ سرمہ و نہالہ دار آنکھوں میں
 برا ہو ضعف کا تعظیم یا کیونکر ہو

کہ باز ناز ہی کافی ہو ناتوان کے لیے
 کبھی لگاؤ تو تلواری امتحان کے لیے
 کشیدگی ہی سبب دور ہو مکان کے لیے
 ہزاروں کوستے رہتے ہیں سماں کیلئے
 کہ راستی سبب عیب کماں کے لیے
 ہوئی ہو کو راجل مجھستے ناتوان کے لیے
 ہر کچھ بیان کے لیے اور کچھ وہاں کے لیے
 یوہن کچھ بھی جلائیے امتحان کے لیے
 زمین بلند ہوئی ہو یہ سماں کے لیے
 عصا ضرور ہو چار ناتوان کے لیے
 کہ سخت بیٹھا اٹھنا ہو ناتوان کے لیے

شب فراغ کا نجم سحر و طالع ہو	دعاے خیر کو نہیں بھی آسمان کے لیے
برائی عالم رویا میں آرزو دل کی	کیسے خواب میں بوسل وہاں کے لیے
فنا کے بعد کیوں اُنس ہو جس کے مجھے	کہ جان دیکھ میں آیا ہو میں کا کیلے
مئے والا سے مملو علی علی کی	سرا ہر شیشہ دل طاق سماں کے لیے
تقیض عیب کے میرا خدا مبرا ہے	ہو نقص نطق کا صدام کی زبان کے لیے
اُنھی جو آہ دل سوختہ سے خاک سیا	ہراک کے ہاتھ اٹھتا بگوشاں کے لیے
ملا کے بدر سے دیکھو نگار کو انور کو	نقاب چہرے سے اٹھو تو امتحان کے لیے
مجھے حقیقت نہ کرتا تو اول بیتاب	وہ لیکے آئے ہیں سیما امتحان کے لیے
ملا کے برق دیکھیں وہ بقراری کو	میں دل نکالے دیتا ہوں امتحان کے لیے
یقین نہیں مگر مرنے کا بدگمانی سے	دکھا رہے ہیں آئینہ امتحان کے لیے
خدا کی یا تو گر دلمیں ہو وہ ویران ہو	شرن مکیں جزا میں ہو مکان کے لیے

شعر ۲۱	<p>مزارِ جسمِ پنهانِ سنکے زخمِ کھانیکا وہ تیغ کیسے پہنچا تو خیر پہنچا نہ لے</p>	غزل ۱۹۹
<p>آوازِ صورت کی بھی مجھے کچھ خبر نہ تھی عاشق کے دل کے پارِ شانِ نظر نہ تھی آگے کبھی یہ شدتِ دردِ جگر نہ تھی باریک بین کیسی کبھی ایسی نظر نہ تھی دلکی ہین تو دلکو ہماری خبر نہ تھی روشن ذرا ضیا پر غمِ سر نہ تھی یہ کم شکستہ بالے مرغِ نظر نہ تھی گریبان کب اپنے کوچ پہ شمعِ سحر نہ تھی کیا میری آہِ سر و نسیمِ سر نہ تھی</p>	<p>خوابِ کدینِ نیند کبھی بیشتر نہ تھی کیا اپنی نوکِ جھونک کی تھو خیر نہ تھی اب تو مجھے ہر سانس کا لیتا بھی ناگوار موسے میاں یار کو کیا دیکھتا کوئی جیتے ہی کوئے بارِ یقینِ نون کھو گئے افنی لُفِ یار کے کشتے کی قبر پر پر واز کر کے بامِ فلک تک نہ جا سکا جائز کا اُنکی بزم سے کسکو نہ تھا مال گلِ زخمِ دل کے کیونکہ کھلائی شیبین</p>	

<p> شونخ ترے مزار چین یہ پیشتر تھی مرمر کے شب کی ہوا میں تیرے نہ تھی مجھ زار کی ہوا خالی گروست نہ تھی جامِ جانِ ناپہ بھی نہی نظر نہ تھی قاتلکے و ترہاتہ میں تیغ و سپر نہ تھی ناوکِ فلک کی شکار و ترچھی نظر نہ تھی کیا ساربانِ قیں کی تجھ کو خبر نہ تھی بارکِ تینیون پہ ہماری نظر نہ تھی کب لکے پارتیہ کیوں نظر نہ تھی گروشنِ لیلچ مجھے آٹھوں پہ نہ تھی </p>	<p> سنگ پتے کی چھپ کر دیتے ہیں چوہ تیرے مریضِ بحر کی حالت ہو کیا بینا جو بٹھکے نہ اٹھی پس کاروانِ کبھی وہ وہ تماشے دل نے دکھائیں دہرین کاٹے تھے سرِ ہزاروں ہی بڑو خال نے کیا خاک تیرے سے ہوت ہو مادل مرا کیون تو نے رو کا ناقہ لیلیٰ کو نجد میں موے مگر تو تارِ نظر کیسے کس طرح جب آنکھیں بنائے نسے لڑکپنِ مجروح کر دیا اگر چہ تو نے لاکھ بچھرایا تو کیا ہوا </p>
--	--

انجان بنکے کہتے ہیں فاختر وہ زعمین

شعر ۲۱	غزل ۲۰۰ ہکو تو تیرے حال کی اصلاح خبر نہ تھی
<p>بلبل کے حال زار کی گل کو خبر نہ تھی قاتل کو تیغ کھینچنی نہ نظر نہ تھی آبِ حذر انھیں مجھے تاب سفر نہ تھی دراغ جگر تھے شمل شمسِ مست نہ تھی وہ کونسی بلا تھی جو بالائے سر نہ تھی بلبل کی طرح میری فغانِ بے اثر نہ تھی مانند میرے آئنے کی چشمِ تر نہ تھی اچھا ہوا کہ شوخ کی اونچی نظر نہ تھی اک حشر تھا کیسا کیسی خبر نہ تھی مر جائیگا ذرا میں مجھے یہ خبر نہ تھی</p>	<p>آہِ ستم رسیدہ کوئی با اثر نہ تھی کیون تیوریاں چڑھاکے لہجہ کو دیکھتا دیتا مسافرانِ عدم کا مین سا یہ کیا جلتا تھا آسمان بھی مریطِ روز و شب سودا زلفِ یار پہ کچھ منحصر نہیں اس گل کے دل پہ کرتی یہ تاثیر کس طرح بہ جاتی ساری آج روتا مریطِ ح نیچی نظر نے دل تہو بالا کیا مرا محشر میں وہ جو اُلٹے ہوئے نقاب کتے ہیں در و پیر کی ایزانہ سہ سکا</p>

<p>کچھ احتیاج مراحم زخم جگر نہ تھی پر آمد بہار کی انکو خبر نہ تھی عیسیٰ جگاہ تھا ہمیں کچھ خبر نہ تھی دستار آفتاب کی بالائے سر نہ تھی کم آب تیغ تیز سے آب گھر نہ تھی پر میرے دل کے ٹوٹنے کی کچھ خبر نہ تھی حضارین کیسے کیسی خبر نہ تھی کب ابتدا سے چال گیرانِ سحر نہ تھی بوسے میں لہا تھا انہیں کچھ خبر نہ تھی شانِ اہلار ہے تھے وہ مجھ کو خبر نہ تھی</p>	<p>کا فور صبح ہجر کی شب چاہتا میں کیا چاک قفس کو توڑ کے اڑ جاتیں بلبلین یارب یہ خواب مرگ کی غفلت کبھی طرح پیر فلک کی رات کو گہری اُتر گئی سینہ صدف کا چاکلے تو کر دیا آئینہ ٹوٹنے پر تو مجھ سے بگڑ گئے تھی بزمِ یار آئینہ خانے کا عکس کیا روزِ ازل سے غم مری جامہ ہی کھتا مہنون ہوں پر انکی جوانی کی نیند کا او بخت خفتہ نیند کیسی تھی قبر میں</p>
---	---

تا شمع مہر نے اسکا کیا رنو

غزل ۲۱	فاخر کی طرح چاک گریبان سحر نہ بھٹی	شعر ۲۶
<p>اُس شعلہ رو کے یون دل دیوانہ مانا ہے اُس سبت کے ہر گانہ و ہر گانہ ساتھ ہے گویا یہ میسر و نش کے میخانہ ساتھ ہے ہم قافلہ کوئی نہ ملارا ہ عشق میں جو دست و ہین ی میں بھی تہہ میں شریک کیونکہ نہ بہار میں رشت مجھے و چند تہا نہیں ہے کشتہ حسرت کی زمین بھی اُس موش کے گدے کوئی میر و واسطے اندازِ زح کا کیون نہ مویکیش ہاتھ سے بوسے اسیرِ دامِ محبت کو دیکھ کر</p>	<p>جس طرح شمعِ بزم کے پروانہ ساتھ ہے دیوانہ ہو کوئی کوئی مستانہ ساتھ ہے سینا و جام و بارہ و پیانہ ساتھ ہے گویا ہر اک مقام پہ ویرانہ ساتھ ہے جلتے ہیں شمعِ بزم کے پروانہ ساتھ ہے جو تشنہ ن میں بھی ل دیوانہ ساتھ ہے یانِ نجیال و صلت جانانہ ساتھ ہے دیکھو تو مڑ کے عاشقِ دیوانہ ساتھ ہے چلو کا اُس کے واسطے چانہ ساتھ ہے زنجیر پہنے کون یہ دیوانہ ساتھ ہے</p>	<p>اُس شعلہ رو کے یون دل دیوانہ مانا ہے اُس سبت کے ہر گانہ و ہر گانہ ساتھ ہے گویا یہ میسر و نش کے میخانہ ساتھ ہے ہم قافلہ کوئی نہ ملارا ہ عشق میں جو دست و ہین ی میں بھی تہہ میں شریک کیونکہ نہ بہار میں رشت مجھے و چند تہا نہیں ہے کشتہ حسرت کی زمین بھی اُس موش کے گدے کوئی میر و واسطے اندازِ زح کا کیون نہ مویکیش ہاتھ سے بوسے اسیرِ دامِ محبت کو دیکھ کر</p>

آئینے میں نہ دیکھ کے کہتے ہیں خود بہر
 پھر لے نہ میں سکاؤں خوشی کو کیا ب
 کتا تھا ساربان یہ لیلی سے دیکھے
 غیار سے کہنے لگے دیکھ کر مجھے
 لیلی سے اسو صبا پئے جمنون نہ یہ کہا
 صیاد یوں قفص میں غما و لکڑی پلا
 محو سے عووض اہو کے بھرا ہر مکان
 اتنا بھی تھا خیال نہ لیلی کو قفص کا
 اُن سے جدا ہو کب دیں صاف و چاکر چا
 رستے میں بے نقاب بیباک یوں چلو
 لیلی بھی تاک جہاناکے دیکھے نہ کس طرح

گلزار رخ کے سبزہ بیگانہ ساتھ ہے
 گلگشت باغ کے لیے جاننا نہ ساتھ ہے
 سائے کی طرح آپکا دیوانہ ساتھ ہے
 سب میں بیکانے ایک بیگانہ ساتھ ہے
 پر وہ اٹھا کے دیکھ تو دیوانہ ساتھ ہے
 قطرہ آب کا ہر نہ اک دانہ ساتھ ہے
 یہ قلب میلان ہو کہ مینا نہ ساتھ ہے
 پوچھا تو ہوتا کون یہ دیوانہ ساتھ ہے
 زینت کوئی آئینہ و شانہ ساتھ ہے
 کوئی بیگانہ اور کوئی بیگانہ ساتھ ہے
 مشتاق و قفص سا دیوانہ ساتھ ہے

لیلی کا ذکر عیش مصیبت و فقیس کی بس ایک بین تو دور ہونے جیسے	سج ہو خوشی رنج کا افسانہ ساتھ ہو بیل گلو نکلے شمع کے پروانہ ساتھ ہو
او ساربان ناقد لیلی کو تیسر کر شاید اسے طبیعت بیل بھی مل گئی	لیلی ہو خوفناک کہ دیوانہ ساتھ ہو گل ہونے پر بھی شمع کے پروانہ ساتھ ہو

غزل ۲۰۲	فاخرہ عدم میں نہ چھپا کسی بھی کیا کیا تمہارے ساتھ ہو کیا کیا ساتھ ہو	شعر ۲۵
---------	---	--------

بید صوب ہو یہ نشاۃ کہ دور آسمان ہے مرکزہ کوئی حسرت و غم یہاں ہے	ہاں تیرا آج ترا امتحان ہے ویران ایک عمر سے لکا مکان ہے
آنکھی جلی گئی کا میں کیونکر جواب دہ و اماں ہر ظلم و ستم سے کیوں بے بین	خاموش مثل شمع و نہیں زبان ہے گروش میں سیا کی طرح آسمان ہے
او تیرا آہ کرا سے سیدھا کسی طرح	بربادیوں پہ میری جھکا آسمان ہے

تنہائی اپنے خانہ ویران کی کیا کہوں
 مجھ کو بیک سے مجھے کرنا تو دلا
 دل کے جلا کے کتے ہیں اُن بھی تیرے آگے
 ابرو کو نشان کا بھی بوسہ لیا نہیں
 ہاں بھی کبھی صال کی نسبت کہی نہیں
 دو تون میں جو پسند کرو لیا تو شوق سے
 ہوں کیون نہ وقت دیدل عاشقان
 جو ہر عیان ہو دم گفتار حبیبِ پہلی
 جلد آ کے اب تو دیکھ لے اے عیسیٰ جان
 دریا روان ہو خون کا اسی نامِ تبرین
 آئینہ دیکھ کر دم تر نہیں وہ کہتے ہیں

کوئی بلا بھی حسین نہیں وہ مکان ہو
 کم ہو نہ اضطرابِ ترا امتحان ہے
 ہاں دیکھو نہ تیرے صبر کا آج امتحان ہو
 پھر کیوں کشیدہ آپ آپ کے آسمان ہو
 انکی تو اک زبان کے نیچے زبان ہے
 تم سے مجھے عزیز نہ دل ہو نہ جان ہو
 مژگانِ ترک تیر میں ابرو کیمان ہو
 تلو ارمیاں میں کہ دہن ہیں نہ جان ہو
 کوئی گھڑی کی جان حیرتِ بھان ہو
 بس قاتل ہمارا اسی جا مکان ہو
 جز میر کو رخلد سے خالی بہان ہو

<p> بچکر گدھر کو جاؤں مین دوشے مکے ظلم اوہ بون رنگ قبر کے کھجے اڑا نہ تو کیون کہنیتا ہوا قدر انداز سیر کو کہتے ہیں کھنچ کے غیر نکے سامنے سیر سیاہ دل نہیں جس کے عشق میں کعبے بھیکے قدر کرد سیر دل کی تم انواع عشق قلب کو روشن کر آگے تو ہو شرم میری بہت مردانہ پیر ساتھ </p>	<p> ہر جا ہی زمین ہی آسمان ہے یکشتہ بجا بتان کا نشان ہے پریکان وہاں زخم جاگی زبان ہے تھکوا مان نہیں مگر انکو مان ہے چو شبنم داغ جگر سے مکان ہے جسکا ہوا مکان ایسی کامکان ہے برسوں کی چراغ ہمارا مکان ہے غیر دن کے ساتھ آج ترا امتحان ہے </p>
---	---

غزل ۲۰۳	<p> بجز آپ کے کیسی بھی اُفتِ اینسین فاخر یہاں حضورِ شب یہ گمان ہے </p>	شعر ۱۵
<p> تر پتے شب عنہم بسر ہو گئی دل دلا رہا کو خیر ہو گئی </p>		

کسی کی جو دیر کس ہو گئی	نظر اور باریک تر ہو گئی
شب ہجر کی صبح موتی نہیں	قیامت کے دن کی سحر ہو گئی
چلا اٹھ کے پہلو سے جب دلربا	ترقی درجہ ہو گئی
جو اس رخ کا پر تو فلک پر گیا	تو خاموش شمع تر ہو گئی
شب جبر کیوں ہونے جیتے پاس	جیاباب چراغ محسوس ہو گئی
گئی مرگ عاشق کی لیکر خبر	ہو ابھی ادھر کی ادھر ہو گئی
جو گیسو وہ عارض پہ آئے نظر	سرسام جھلک محسوس ہو گئی
گئی بوسہ لیکے لب کے پاس	ہو اسے چین نامہ بر ہو گئی
یہ ابر بھاری نے ٹوکا اسے	مری چشم ترکو نظر ہو گئی
بھڑکن سرو آہن عیث جھوم	کہ کافور شمع محسوس ہو گئی
غضب شب کو دندان کی ضو کیا	ہنسے وہ یکایک محسوس ہو گئی

<p>سدا یون ہی میری بس ہو گئی دنِ خیر کو خیر ہو گئی</p>	<p>رجا سے جنانِ بیم نارسا ہو سدا گشتِ سحر بقیار</p>
<p>شعر کر شاہ</p>	<p>غزل ۲۰۴ نہ فخر سے پہچو تبسم کا حال کہوں کیا کہیو نہ کہہ ہو گئی</p>
<p>بھولے سے بھی گلشن کو نہ پیراؤ ہم کنجِ تقصیر میں بھی نہ فریاد کریں گے کیا کیا نہ ستمِ ستم ایجا کریں گے غربت میں ہم احباب کو کیا یاد کریں گے میر کو لاشاؤ کو جو شاد کریں گے اُس وادیِ وحشت کو ہم آباؤ کریں گے صیادِ تیشین کو بھی پر باد کریں گے</p>	<p>کچھ جسمِ سیرتین جو صیاد کریں گے پاسِ دہے خاطر صیاد کریں گے زرد سے پیری مرو پہ بھی پیدا کریں گے ہنگامِ سفر کوئی نہ آیا ہے رخصت اس گلشنِ عالم میں وہ پھولیں گے دیکھتے ہیں جو ویران پڑا ہے گلشن میں عماد کا نشانہ نہ رہیگا</p>

مشهور ہر وہ مرد پسند اہل جہان	اجباب سے پیدا کرے یار کرے
ہم دل نہ لگا سیکے مینان بہا	یہ بیٹھے بھاسے سین بر باد کرے

فاتحہ ستم ایسا سے پیدا کرے

ظلم سے اور تڑپا کرے

قطعات تالیخ طبع

قطعة تالیخ از تالیخ عالیجناب محلی القاب غفرت

صدر نشین مسند خوشبیمانی ثانی حسان و

فردوسی و خاقانی یکے تاز میدان فصاحت و شہادت

عصر بلاغت سرتاج مخموران نامی مالک نظم و شعر

گرا می بلبل بوستان مصطفوی نونہال چنستان
 مرتضوی مالک اقلیم چود و سخا نیر آسمان عرو عطلالاج
 ابو عبد اللہ حسین زائر شہنشاہ کونین بآب سید حسین
 صاحب ادا مہر اقبالہ صاعفہ اجالہ الی یوم الآخر خالص

تو درخشن اپنی زبان سے محل ہر طبع کی تعریف کہ اسکا ہر محل

فاخر کی تاریخ سی سنی
 بان خوب چھپا پونہ دیوان محل
 روضہ

منکر تاریخ کی اجابت سر اکثر قصد فاخر نہ تھا کہنے سے ہوا لگے مگر

کی رقم میں نے بہت جلد سن بھرین
آج دیوانگی اور تعریف قلم کے لب پر
سید اسحاق

از تصنیف جناب سید فرزند حسین صاحب عرف
اچھن صاحب قباخر شاگرد و خواہر زادہ جناب مصنف

ابن کا می را کہ میدان و بحسن نظام	آب پر یو سگی تربیر تو ماہ تمام
کی تو انہم تا کہ تم توصیف و مع اور رقم	گر چہ ہستم غوطہ زن فکر و رسم صلیح شام
گوئی والا بلاغت را ز میدان در ربود	طبع والا جناب قباخر عالی مقام
نہاوم و ہن بلندش فکر عالی روز و شب	گو ہر دانش شمار بار گاہش لا کلام
فیض دریا معوج و آتش ہر کہ وہد محیط	ما و ح او صفا و از صدق دل ہر سخا
بزمین روئید کم چون او مال جہند	دید کم چون ذات پاشن چشم چرخ نینام

<p>سکہ بر ملکات زو جلال جوش روزین شعر شد چون آسمان سر بلند بہر حق بین شربت شعر عشق و آب حیا من چہ انم لذت شعر و کلام طبع او</p>	<p>ایم یام ز فاش کم آمد و حسد ام یافتہ زو بہد اشعار کی تکمیل نام بہر حاسبت دیوانش و مثل حسام کی توان یافت ہم با کمالی بار خام</p>
	<p>بہر سال طبع و تصنیف نمن و آخر نو گوہر تاج تمین ز سبب بہیم کلام ۱۳۱۱ھ</p>
	<p>القصا</p>
<p>شعر دیوان کے لاجواب ہیں رنگ میں اپنے انتخاب ہیں سب کاٹتے ہیں یہ بال مرغ نظر</p>	<p>جو فلک میں نہیں وہ آخر میں کم نہیں بے نظیر اکشہ میں دایرے سب نظیر خیر میں</p>

انکی قیمت لگانہیں سکتے	صدقہ طبع کے یہ گوہر ہیں
خوب دیکھنے کے انکا حسن بیان	جو اس آئینے کے سگند ہیں
ہر دو ارجو نقطون سے منسلک	کیا لبالب گلشنِ باغِ شریں
پر مضامین ہیں طرح اشعار	وہم بخود دیکھ کر سنو رہیں
نامور گوہر ہیں عرقی و مست	شعر گوئی میں کب برابر ہیں
وصف گریہ کے حرف دیوانہ	کسی عاشق کے دینِ تریں
خندہ یار کی ثنا کے حروف	مسکراتے ہوئے گلِ تریں

اپنی تاثیر کہ نہیں محتاج	
آپ رہ گما سے دل کو نشتر ہیں	
۱۳۱۷ھ	

تصنیف جہانمولوی ابوالقاسم صناعیہ ابنِ صفا

سید لکھنوی تلمیذ الارشد جناب محمد عسقلی صاحب

خورشید لکھنوی

بیلین گلشن میں پھرین نغمہ خزان	ہر صغیر و پھر چلی با و ہزار
خواب سبز پر ہوا دی پھر گران	پھر نظر میں ہو گئی غفلت سبک
دل تنگستہ پھر ہو این غنچہ سنان	بھو متے ہیں پھر نہالان چمن
اڑ رہا ہو باغ سے رنگ خزان	یوے گل کے قافلے کبریاں تباہ
جایا استادہ ہیں سب شادمان	سیر گلشن کو جو اتان چمن
ما کہ بچس جاگے کامرغ جان	بال کھولے اس لیے نبل نے آج
ہو گیا ہی پیر خجاک کر آسمان	کیون نہ اکڑیں سب جوانان چمن
دل گرفتہ بسکہ تھا میں نغمہ سنان	اتفاقاً آج جانکلا اُدھر

ساتھ تھے میرے مصاحب رفیق	حسرت دور و غم و شور و فغان
آگے آگے یاسمان نقیب	چہچہے پیچھے حسرتوں کا روان
سر پہ مایہ مجروی چرخ کا	انقرض گیسر پہ سب ہریان
باغین پہنچا جو ہیں انداز	یون کیا فسل بہاری بیابان
او سعید زار کیا تیرا ہوصال	دل گرفتہ کیون ہوا تو غنچستان
آج کل بہلا طبیعت کو ذرا	خوش سے تو دیکھ رنگ بوستان
کچھ سبب رکات تھے معلوم ہو	ہو خوشی کس بات کی پہلی بیان
آہ کر کے یون و یابین جواب	کچھ نہیں معلوم جبکہ ہریان
ہنسکے یون کہنے لگی مجھ سے بہار	ایسیر نالہ و آہ و فغان
کوش دل سے سن سبیلیں رمز کا	حضرت قاضی بن مشہور بہان
یعنی وہ اصغر حسین باکمال	مرح بین قاصر ہو چکی مرع خوں

ارج عالم میں نہیں نکال نظر
 مالک نشرو خدیو ملک نظم
 رشک غامقانی و غرنی و کیم
 صاحب طبع کی نازک خیال
 ایک ادنیٰ ہی یہ جودت طبع کی
 سیر باغ نظم کی کر تو ذرا
 دیکھ لیا تو جو اسکو دیکھ رہی
 شکے یہ خروہ ہوا بید سرور
 وصف دیوان میں جو کی فکر بین
 رنگ ہین ہوش و حواس عقل فکر
 ہر زمین شعر ہی گویا زمین

شاعری میں ہیں دیکھا بیکان
 خسرو تسلیم معنی و بیان
 ثانی حسان و حسان زبان
 نکتہ فہم و کسب و نکستہ دان
 چھپ گیا دیوان عالی پانچوان
 ہر قہقہہ تو بھی ہو گا شادمان
 غم غلط ہو جائے گا سب بیکان
 دل شکستہ ہو گیا پشیمانی
 یون کما ول نے کہ اس کی زبان
 مع اسکی ہو سکے کیونکر بیان
 ہر ورق دیوان کا ہو آسمان

ہو صبر ملک یا آواز ع	برقی کب حرفت ہن چو نشان
ماہ تو کی شکل ہو ہر د ا ر ہ	مہراک آہین ہو رشک لکھنا
جتنے نقطے ہن وہ ہن مثل نجوم	فات کا سر ہو کہ خورشید جہان
سُن مین یکتا ہو جب یوان	کیون نہ دیکھیں پھر سیناں پہنا
طبع کو قاصر ہو یا مدح مین	فکر نے آخر کیا مجھ سے بیان
اب مناسب ہو کہ کہ تالیخ طبع	تا کہ مین تعریف تیری نکشیدن
سکے یہ مین نے کیا فوڑا ملکوت	ماوہ تالیخ کا تاہو عیان

دعائے ہاتھ لگے کہے او سعید	
عشق کا دفتر چھپا ہو پانچوان	
سہ ماہ	

از تحفہ جناب سید باقر حسن صاحب عرف

اچھے صاحب شہرت لکھنوی شاگرد و برادر زادہ جناب فصاحت

بے مثل اک یہ نظم جو ہر واہ و ترین
فاخر کا اب نیا جو یہ دیوان یادگار

شہرت خدا بیل دل اس سخن پہ جو
آفاق میں یہ ایک گلستان پر بہا

تصنیف جناب سید عباس حسن ضابطہ فصاحت لکھنوی

ہوا پانچوان طبع دیوان خرم
ہو چرور و ہر اک غزل عاشقانہ
مضامین کہیں ہیں کہیں سن نہیں
جنہیں ذوق شعر و سخن ہو وہ کہیں
ہیں جواہر دل داد اشعار کہیں
کہیں استعار کہیں ہیں مثالین

فصاحت جو دیکھ کر تارخ بھری

لکھو اب یہ ہر مستند شاعر و نین

تصنیف جناب نواب سید علی خان صاحب عرف

مہین صاحب کاشف شاگرد جناب یوسف

حضرت قاضی ربیع بن خوش بیا	۲۰ عین تھریہ کاشف کی زبان
مطلع دیوان میں ہر وہ آجے تاب	چرخ پر شرمندہ جسے آفتاب
شعرا و مضمون میں حسین انتخاب	چھپ گیا ہر وہ کلام لا جواب
سال اس کے طبع کا جس دم لکھا	یہ سروش غیب کی آلی صد ا

ایک کا لازم ہوا زمین تخریبہ

بلبل باغ سخن کا زمزمہ

۱۸۹۶ء

تصنیف جناب کاظم حسین صاحب منشی شاگرد

جناب جاوید

شدہ دیوان فاخر طبع و مطبوع	زہر شورش دل عشاق بیتاب
سلسل بندش مضمون شہار	شال سلاک گوہر ہای خوشاب
چنان ظاہر زلفش چنان	نزدیک چاکس در عالم خواب
بیان شوخی و انداز زبانان	فزون از قیصر ہمای بہتاب
پے تاج طبعش گنت محشر	
کلام شاعر پیشل و نمایاب	
۱۳۱۴ھ	
تصنیف جناب سید حیدر علی صاحب شاگرد	
و نائب روضہ سرکار جناب فاخر مصنف دیوان	
فضل خالق سے بحسن ہمسام	پانچوان دیوان چھپاؤ شاہ
طبع کی تاریخ مالد نے کی	

واقعی یہ مبدن مضمون ہوا
۴۳۱۴

تصنیف جناب یعقوب علی خاں صاحب نصرت

رئیس میدانِ یادِ فاخر	کر جنکے وصف میں قاضی بان ہے
چچا اس شانِ دیوانِ اہکا	مثال مہر و مدِ رفعت عیان ہے
ورق رشکِ فلک ہو کیوں ایک	تارِ حریت مصرعِ کمکشان ہے
رضائین کی بلندی سے شربت	زمین شعر سے بہت آسمان ہے

کئی تاریخِ ہاتھ نے فلک سے

یہ اوجِ فاخر رنگین بیان ہے

۴۳۱۴

تصنیف جناب شمسید عاشق حسن صاحب

وَحْشِ لَکھنوی تلمیذ جناب شاد لکھنوی معرِ پیر و میر

حضرت فخر خوش نگر و فہم و دانا
 ہر قسم ملک سخن سرور قلم عربی
 عاشقانہ جو کلام انکا سے صورت
 نظم رنگین کا یہ رنگ سنا جسے
 نئی باتیں جو کیا کرتے ہیں موزون اکثر
 رشک تان انہیں کہتے ہیں چمن صاحب عقل
 اپنی تصنیف سے مجلس میں بہت جو
 کوئی دہم اگر مرثیہ انکا دیکھے
 بین غزل گوئی میں بھی فروہیں شاہین
 چار مطبوع جہان ہو دیوان پہلے
 کہ لکھا ہو کہیں کچھ ذکر جنوں عشاق

فخر سبحان گر بھین کیسے ہو تو بھی زیبا
 غیرت عجمی قدر شناس شعرا
 غلطہ ہولناک تاج پہ انالیلی کا
 رنگ دہلی کو وہ ہر رنگ سے حل سمجھا
 بہت ٹھیک انہیں مضامین کہنا
 کہ لکھا کرتے ہیں آئل محمد کی شہ
 در دیوار سے روکی صدا ہو پیدا
 مردانہ دست خضرہ کرین ماتم برپا
 نوک نشتر، دلون کے لیے ہر شعر انکا
 پانچواں دفتر دیکھ چپ بھی یہ طبع ہوا
 عرصہ صفحہ قرطاس کے شکل صحرا

<p> ذکر گریہ میں کوئی شعر گرا بجا بڑھو ہو جہان عارض نگین کا کسی کچھ فکر جن گنج شب بھر کا ذکر کریں نظم و کسر وعدہ کا کسی جاوہر دل نے میر کی کہا مجھے کیوں غافل دل کا یہ قول غوث یا جو زیادہ </p>	<p> شور سیلاب کا عالم میں ہو دریا وریا صفحہ دیوان کا ہر صفا گلہ تخت ملتا ایں پہر کچھ شام قیامت کا پتہ وصل کے شوقین پسیدہ جو تھمنا تو بھی تاج نگہ اسکی نہ کراں دیر فکر میں تھا کہ ہوا یہ مجھے نور الہا </p>
--	---

کیا تو مجھ کو بھی مصرع احوال

فاتر حیران کا ہر باد و گویا

۱۲۱۲ھ

قولہ

خاص ارود کے ہیں کیا بیان

اہل نصاب ہوں سن کر نادان

حضرت فخر بادشاہ تحریر

کیا ہی ملبوع خلافت سے کلام

مزرعہ قلبِ معاند کے لیے	برق و زلزلہ ہر گھبے باران
یہ بھی دیوان ہوا انکاتبار	جسکے مشاق تھے سب پیر جو ان
سالِ فصلی کی مجھے نکر پائی	دل پکارا ہوا ترا و صیان کمان

لکھنے اور اصل بری ہی مصرع

فاخر سحر بیان کا دیوان
۱۳۰۴

اعلان

جن صاحب کوئی کتاب چھپوانا منظور ہو نیاز مند کو ذریعہ تحریر اطلاع
دین انشاء اللہ تعالیٰ بہت کفایت کے ساتھ اور نہایت خوشخط و صفا
طبع ہو کر خدمتِ والا میں پہونگی نر خ طبع باعتبار تقطیع و شرح و اب
فی جزو وغیرہ بذریعہ خط و کتابت طو ہو سکتا ہے فقط المستہر
دار و قلم سید محمد از لکھنؤ جوہری محلہ دفتر تصدیق اسلام

مختصر فہرست کتب از دفتر تصویر عالم

خریتہ انجمال یعنی دیوان مآثر تصنیف لطیف عالیجناب معالی القاشا عبدیدل

جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب دام اقبالہ المتخلص مآثر لکھنؤ قیمت ۳۰

دیوان سحر مصنفہ شاعر نازک خیال جناب جہ نواب علیخان صاحب ہمار

مرحوم۔ کاغذ نہایت عمدہ مجلد۔ قیمت ۳۰

مثنوی معراج المصائبین۔ از تصنیف شاعر شیرین سخن مآثر علم و فن جناب

سید طفیل حسین صاحب شیر مرحوم۔ یہ مثنوی ہجرات چارہ معصومین علیہم السلام

میں اپنی آپ نظیر ہے۔ مضامین وزنگ ماشقہ کا فوٹو اگر کنا چاہیے قیمت ۳۰

طلسم الفت یعنی مثنوی قلن۔ تقطیع کلان باتصویر قیمت ۱۲۰

قواعد الموارث۔ از تصنیف مقدمہ مولانا امام علیہما قبلہ جناب محمد بن محمد العصر قیمت ۳۰

منابر الاسلام۔ من تصنیف جناب مفتی میر عباس صاحب مرحوم مفتی مولانا محمد رفیع صاحب

ریاض افکار۔

ما من افكار -

[illegible]

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.